

ماہنامہ احمدیہ
گزٹ
کینیڈا

اپریل 2011ء

خوشحال عائلی زندگی نمبر

يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اے آدم! تُو اور تیری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو

O Adam, dwell thou and thy wife in the garden.
Chapter 7 Al-A`rāf Verse 20

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

امام جماعت احمدیہ

لندن

01 / 04 / 11

پیارے قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ کینیڈا "احمدیہ گزٹ" کا ایک خصوصی شمارہ "عائلی زندگی" کے عنوان سے شائع کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور قارئین پر اس کے نیک اثرات مرتب ہوں۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ثانیہ کا یہ مقصد ہے کہ لوگ اپنے خالق سے تعلق کو مضبوط کریں اور حقوق العباد کا خیال رکھتے ہوئے ایک بے نظیر معاشرے کا قیام عمل میں لائیں۔ ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اس اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرے۔ اس کی عائلی زندگی بھی دوسروں کے لئے مثال ہونی چاہئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے گھروں کا ماحول متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے اندر قوتِ برداشت اور وسعتِ حوصلہ پیدا کریں۔ ماحول کو پُرسکون بنائیں اور دعاؤں سے کام لیں۔ اگر ہر احمدی دعا اور نیکی اور تقویٰ کو بنیاد بنائے تو انشاء اللہ اسے ایک خوشگوار عائلی زندگی نصیب ہوگی۔ رشتوں کے انتخاب میں یہی پہلو مدنظر رہنا چاہئے۔ اس سے انشاء اللہ یہ رشتے بھی نبھتے رہیں گے اور آئندہ نسلیں بھی ایسی پیدا ہوتی رہیں گی جو خادم دین ہوں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ اعزاز کس طرح ملا اور کیا کام آپ نے کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اتنا بڑا مقام حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے داماد بنے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری یہ بچی پیدا ہوئی تھی تو میں نے اس طرح تڑپ کے ساتھ جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تھی کہ اس کو خود سنبھالنا اور ایسا مقام عطا کرنا جو دنیا میں کسی کو نہ ملا ہو۔ جب حضرت میر صاحب یہ بیان فرما رہے تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

حضرت مصلح موعود نے اپنی اولاد کے رشتوں کا انتخاب کرتے وقت نیکی اور دینداری کو ہی مقدم رکھا۔ آپ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ کون کس حد تک صاحبِ حیثیت ہے اور مالی یا دنیاوی لحاظ سے کس قدر کشائش رکھتا ہے۔ آپ کی نظر میں دین کی خدمت کے لئے تیار رہنا اصل معیار ہے۔

پس ہر ماں باپ کو اولاد کے لئے اس کی شادی کی عمر سے بہت پہلے دعائیں شروع کر دینی چاہئیں تا کہ انہیں نیک نصیب عطا ہوں اور ان کی آئندہ عائلی زندگی پُرسکون اور خوشیوں سے معمور ہو۔ شادی شدہ جوڑے بھی اپنے ہاں نیک اولاد عطا ہونے کی دعائیں کرتے رہیں تو یہ بہت مبارک طریق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔ کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 456 تا 457 جدید ایڈیشن)

اللہ کرے کہ سب احمدیوں کو رشتوں کے معاملات طے کرتے وقت اور پھر اپنی عائلی زندگیوں میں ہمیشہ یہ عظیم مقصد اپنے پیشِ نظر رکھنے کی توفیق ملتی رہے اور ہماری اگلی نسلیں بھی نیکی کے ماحول میں پروان چڑھیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

خوشحال عائلی زندگی نمبر

اپریل 2011ء　جلد نمبر 40　شمارہ 4

فہرست مضامین

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241



حقوق و فرائض
قرآن کریم کی روشنی میں

مردوں کے فرائض

1۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُوا شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً
(سورۃالنساء 20:4)

ترجمہ: اوران سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اوراگرتم اُنہیں ناپسند کروتو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

2۔ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلاَ تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَاراً لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَالِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ
(سورۃالبقرہ 2 :232)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی مقررہ میعاد پوری کرلیں (تو چاہو) تو تم انہیں دستور کے مطابق روک لو یا (چاہو تو) تم معروف طریق پر رخصت کردو۔ اور تم انہیں تکلیف پہنچانے کی خاطر نہ روکو تا کہ ان پر زیادتی کرسکو۔ اور جو بھی ایسا کرے تو یقیناً اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا۔

3۔ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً
(سورۃ النساء 35:4)

ترجمہ: پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر اُن کے خلاف کوئی حجت تلاش نہ کرو۔

4۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (سورۃالبقرہ 188:2)

ترجمہ: وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

5۔ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (سورۃ النساء 5:4)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر دلی خوشی سے ادا کرو۔

6۔ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً (سورۃالنساء 4:4)

ترجمہ: لیکن اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر صرف ایک (کافی ہے)۔

7۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلاَقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (سورۃالبقرہ 224:2)

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس اپنی کھیتیوں کے پاس جیسے چاہو آؤ۔ اور اپنے نفوس کے لئے (کچھ) آگے بھیجو۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم ضرور اس سے ملنے والے ہو۔ اور مومنوں کو (اس امر کی) بشارت دیدے۔

8۔ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَالِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلاَحاً وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (سورۃالبقرہ 229:2)

ترجمہ: اور اس صورت میں ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں واپس لے لیں اور اگر وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ اور ان (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں پر) اتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں کا) ان پر ہے۔ حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔

عورتوں کے فرائض

1۔ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (سورۃالنساء 35:4)

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔

2۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَالِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ O (سورۃالروم 22:30)

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

3۔ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ (سورۃ النور 32:24)

ترجمہ: اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے۔

4۔ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ
(سورۃ ابراھیم 8:14)

ترجمہ: اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً o (سورۃ الفرقان 75:25)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات



بیویوں سے حسن سلوک

عائلی زندگی کے مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ مثلاً درج ذیل زریں ارشاد فرما کر دریا کو کوزے میں بند کردیا۔

☆ خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِهٖ وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِی

تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل وعیال سے سلوک اچھا ہے۔ اور میں اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے تم سب سے بہتر ہوں۔

(مشکوٰۃ۔باب عشرہ النساء)

☆ حجۃ الوداع کے موقع پر مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ وَاسۡتَوۡصُوۡا بِالنِّسَاءِ خَیۡرًا۔ کہ عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔ اس موقع پر مزید فرمایا۔ ''عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں اپنے لئے کچھ نہیں کرسکتیں۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ان کا خود خیال رکھو۔ ان کی ضروریات وحاجات کو پورا کرو اور احسن معاشرت کا رویہ پیش نظر رکھو۔''

(سیرت ابن ھشام۔جلد3)

☆ ایک اور موقع پر فرمایا کہ:

''اَکۡمَلُ الۡمُوۡمِنِیۡنَ اِیۡمَاناً اَحۡسَنُھُمۡ خُلُقًا وَ خِیَارُکُمۡ لِنِسَاءِ ھِمۡ۔

(جامع ترمذی۔کتاب الرضاع)

سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت میں سب سے زیادہ اچھا ہو۔ گویا کہ اپنی بیوی سے حسن سلوک اور برتاؤ رکھنے والا خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوگا۔

اور ایک روایت میں اَلۡطَفُھُمۡ بِاَھۡلِهٖ کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا اور اپنے اہل وعیال پر مہربان ہو۔

(جامع ترمذی)

☆ سب سے بہتر دینار ان دیناروں میں سے جو انسان خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے آدمی اپنے عیال پر خرچ کرے۔

(صحیح مسلم)

☆ فرمایا۔

مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بُغض نہیں رکھنا چاہیئے۔ اگر اس کی ایک بات تجھے ناپسند ہے تو کچھ اچھی باتیں بھی ہوں گی۔ ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رکھو۔

(صحیح مسلم)

☆ مردوں کو یہ نصیحت بھی فرمائی۔

وَلِزَوۡجِکَ عَلَیۡکَ حَقٌّ۔ وَلِاَ ھۡلِکَ عَلَیۡکَ حَقٌّ

کہ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل کا بھی تجھ پر حق ہے۔

☆ اس سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جامع کلام بھی مدنظر رہنا چاہیئے۔

جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں سے عزت سے پیش نہیں آتا وہ ہم میں سے نہیں۔

(جامع ترمذی)

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور ان تعلیمات کے آئینہ میں جب ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں تو اَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِی کا حسین نظارہ نظر آتا ہے یعنی میں تم میں سے اپنے اہل سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہوں۔ آپؐ گھر میں ہنستے کھیلتے، اہل وعیال سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ازواج مطہرات سے مزاح کرتے اور ان کی دلداری فرماتے۔ گھر کے کاموں میں مدد فرماتے۔ اگر کوئی زوجہ آٹا گوندھ رہی ہوتی تو پانی لا دیتے۔ کھانا تیار ہو رہا ہوتا تو چولہے میں لکڑیاں ڈال دیتے۔ گویا کہ بلا تکلف گھر کے کام کاج کرتے۔ احادیث میں آپؐ کی یہ سیرت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ اَلۡیَنُ النَّاسِ وَاَکۡرَمُ النَّاس کہ آپؐ لوگوں میں سے سب سے

زیادہ نرم اور سب سے زیادہ کریم تھے۔

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ پیچھے رہ گئیں۔ نبی کریمؐ نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ رُک گئے اور اپنے دستِ مبارک سے چادر کا پلّو لے کر ان کے آنسو پونچھے۔ آپؐ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

آپؐ نے فرمایا اگر مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا ثواب ملے گا۔ آنحضور ﷺ کی صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حسن معاشرت کی اس قدر تاکید تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا یہ حال ہو گیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرتے تھے کہ کہیں یہ شکایت نہ کر دیں اور ہمارے خلاف کوئی آیت ہی نازل نہ ہو جائے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب النکاح ،باب الوصایا بالنساء)

آپؐ نے رات کو تین حصّوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصّہ اپنی ازواج اور اہل خانہ کے لئے وقف تھا۔ جب ایک دفعہ آنحضور ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے کہ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ فوراً آنحضور ﷺ کی طرف بڑھے آپؐ نے فرمایا: عَلَیْکَ بِالْمَرْاَۃِ۔ اَلْمَرْاَۃُ اَلْمَرْاَۃُ کہ پہلے عورت کا خیال کرو۔

ایک دفعہ کچھ ازواج مطہرات آنحضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھیں۔ ایک غلام انجشہ نامی حُدی پڑھنے لگے۔ جس کی وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگے اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ازواج مطہرات میں سے جو اونٹوں پر سوار تھیں گر نہ جائیں۔

آپؐ نے فرمایا: رُوَیْدَکَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل)

یعنی آہستہ آہستہ چلائیں۔ نازک آبگینے ہیں، صنف نازک ہیں ان کا خیال رکھیں۔

عورتوں کے فرائض

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

☆ بہترین عورت (رفیقہ حیات) وہ ہے جسے اس کا خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو اور جب خاوند اس کو کوئی حکم دے تو وہ اسکی اطاعت کرے۔ اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے۔

(مشکوٰۃ)

☆ جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (طبرانی)

☆ اگر خدا کے بعد کسی کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔

(جامع ترمذی۔ ابواب الرضاعۃ)

☆ عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو خوش کرتی ہے جب وہ اس کو دیکھتا ہے۔ اس کا کہا مانتی ہے جب وہ کوئی حکم دیتا ہے اور اپنے مال و جان میں اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جس سے خاوند کو کراہت ہو۔ (بیھقی فی شعب الایمان رواہُ مشکوۃ)

☆ ایک اور مقام پر تین افراد کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو ان کی نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ ان تین افراد میں سے دوسرے نمبر پر ایسی عورت کا ذکر ہے جس سے اس کا خاوند ناراض ہو۔ آنحضور ﷺ کے الفاظ یہ ہیں۔

اَلْمَرْاَۃُ السَّاخِطُ عَلَیْهَا زَوْجُهَا

(مشکوۃ۔باب عشرۃ النساء)

☆ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

جب خاوند اپنی بیوی کو بلائے اور عورت خاوند کے پاس جانے سے انکار کر دے اور خاوند کو اپنی نافرمانی سے ناراض کر دے تو ساری رات فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

(مشکوۃ۔باب عشرۃ النساء)

☆ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

میں نے دوزخ کو دیکھا کہ وہاں عورتیں کفر کرنے کی وجہ سے مردوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ صحابہؓ نے کہا کہ کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ خاوند کا کفر۔ اُس کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ اگر تو ایک عورت پر ساری عمر احسان کرے اور وہ کوئی معمولی بات تجھ میں اپنی طبیعت کے خلاف دیکھے تو کہہ دیتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

(صحیح بخاری، جلد اول، پارہ نمبر 1، صفحہ119)

☆ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو عورت اس حالت میں مرے کہ خاوند اس پر راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (مشکوۃ۔ ابواب الرضاعہ)

☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"کوئی عورت اس وقت تک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔

(سنن ابن ماجہ)

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کی بہت پُر معارف تشریح فرمائی ہے جو بڑی ہی نصیحت آموز ہے۔ وہ عورتوں کی خاطر یہاں درج کرنی ضروری ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

یہ جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی وہ خدا کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی اس میں دو گہری حکمتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ خواہ درجہ کا کتنا ہی فرق ہو۔ یہ دونوں حقوق دراصل ایک ہی نوعیت کے ہیں مثلاً جس

طرح خدا اپنے بندوں سے انتہائی محبت کرنے والا ہے اسی طرح خاوند کو بھی اپنی بیوی کے متعلق غیر معمولی محبت کا مقام حاصل ہے اور جس طرح باوجود اس محبت کے خدا اپنے بندوں کا حاکم اور نگران ہے اسی طرح خاوند بھی بیوی کی محبت کے باوجود گھر کا نگران اور قوام ہوتا ہے پھر جس طرح خدا اپنے بندوں کا رازق ہے اور ان کی روزی کا سامان مہیا کرتا ہے اسی طرح خاوند بھی اپنی بیوی کے اخراجات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اور اسی طرح اور بھی کئی پہلو مشابہت کے ہیں اور یہ مشابہت اتنی نمایاں ہے کہ ہماری زبان میں تو خاوند کو مجازی خدا کا نام دیا گیا ہے اور لفظاً بھی خداوند اور خاوند ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ اسلام میں بندوں کے حقوق بھی خدا ہی کی طرف سے مقرر شدہ ہیں اور شریعت نے حقوق العباد کو انتہائی اہمیت دی ہے حتیٰ کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ خدا اپنے حقوق سے تعلق رکھنے والے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ مگر بندوں کے حقوق سے تعلق رکھنے والے گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ خود بندے معاف نہ کریں۔ انہی دو حکمتوں کی بناء پر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ اور خدا کی قسم کھا کر بڑے زور دار الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ کوئی عورت اس وقت تک خدا کے حقوق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا نہ کرے۔ اور پھر ان الفاظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس عورت پر خدا راضی نہیں جو اپنے خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی۔

باقی رہا یہ سوال کہ بیوی پر خاوند کا حق کیا ہے سو اس کے متعلق قرآن شریف اور حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبردار ہو۔ اس کا واجبی ادب ملحوظ رکھے۔ اس سے محبت کرے۔ اس کی وفادار رہے۔ اس کی اولاد کی تربیت کا خیال رکھے۔ اس کے مال کی حفاظت کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت بجا لائے۔ اس کے مقابل پر خاوند پر بیوی کا حق یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ محبت اور شفقت اور دلداری سے پیش آئے۔ اس کے آرام کا خیال رکھے۔ اس کے جذبات کا احترام کرے اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کے ضروری اخراجات کا کفیل ہو۔ اب ہر شخص خود سوچ سکتا ہے کہ اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے متعلق ان حقوق کا خیال رکھیں تو مسلمانوں کے گھر جنت بننے میں کیا کسر رہ جاتی ہے؟ (چالیس جواہر پارے صفحہ 82-83)

خاوندوں اور بیویوں کے لئے پیغام

مرد حضرات خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کے مبارک پیغام کو ہمیشہ یاد رکھیں اور بہنیں آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے خاوندوں کے لئے مجسم اطاعت بن جائیں کہ:

اگر میں کسی کو اللہ کے سوا سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(جامع ترمذی، کتاب النکاح)

☆ حدیث میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسی عورت بطور رفیقۂ حیات کے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا۔

وہ جس کی طرف دیکھنے سے اس کے شوہر کی طبیعت خوش ہو۔ خاوند جس کام کے کرنے کے لئے کہے اُسے بجالائے اور جس بات کو اُس کا خاوند پسند نہ کرے اُس سے بچے۔

(مشکوۃ المصابیح)

☆ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی ہر دو کو آنحضرت ﷺ کی اس دعا کا حقدار بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ ؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس شخص پر جو رات کو اُٹھے، نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو اُٹھائے۔ اگر وہ اُٹھنے میں پس وپیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے تا کہ وہ اٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اُٹھی۔ نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو جگایا۔ اگر اس نے اُٹھنے میں پس وپیش کیا تو اس کے منہ پر پانی چھڑکا تا کہ وہ اُٹھ کھڑا ہو۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوۃ۔ باب قیام اللیل)

☆ اسی طرح ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

'' خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 404)

☆ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ باب حق الزوج علی المراۃ)

اصل خزانہ گھر میں ہے

مکرم عبید اللہ علیم مرحوم

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دُھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچا سایہ گھر میں ہے

پاتال کے دُکھ وہ کیا جانیں جو سطح پہ ہیں ملنے والے
ہیں ایک حوالہ دوست مرے اور ایک حوالہ گھر میں ہے

مری عمر کے اک اک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایہ گھر میں ہے

تو ننھا مُنّا ایک دیا، میں ایک سمندر اندھیارا
تُو جلتے جلتے بجھنے لگا اور پھر بھی اندھیرا گھر میں ہے

کیا سوانگ بھرے روٹی کے لئے عزت کے لئے شہرت کے لئے
سُنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے

اِک ہجر زدہ بابل پیاری ترے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تُو تری تنہا دنیا گھر میں ہے

دُنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کھُلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دُکھ کا مداوا گھر میں ہے

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام



عورتوں کے حقوق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کے حقوق کے متعلق فرماتے ہیں۔

’’عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ ان پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا ہے کیونکہ مرد پر بھی اس کے بہت سے حقوق رکھے گئے ہیں بلکہ عورتوں کو گویا بالکل کرُسی پر بٹھا دیا ہے اور مرد کو کہا ہے کہ ان کی خبر گیری کر۔ اس کا تمام کپڑا کھانا اور تمام ضروریات مرد کے ذمہ ہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد8، صفحہ 442)

پھر فرمایا:

’’درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھہرو۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد 17، حاشیہ صفحہ 75)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کی روشنی میں حسن معاشرت اور آپؑ کا بے مثال کردار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کی تعلیم کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ آپ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کو شعائر اللہ میں سے سمجھ کر اُن کی خاطر داری کیا کرتے تھے۔ کبھی دل شکنی نہ کرتے۔ آپ کی ازواجی زندگی میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو بلکہ اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس تھیں حیرت سے کہا کرتی تھیں کہ ’’مرجا (مرزا) بیوی دی گل بڑی مندا اے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ زیر عنوان حسن معاشرت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

’’میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد2، صفحہ 387)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لُطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 400)

آپؑ نے اپنی معرکہ آراء کتاب کشتی نوح میں جہاں اپنی تعلیمات لکھی ہیں فرمایا:

’’جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 19)

ایک دفعہ آپ کے سامنے ایک دوست کا ذکر ہوا کہ وہ بیوی سے درشتی اور سختی سے پیش آتا ہے تو آپ نے سخت ناراضگی میں فرمایا: ’’ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 14)

حضرت اقدس علیہ السلام کا اپنا کردار

عبداللہ آتھم سے مناظرہ کے وقت شدت کام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت سر درد کی تکلیف سے ناساز تھی تو حضرت منشی عبدالحق صاحبؓ نے از راہ کمال محبت و رسم دوستی صحت کے بارہ میں دریافت کرنے کے بعد عرض کی کہ مقوی غذا صحت جسمانی کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا خاص اہتمام ہونا چاہیے اور روزانہ تیار ہونی چاہیئے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

’’ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔‘‘

اس پر منشی صاحب نے کہا: ’’جی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کے نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرے کھانے کا خاص اہتمام ہوتا ہے اور کیا مجال ہے جو میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لے لیں۔‘‘ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے ... فوراً ہاں میں ہاں ملائی اور کہا کہ حضور کو بھی چاہیے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا:

’’ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہئے۔‘‘ اور گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

’’میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی

معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ، صفحہ 14-16)

ایک اور جگہ پر آپ فرماتے ہیں۔

''میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے۔ایک عورت کو صد ہا کوس سے لا کر میرے حوالے کیا۔شائد معصیت ہوگی مجھ سے ایسا ہوا تب میں ان سے کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دُعا کرو۔اگر یہ عمل مرضی حق تعالیٰ ہے تو وہ مجھے معاف کرے اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔''

(فتاویٰ احمدیہ، جلد سوم، صفحہ 38)

آپؑ دُعا کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ان کے لئے دُعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔کیونکہ نہایت بدخدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔''

(اربعین نمبر 3۔روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 428 حاشیہ)

میاں بیوی دو سچے اور حقیقی دوست

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کے حقوق کے متعلق فرماتے ہیں۔

''چاہئیے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔''

(ملفوظات، جلد سوئم، صفحہ 300)

تعدّد ازواج اور مردوں کی ذمہ داریاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی متعدد بار ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والوں کو عدل اختیار کرنے کی نہ صرف تلقین فرمائی بلکہ عورتوں کو مخاطب ہو کر اس معاملہ میں درج ذیل نصیحت فرمائی۔

''اے عورتو! فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرف کی محتاج نہیں اور اُس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں۔اگر عورت مرد کے تعدّد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔خُدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی۔سو تم اے عورتو! اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے۔بلکہ وہ مرد سخت ظالم اور قابل مؤاخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا۔۔۔۔اے عورتو! مگر تم خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہرِ الٰہی مت بنو۔ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا۔''

(کشتی نوح۔روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 81)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد بار عورتوں کو اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

1۔خاوند کی فرمانبرداری

''عورت پر اپنے خاوند کی فرمانبرداری فرض ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر عورت کو اس کا خاوند کہے کہ یہ ڈھیر اینٹوں کا اُٹھا کر وہاں رکھ دے اور جب وہ عورت اس بڑے اینٹوں کے انبار کو دوسری جگہ رکھ دے تو پھر اس کا خاوند اس کو کہے کہ پھر اس کو اصل جگہ رکھ دے تو اس عورت کو چاہئیے کہ چوں چراں نہ کرے بلکہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔'' (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 30)

2۔ عورتوں پر مردوں کی تابعداری لازمی ہے

'' یہ بھی عورت میں خراب عادت ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہے اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ایسی عورتیں اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ان کا نماز، روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمابرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔۔۔

اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔۔۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بد زبانی کرتی یا اہانت کی نظر سے اسکو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔خدا اور اس کا رسول اُس سے ناراض ہیں۔عورتوں کو چاہئے کہ خاوندوں کا مال نہ چرائیں۔۔۔جو عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔عورتوں پر لازم ہے کہ بد وضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں۔کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 47-48)

3۔عبادت کا ٹکڑا

''عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجا لانا ہے۔خدا کا شکر کرنا اور خدا کی تعریف کرنی یہ بھی عبادت ہے۔دوسرا ٹکڑا عبادت کا نماز کو ادا کرنا ہے۔'' (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 369)

4۔خاوند کی اطاعت ہر بلا سے محفوظ رکھے گی

''عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ۔سورۃ النساء جلد دوئم، صفحہ 237)

5۔ خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی معرکہ آراء کتاب کشتی نوح میں زیر عنوان ''عورتوں کو کچھ نصیحت'' فرماتے ہیں:

'' خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔اپنے خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو۔بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات، قانتات میں گنی جاؤ۔اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔'' (کشتی نوح۔روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 81)

خاوند کے والدین سے حسنِ سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ مرض عورتوں میں بہت کثرت سے ہوا کرتا ہے کہ وہ ذرا سی بات پر بگڑ کر اپنے خاوند کو بہت کچھ بُرا بھلا کہتی ہیں بلکہ اپنی ساس اور سُسر کو بھی سخت الفاظ سے یاد کرتی ہیں۔ حالانکہ وہ اس کے خاوند کے بھی قابلِ عزت بزرگ ہیں۔ وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھ لیتی ہیں اور ان سے لڑنا وہ ایسا ہی سمجھتی ہیں جیسا کہ محلّہ کی اور عورتوں سے جھگڑا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی خدمت اور رضا جوئی ایک بہت بڑا فرض مقرر کیا ہے یہاں تک کہ حکم ہے کہ اگر والدین کسی لڑکے کو مجبور کریں کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے تو اس لڑکے کو چاہئے کہ وہ طلاق دیدے۔ پس جبکہ ایک عورت کی ساس اور سُسر کے کہنے پر اس کو طلاق مل سکتی ہے تو اور کونسی بات رہ گئی ہے۔ اس لئے ہر ایک عورت کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اس کے والدین کی خدمت میں لگی رہے۔''

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 179-180)

عورت کو چاہئے کہ خاوند کے والدین کی خدمت میں لگی رہے

☆ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ایک لڑکی کی اس کی ساس کے ساتھ اچھی طرح نہیں بنتی تھی۔ لڑکی نے بر سبیلِ شکایت اور گلہ کچھ عورتوں کے سامنے کہا کہ بُرا مقام ہے جس میں میری ساس وغیرہ رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو بہت بُرا منایا کہ: شہر تو کوئی بُرا ہوتا ہی نہیں۔ اگر کسی شہر کو بُرا کہا جائے تو اس سے مراد اس کے شہر والے ہوتے ہیں۔ پس نہایت قابلِ افسوس ہے اس عورت کی حالت جو ایسا فقرہ زبان پر لاتی ہے یا اور اس طرح اپنے خاوند اور اس کے والدین کی بُرائی کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اس عورت کو بہت سمجھایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ ایسی باتیں پسند نہیں کرتا۔ اور دیکھو کہ عورت جو کہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے تو اس کا کچھ بدلہ بھی پاتی ہے۔ اگر وہ اس کی خدمت کرتی ہے تو وہ اس کی پرورش بھی کرتا ہے۔ مگر والدین تو اپنے بچے سے کچھ نہیں لیتے۔ وہ تو اس کے پیدا ہونے سے لے کر اس کی جوانی تک اس کی خبر گیری کرتے ہیں اور بلا کسی اجر کے اسکی خدمت کرتے ہیں اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اس کا بیاہ کرتے اور اس کی آئندہ بہبودی کے لئے تجاویز سوچتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کسی کام پر لگتا ہے اور اپنا بوجھ آپ اُٹھانے اور آئندہ زمانہ کے لئے کسی کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو کس خیال سے اس کی بیوی اس کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنا چاہتی ہے یا کسی ذرا سی بات پر سبّ وشتم پر اُتر آتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا ناپسند فعل ہے جس کو خدا تعالیٰ اور مخلوق دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں۔ یعنی اوّل تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال۔ اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور سسر ساس کی خدمت اور اطاعت۔ پس کیا بدقسمت ہے جو ان لوگوں کی خدمت نہ کرکے حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد پنجم، صفحہ 179-180)

لڑکی کے ہاتھ میں دو چابیاں

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں دو چابیاں ہوتی ہیں ایک صلح کے دروازے کی اور ایک لڑائی کے دروازے کی چابی۔ وہ جس دروازے کو چاہے کھول سکتی ہے۔ خوش نصیب ہوتی ہیں وہ عورتیں جنہوں نے صلح کا دروازہ کھولا۔ لڑکی کو اپنے ساس، سُسر کی نہایت تابعداری کرنی چاہئے کیونکہ بعد از شادی لڑکی کا تعلق اپنے والدین سے بڑھ کر اپنے ساس سسر سے ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے اُن کے ادب کو ہر وقت ملحوظ رکھنا چاہئیے۔ تعلیم کا یہی فائدہ ہے۔ لڑکی اپنے آپ کو نہایت درجہ تابعدار ثابت کرے۔ سخت ہی بد بخت ہیں وہ عورتیں جو کہ اپنے شوہروں کو اُن کے والدین سے برگشتہ کرنے کی تجویزیں کرتی ہیں۔ اُن کو کبھی فلاح دارین نصیب نہیں ہوگا۔'' (سیرت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 343)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا:

''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

''ہر ایک مرد جو اپنی بیوی سے یا بیوی اپنے خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 19)

کشتی نوح میں حضور علیہ السلام نے عورتوں کو خاص طور پر الگ سے بعض نصائح فرمائی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

☆ ''اگر تم خدا کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا۔''

☆ ''تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔''

☆ ''قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔''

☆ ''خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔''

☆ ''کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔''

☆ ''خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔''

☆ ''اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔''

☆ ''اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔''

☆ ''خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت پر یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 81)

ارشادات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ارشادات خلفاء سلسلہ احمدیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد خلفاء نے بھی مختلف اوقات میں احباب جماعت کو اپنی بیویوں سے حسن معاشرت کی تلقین فرمائی۔

سیدنا حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں سے حسن معاشرت کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عورتوں سے جن کا سلوک اچھا نہیں، قرآن کے خلاف ہے

"تم میں جو نقص ہیں ان کی اصلاح کرو۔ عورتوں سے جن کا سلوک اچھا نہیں، قرآن کے خلاف ہے، وہ خصوصیت سے توجہ کریں۔ میں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شائد وہ سمجھیں، پھر سمجھ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں ان کی ٹھوکر کا باعث بنوں۔"

(خطبہ عیدالفطر 15 اکتوبر 1909ء از خطبات نور صفحہ 422)

قصوروں سے چشم پوشی کرو

آپ فرماتے ہیں۔

"بیویوں کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اُٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (سورۃ البقرہ 229:2) ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دے گا۔"

(خطبہ جمعہ۔ 9 جون 1911ء از خطبات نور صفحہ 499)

عورتوں میں تعلیم و تربیت کی کمی

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

"تعلیم و تربیت عورتوں کی بہت کم رہ گئی ہے ۔... چونکہ عورتیں بہت نازک ہوتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان سے ہمیشہ رحم و ترس سے کام لیا جائے اور ان سے خوش خلقی اور حلیمی برتی جائے۔"

(خطبات نور جلد دوم صفحہ 217)

مومنوں کا گھر بطور نمونہ بہشت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو اُن کے فرائض کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ میں مردوں کو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کیا کریں ایسا ہی میں عورتوں کو بھی خاوندوں کے حقوق کے متعلق وعظ کیا کرتا ہوں۔ عورت اور مرد کے درمیان بہت محبت کے تعلقات ہونے چاہئیں جن سے مومنوں کے گھر نمونہ بہشت بن جائیں۔"

(خطبہ نکاح 5۔ فروری 1910ء از خطبات نور صفحہ 457)

مردوں اور عورتوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں

سیدنا حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لباس کے مفہوم میں بیان فرماتے ہیں۔

"عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون، آرام، گرمی سردی سے بچاؤ، زینت، قسما قسم کے دُکھ سے بچاؤ ہے ایسا ہی اس جوڑے میں ہے۔ جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی، ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کیا کریں۔ اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک چاہیے اور ان کے حقوق کو ادا کرنا چاہیئے۔ اس زمانہ میں ایک بڑا عیب ہے کہ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔"

(خطبہ جمعہ 4۔ جون 1909ء از خطبات نور صفحہ 400)



ارشادات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مردوں اورعورتوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''پس ھُنَّ لِبَاسٌ لَکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (سورۃ البقرہ 2:188) میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔فرماتا ہے۔مردوں اورعورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔

یعنی(1) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔

(2) ایک دوسرے کے لئے زینت کا موجب بنیں۔

(3) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔اُسی طرح مرد وعورت سُکھ اور دُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اورسکون کا باعث بنیں۔غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اوراُسے سردی اورگرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔اسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہیے۔حضرت خدیجہؓ کی مثال دیکھ لو۔انہوں نے شادی کے معاًبعد کس طرح اپنا سارا مال رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔تا کہ رسول کریم ﷺ کو روپیہ ہونے کی وجہ سے کوئی دِقّت پیش نہ آئے۔اور آپ پورے اطمنان کے ساتھ خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لیتے جائیں۔یہ اہلی زندگی کو خوشگوار رکھنے کا کتنا شاندار نمونہ ہے جوانہوں نے پیش کیا۔''

(تفسیر کبیر۔جلد دوئم،صفحہ 411)

لفظ''لباس'' ہی کی تشریح بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ آپ نے تحریر فرمایا۔

''خداتعالیٰ فرماتا ہے ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (سورۃ البقرہ 2:188)یعنی عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو۔پس موجب سکون اور آرام ہونے میں دونوں برابر ہیں۔عورت مرد کے لئے سکون کا باعث اورمرد عورت کے لئے ۔مرداورعورت دونوں کوایک لباس کہہ کر اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ دونوں کوایک دوسرے کی حفاظت کرنی چاہیے۔اگر کوئی نہا دھوکر نکلے لیکن میلے کچیلے کپڑے پہن لے تو کیا وہ صاف کہلائے گا۔کوئی شخص خواہ کس قدر صاف سُتھرا ہو۔لیکن اس کا لباس گندہ ہو تو وہ گندا ہی کہلاتا ہے۔پس ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ میں مرد اورعورت کو ایک دوسرے کا نیکی بدی میں شریک قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ دونوں کوایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہیے۔اسی طرح لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا کا مفہوم پورا ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے لئے بطور رفیق سفر کے کام کرتے ہیں۔''

(فضائل القرآن۔صفحہ 175۔176)

انسانیت کے دوٹکڑے

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہی حسین رنگ میں دونوں کواُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''انسانیت ایک علیحدہ چیز ہے۔وہ نفس واحدہ ہے۔اس کے دوٹکڑے کئے گئے ہیں۔آدھے کا نام مرد ہے اورآدھے کا نام عورت جب یہ دونوں ایک ہی چیز کے دوٹکڑے ہیں تو جب تک یہ دونوں نہ ملیں گے اُس وقت تک وہ چیز مکمل نہیں ہوگی ۔وہ تبھی کامل ہوگی جب اُس کے دونوں ٹکڑے جوڑ دیئے جائیں گے۔''

(فضائل القرآن۔صفحہ 170)

ازدواجی زندگی ہے مژدہ امن وسلام

اس کا مقصد ارتقاء،انسانیت کا احترام

دونوں مل کر کامل وجود بنتے ہیں

نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ جَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا (سورۃ الاعراف آیت :190) کی پُرمعارف تفسیر کرتے بیان فرماتے ہیں۔

''اس آیت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی پسلی سے عورت نہیں بنی بلکہ عورت کی پسلی سے مرد بنا ہے کیونکہ اس میں زوجھا کی ضمیر نفس واحدہ کی طرف جاتی ہے جو مؤنث ہے۔اسی طرح منھا میں بھی ضمیر مؤنث استعمال کی گئی ہے۔اس کے بعد یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس نفس واحدہ سے اُس کا زوج بنایا اور زوج کے لئے لِیَسْکُنَ میں مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زوج نر تھا جو ایک مادہ سے پیدا ہوا۔پس ان معنوں کے لحاظ سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ عورت مرد کی پسلی سے نہیں بلکہ مرد عورت کی پسلی سے پیدا ہوا ہے جسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ان آیات کا اصل مطلب یہ ہے کہ عورت مرد کا اور مرد عورت کا ٹکڑا ہے اور دونوں مل کر ایک کامل وجود بنتے ہیں۔الگ الگ رہیں تو مکمل نہیں ہو سکتے ۔مکمل اسی وقت ہوتے ہیں جب دونوں مل جائیں۔اب دیکھو یہ کتنی بڑی اخلاقی تعلیم ہے جو اسلام نے دی۔اس لحاظ سے جو مرد شادی نہیں کرتا وہ مکمل مرد نہیں ہوسکتا۔اسی طرح جو عورت شادی نہیں کرتی وہ بھی مکمل عورت نہیں ہوسکتی۔پھر جو مرد اپنی عورت سے حسن سلوک نہیں کرتا اوراُسے تنگ کرتا ہے

وہ بھی اس تعلیم کے ماتحت اپنا حصہ آپ کاٹتا ہے۔ اسی طرح جو عورت مرد کے ساتھ عمدگی سے گذارہ نہیں کرتی وہ بھی اپنے آپ کو نامکمل بناتی ہے اور اس طرح انسانیت کا جزو نامکمل رہ جاتا ہے۔''

(فضائل القرآن۔صفحہ 172)

مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے بطور سیفٹی والو Safetyvolve

آنحضرت ﷺ کے فرمان حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا اَلنِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ کی تشریح میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرد و عورت کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''جیسے انجن سے زائد سٹیم نکلنے کا راستہ ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے انسان میں اضطراب پیدا کیا اور ساتھ ہی عورت کے لئے مرد اور مرد کے لئے عورت کو سیفٹی والو بنایا اور اس طرح وہ محبت جو خدا تعالیٰ کے لئے پیدا کرنی تھی۔ اُس کے زوائد کو استعمال کرنے کا موقع دے دیا گیا۔ اگر اُس کے لئے کوئی سیفٹی والو نہ ہوتا تو یہ محبت بہتوں کو جنون میں مبتلا کر دیتی۔ دنیا میں کوئی عقل مند کسی چیز کو ضائع ہونے نہیں دیتا پھر کس طرح ممکن تھا کہ خدا تعالیٰ کسی چیز کو ضائع ہونے دے۔ پس اُس نے اس کا علاج یہ کیا کہ انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اُسے دو شکلوں میں ظاہر کیا۔ جس سے اس جوش کا زائد اور بے ضرورت حصہ دوسری طرف نکل جاتا ہے۔ اور اس طرح انسان خواہ مرد ہو یا عورت سکون محسوس کرتا ہے۔ اسی کی طرف رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا اَلنِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

یہ حدیث بتاتی ہے کی مرد و عورت کے جنسی تعلقات بھی تسکین اور ٹھنڈک کا موجب ہوتے ہیں اور خوشبو سے بھی قلب کو سکون ہوتا ہے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری اور عاجزانہ دُعائیں جو لذت پیدا کرتی ہیں۔ وہ بھی انسان کے لئے سکون کا موجب ہوتی ہیں۔''

(فضائل القرآن۔صفحہ 174-175)

مودّت اور رحمت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے چل کر وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً (سورۃ الروم کی آیت 22) کی پُر معارف تشریح کرتے ہوئے کیا ہی حسین رنگ میں میاں بیوی کے تعلقات کو بیان فرمایا ہے۔

''دوسری بات خدا تعالیٰ نے یہ بتائی کہ وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً (سورۃ الروم آیت 22) اس ذریعہ سے تم میں مودّت پیدا کی گئی ہے۔ مودّت محبت کو کہتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے استعمال اور اس کے معنوں پر ہم غور کریں تو محبت اور مودّت میں ایک فرق پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مودّۃ اس محبت کو کہتے ہیں جو دوسرے کو اپنے اندر جذب کر لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ لیکن محبت میں یہ شرط نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مودّت کا لفظ بندوں کی آپس کی محبت کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مرد، عورت کو اور عورت، مرد کو جیت لینا چاہتی ہے۔ ان میں سے جو دوسرے کو جیت لیتا ہے وہ مرد ہوتا ہے اور جسے جیت لیا جاتا ہے وہ عورت ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ بندہ کی کیا طاقت ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو جذب کر سکے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ نہیں آیا کہ بندہ خدا کے لئے وَدُودٌ ہے مگر خدا تعالیٰ کے لئے آیا ہے کہ وہ وَدُودٌ ہے۔ وہ بندہ کو جذب کر لیتا ہے۔ مگر مرد و عورت کے لئے مودّۃ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ چونکہ انسانوں کو کامل کرنا مقصود تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسے احساسات مرد اور عورت میں رکھے کہ مرد چاہتا ہے عورت کو جذب کرے اور عورت چاہتی ہے مرد کو جذب کرے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو بندہ جذب نہیں کر سکتا۔ اس لئے بندوں کے لئے یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ یا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ آتا ہے۔ یَوَدُّوْنَ اللّٰہَ نہیں آتا۔ مرد و عورت میں اللہ تعالیٰ نے مودّت کا تعلق رکھ کر بتایا کہ ہم نے اس طرح ایک نفس کے دو ٹکڑے بنا کر ایک دوسرے کی طرف کشش پیدا کر دی ہے۔ اور ہر ٹکڑا دوسرے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس طرح طبعاً تکمیل انسانیت کی صورت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ (فضائل القرآن۔صفحہ 182)

اور رَحْمَۃً کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''تیسری بات یہ بیان فرمائی کہ اس ذریعہ سے رحمۃ پیدا کی گئی ہے۔ کیونکہ نفس جس چیز کے متعلق یہ محسوس کرے کہ یہ میری ہے اُس سے رحم کا سلوک کرتا ہے۔ مرد جب عورت کے متعلق سمجھتا ہے کہ یہ میرا ہی ٹکڑا ہے تو پھر اس ٹکڑے کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ بعض مردوں عورتوں میں ناچاقی اور لڑائی جھگڑا بھی تو ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی صورت اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اصل ٹکڑے آپس میں نہیں ملتے۔ جہاں اصل ٹکڑے ملتے ہیں وہاں نہایت امن اور چین سے زندگی بسر ہوتی ہے اور کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا۔ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ ایک مرد و عورت میں آپس میں ناچاقی رہتی ہے۔ اور آخر طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ لیکن اس مرد کی کسی عورت سے اور اس عورت کی کسی اور مرد سے شادی ہو جاتی ہے تو وہ بڑی محبت اور پیار سے زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت مرد کا ٹکڑا تو ہے لیکن جب صحیح ٹکڑا ملتا ہے تب امن اور آرام حاصل ہوتا ہے۔ پس مرد عورت کو اپنا ٹکڑا سمجھ کر اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اس طرح اُسے رحم کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر ہر جگہ اس عادت کو استعمال کرتا ہے۔''

(فضائل القرآن۔صفحہ 183)

وہ رحمت عالم ؐ آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انسان کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
بھیج درود اُس محسن پر، تُو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ ؐ نبیوں کا سردار

(درعدن)

مرد اور عورت خدا تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اُس نے دونوں کو پیدا کیا ہے اگر کوئی مرد اس کے حکم کو توڑتا اور عورت فرمانبرداری کرتی ہے تو وہ عورت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس مرد سے بدرجہا اچھی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت خدا تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے اور مرد فرمانبرداری کرتا ہے تو وہ مرد خدا تعالیٰ کے نزدیک اس عورت سے اچھا ہے۔''

(الازھار لذوات الخمار یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول،حصہ اول،صفحہ 4)

نوجوان عدل قائم کریں

مردوں کے حقوق کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"مرد کے حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کو گھریلو معاملات میں ویٹو پاور کا درجہ حاصل ہے۔ جب میاں بیوی میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اس وقت مرد کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ لیکن جب اختلاف بڑھ جائے اور مرد ویٹو پاور کا ناجائز استعمال کرے تو عورت کو عدالت کی رُو سے اپنے حقوق لینے کی اجازت ہے۔ پس میں مردوں خصوصاً نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ عدل قائم کریں اور اسلام کے رستے میں دیوار حائل نہ کریں۔"

(الازہار لذوات الخمار یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول حصہ اول، صفحہ 452-3)

مرد کی اُفسری سے مراد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"یہ طریق افسری اور ماتحتی کا جو میاں بیوی کے درمیان رکھا گیا ہے محض اس لئے کہ دونوں بغیر کسی قسم کی شکر رنجی کے ایک دوسرے کا تعاون کر سکیں۔ مرد کی اس افسری کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی وجہ سے عورت سے مرد کے حقوق کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ پہلے تو اصل منبع کی طرف توجہ دلائی کہ انسان کی تم اولاد ہو۔ کیا مرد اور کیا عورت۔ یہ نہیں فرمایا کہ مرد کو ہم نے افسری کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور عورت کو ماتحتی کے لئے۔ ایسا قرآن کریم میں کہیں نہیں آیا۔ اگر کچھ آیا ہے تو دونوں کے لئے آیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً کہ تم تسکین اور آرام حاصل کرو۔ اس طرح کہ تم بیوی سے محبت کرو اور بیوی تم سے محبت کرے۔ تم بیوی پر مہربانی کرو اور بیوی تم پر مہربانی کرے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں کے تقویٰ کے لئے بطور لباس بنایا ہے۔ حالانکہ صرف عورتیں مردوں کے لئے لباس نہیں بنائی گئیں بلکہ مرد بھی عورتوں کے لئے بطور لباس بنائے گئے ہیں۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ محض عورت مرد کے لئے لباس نہیں بلکہ مرد بھی عورت کے لئے لباس ہے اور ذمہ داریاں دونوں کی برابر ہیں۔ ہاں درجوں میں تفاوت ہے جیسے اشتراک اور تعاون قائم رکھنے کے لئے پریذیڈنٹ اور امیر کو درجہ دیا جاتا ہے۔ بڑے سے بڑا اگر اس کو کچھ فائدہ ہے تو یہی کہ اس کی رائے زیادہ سُنی جائے گی۔ حقوق میں وہ کوئی زیادہ نفع حاصل نہیں کر سکتا۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مسئلہ کو نہ سمجھو گے اور تقویٰ سے کام لے کر عورتوں کے حقوق کی حفاظت نہ کرو گے تو یاد رکھو تم پر بھی ایک اور ہستی نگران ہے۔"

(خطبات نکاح، جلد سوئم، صفحہ 197)

قَوَّامُوْن کے لفظ میں ایک عظیم الشان حکمت

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"جس طرح مردوں کے حقوق ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ خدا کے نزدیک دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس طرح مرد خدا کا بندہ ہے اسی طرح عورت خدا کی بندی ہے جیسے مرد خدا کا غلام ہے ویسے ہی عورت خدا کی لونڈی ہے۔ جیسے مرد آزاد اور حُرّ ہے ویسے ہی عورت آزاد ہے۔ دونوں کو حقوق حاصل ہیں۔

بعض مرد اس مسئلہ کو نہیں سمجھتے وہ سمجھتے ہیں کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کے ماتحت عورتوں پر حاکم ہیں حالانکہ ان کو درجہ نگرانی کا ملا ہے مگر نگرانی سے حُریت میں فرق نہیں پڑتا۔ بادشاہ نگران ہے۔ خلیفہ نگران ہوتا ہے اسی طرح حاکم وقت نگران ہوتا ہے مگر کیا کوئی حکم یا قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ جو چاہیں معاملہ کریں۔ نگران تو اس بات کا ہوتا ہے کہ جو حق اس کو ملا ہے اسے وہ شریعت کے احکام کے مطابق استعمال کرے۔ نہ یہ کہ جو چاہے کرے۔ نگران کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو شریعت کے ماتحت چلائے مگر ہمارے ہاں اس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ جو چاہا کر لیا۔ اس وجہ سے بعض لوگ عورتوں کو حقوق دینے کو تیار نہیں۔ وہ ان کو گائے بکری سمجھتے ہیں۔ اور عورتوں پر جبریہ حکومت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی حکومت تو خدا بھی نہیں کرتا۔ وہ تو کہتا ہے تم وہی کہو جو تمہاری ضمیر کہتی ہے۔ پھر خدا بھی بغیر اتمام حجت کے سزا نہیں دیتا۔ باوجود اس بات کے کہ وہ مالک ہے تو پھر مرد کے مقابلہ میں عورتوں کو آزادی ضمیر کیوں حاصل نہیں۔ اس کے برخلاف دوسری حد بھی خطرناک ہے جو عورتوں کی طرف سے ہے قَوَّامُوْن کا لفظ بھی آخر کسی حکمت کے ماتحت ہے۔ یہ قانون خدا کا بنایا ہوا ہے جو خود نہ مرد ہے نہ عورت اس پر طرف داری کا الزام نہیں آ سکتا۔ پس ایسی ہستی کے قوانین شافی ہو سکتے ہیں۔ عورت عموماً عورت کی طرف دار ہوتی ہے اور مرد کے طرف دار مرد۔ مگر خدا کو دونوں کا پاس نہیں۔ وہ خالق ہے۔ جو طاقتیں اس نے مرد کو دی ہیں ان کو اس کا علم ہے اور انہی کے ماتحت اُس نے اختیارات دیئے ہیں۔ قوامون کے بہر حال کوئی معنے ہیں جو عورت کی آزادی اور حریت ضمیر کو باطل نہیں کرتے۔ اس کے لئے عورت کے افعال، اس کے ارادے، اس کا دین و مذہب قربان نہیں ہو سکتے مگر قوامون بھی قربان نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا وجود وہمی ہو سکتا ہے، قوام نظر آنا چاہئے۔ اس کے متعلق مثال بیان کرتا ہوں۔

شریعت کا حکم ہے کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے۔ مگر اس کے باوجود مرد عورت کو اس کے والدین سے ملنے سے نہیں روک سکتا اگر کوئی مرد ایسا کرے تو یہ کافی وجہ خلع کی ہو سکتی ہے۔ والدین سے ملنا عورت کا حق ہے مگر وقت کی تعیین اور اجازت مرد کا حق ہے۔ مثلاً خاوند یہ کہہ سکتا ہے کہ شام کو نہیں صبح کو مل لینا یا اس کے والدین کو اپنے گھر بلا لے یا اس کو والدین کے گھر بھیج دے۔"

(خطباتِ محمودؓ، جلد سوئم، صفحہ 229-230)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور موقعہ پر میاں بیوی کے حقوق اور فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک دوسرے کو اطاعت کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"نکاح بھی ایک اطاعت ہوتی ہے۔۔۔۔ میاں بیوی کی اطاعت کرے اور بیوی میاں کی اطاعت کرے کہ یہ خدا کا حکم ہے تو ہمیشہ نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ بیسیوں باتیں ہیں جن میں خاوند کی اطاعت کرنی پڑتی ہے کوئی خاوند نہیں جو بیوی کی نہ مانے اور کوئی بیوی نہیں جسے کئی باتیں اپنے خاوند کی نہ ماننی پڑیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کئی زور سے منواتے ہیں۔ اور کئی محبت سے مگر چاہے وہ غلط طریق سے منوائیں یا صحیح طریق سے انہیں ایک دوسرے کی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کی اطاعت کی جائے۔ اور ایک دوسرے کو محض خدا کے لئے خوش رکھنے کی کوشش کی جائے تو نتیجہ اچھا پیدا ہوگا۔ ہو نہیں سکتا ایک شخص خدا کی رضا کے لئے کام کرے اس کے احکام پر عمل کرے اور پھر اُسے ایسا دُکھ پہنچے جو اُسے تباہ کر دے۔"

(خطباتِ محمودؓ۔ خطبہ نمبر 81، جلد سوئم، صفحہ 306)

دیکھنا یہ شیشے اور آبگینے ہیں کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسلام کی اس تعلیم اور حسنِ معاشرت کے بارہ میں بانی اسلامؐ کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

'' اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کی انسانیت کو نمایاں کر کے دکھایا اور رسول کریم ﷺ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عورتوں کے بلحاظ انسانیت برابر کے حقوق قائم کئے اور وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ کی تفسیر لوگوں کے خوب اچھی طرح ذہن نشین کی۔ آپ کے کلام میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق اور ان کی قابلیتوں کے متعلق جس قدر ارشادات ہیں ان کا دسواں حصّہ بھی کسی مذہبی پیشوا کی تعلیم میں نہیں ملتا اور یہی مطلب ہے حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَآءُ کا یعنی عورتوں کی قدردانی اور ان کی خوبیوں کا احساس میرے دل میں پیدا کیا گیا ہے۔''

(حق الیقین۔ انوار العلوم، جلد 9، صفحہ 303)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

'' عورت کو مرد سے رقابت ہوتی ہے اور وہ اس کے مخالف چلنے کی طبعاً خواہش مند ہوتی ہے۔...

اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کی طبیعت میں ایک قسم کی کجی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عورتوں میں بے ایمانی ہوتی ہے بلکہ یہ ہے کہ عورت کو خاوند کی بات سے کسی قدر رقابت ہوتی ہے۔... اور خاوند کی بات پر ضرور اعتراض کرے گی اور جب وہ کوئی بات مانے گی بھی تو تھوڑی سی بحث کر کے اور یہ اس کی ایک انا کی حالت ہوتی ہے اور اس میں وہ اپنی حکومت کا راز مسطور پاتی ہے۔''

(سیر روحانی، جلد اول، صفحہ 51-52)

عورتوں کو پڑھی لکھی ہونا چاہئیے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

'' رسول کریم ﷺ کی بیویاں مسائل میں غلطی کرنے میں مردوں کو ڈانٹ دیتی تھیں اور حضرت عائشہؓ قرآن کا درس دیا کرتی تھیں جسے مرد بھی سُنا کرتے تھے۔ پھر بعض عورتیں ایسی بھی گزری ہیں جو درمیان میں پردہ لٹکا کر مردوں کو پڑھاتی رہیں مگر آج یہ مصیبت ہے کہ عورتیں خود اَن پڑھ ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ ہم کیا کر سکتی ہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ پہلے جو عورتیں پڑھی ہوئی نہ بھی تھیں اُن میں بھی یہ خیال نہ پایا جاتا تھا۔

(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول)

مرد کو چاہئیے کہ عورت کو خرچ دے

پچھلے دنوں میں نے مستورات کو چندہ دینے کی تحریک کی تو مجھے بتایا گیا کہ مرد عورتوں کو روپیہ نہیں دیتے بلکہ جس چیز کی ضرورت ہو وہ لا دیتے ہیں۔ اسلئے وہ چندہ کہاں سے دیں لیکن یہ بات شریعت کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا یہ طریق تھا کہ عورتوں کو اپنے مال میں حصہ دیا کرتے تھے۔ اب بھی اسی طرح کرنا چاہیئے۔ اور خواہ کتنی ہی تھوڑی آمدنی ہو اس سے عورتوں کو اُن کا حصہ دینا چاہیئے۔ پھر اس میں سے عورتیں خدا کی راہ میں دیا کریں اور اس بات کا ہرگز خیال نہ ہو کہ اس قلیل رقم سے کیا بنے گا۔ خواہ ایک دمڑی دینے کی توفیق ہو تو وہی دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کو دیکھتا ہے نہ مال کو۔ اگر کسی کے پاس صرف ایک روٹی ہو اور وہ اُس کا ایک چوتھا حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ثواب کا ویسا ہی مستحق ہے جیسا کہ سو روپیہ والا پچیس روپیہ دے کر۔

(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول)

تربیت کا سنہرا اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

'' رسول کریم ﷺ کے عمل سے ظاہر ہے کہ آپ اپنی بیٹی اور داماد کو نصیحت فرماتے۔ اگر بیٹی کا قصور ہوتا بیٹی کو ڈانٹتے اور اگر حضرت علیؓ کی غلطی ہوتی تو ان کو سمجھاتے کیونکہ بڑے چچازاد بھائی اور ہادی ہونے کی حیثیت میں آپ کو باپ کا بھی درجہ حاصل تھا۔ اسلام نے تربیت کا یہ صیغہ رکھا ہے مگر آج کل ہندوستان میں یہ صیغہ نہیں رہا۔ جب عورت آتی ہے تو مطالبہ کرتی ہے کہ اس کا میاں اپنے والدین سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔ اگر چہ یہاں تک تو درست ہے کہ علیحدہ مکان ہو اور یہ شریعت کا بھی حکم ہے کیونکہ وہ نوجوان ہیں ان کو بے تکلفی کی بھی ضرورت ہے۔ اگر وہ ہر وقت قید رہیں تو پھر وہ کیسے خوش رہ سکتے ہیں۔ مگر بعض بہوئیں یہاں تک کرتی ہیں کہ شہر تک چھڑا دیتی ہیں حالانکہ میاں بیوی بے شک علیحدہ ہوں اور ان کا حق ہے مگر یہ نہیں کہ بزرگوں کی نگرانی سے نکل جائیں۔ اور پھر لڑکے والے لڑکے کو سکھلاتے ہیں۔ میاں گربہ کشتن روز اوّل۔ کہ عورت پر پہلے ہی دن رعب بٹھا لو۔ لیکن کیا اسی طرح تربیت ہو سکتی ہے۔ یہ اسلامی طریق نہیں۔ بلکہ اسلامی طریق وہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے اپنے عمل سے دکھا دیا۔

اسلام نے جو غرض نکاح کی بتائی ہے وہ تقویٰ ہے کہ دونوں میاں بیوی مل کر خدا کے غضب سے بچنے اور رحمت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ کہ نسل بڑھے۔ ایسی نسل جو آئندہ کار آمد ثابت ہو۔ پھر یہ بھی غرض ہے کہ میاں بیوی مل کر نیک اعمال میں ایک دوسرے کے مدد و معاون ہوں اور صدق و سداد کے قائم کرنے والے ہوں اور اس غرض کو پورا کریں جو انسان کو روز اوّل سے قرار دی گئی ہے۔''

(خطبات محمودؓ۔ خطبہ نمبر 17، جلد سوم، صفحہ 64)

ساس اور خسر کی خدمت

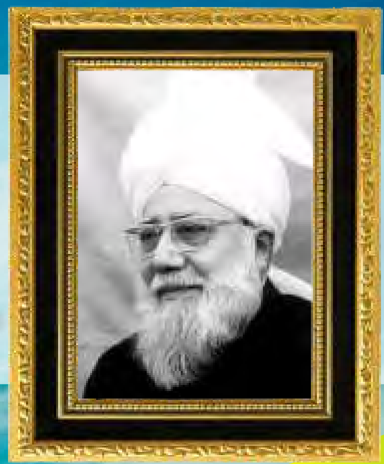
ساس سسر کی خدمت کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا درج ذیل ارشاد بہت ہی پر حکمت اور دُور رس اثرات کا حامل ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

'' اگر خاوند بیوی سے کہے کہ تم میرے ماں باپ سے حسن سلوک کرو اور بیوی خاوند سے کہے کہ تم میرے ماں باپ سے حسن سلوک کرو تو اگر تو وہ دونوں خاندان شریف ہیں تو بیوی خاوند کے ماں باپ کی خدمت کرے گی اور خاوند بیوی کے ماں باپ کی خدمت کرے گا لیکن اگر اس کی بجائے بیوی خاوند کو توجہ دلائے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کرو۔ اور خاوند بیوی کو توجہ دلائے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کرو تو بات پھر بھی وہی ہوگی۔ مگر فرق یہ ہوگا کہ درمیان میں سے ذاتی غرض جاتی رہے گی اور یہ توجہ دلانا نیکی بن جائے گا۔ کیونکہ یہ اپنے حق کا مطالبہ نہیں ہوگا بلکہ ایک نیکی کی راہ پر ایک دوسرے کو چلانا ہوگا۔ گو اس صورت میں بھی حق ایک دوسرے کو مل جائے گا جس طرح پہلی صورت میں۔ لیکن بجائے اس کے لوگ یہ کرتے ہیں کہ اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر لوگ دوسروں کے حق دلوانے کی کوشش کریں تو ان کے اپنے حق بھی انہیں مل جائیں۔ اور دنیا میں بھی امن قائم ہو جائے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص نیکی کی تحریک کرتا ہے اسے دو ثواب ملتے ہیں۔ ایک نیکی کی تحریک کا اور ایک اس نیکی کا جو دوسرا شخص اس کی تحریک پر کرے۔ پس دوسروں کے حقوق دلواؤ تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اگر ایک عورت یہ کہے کہ میرے ماں باپ سے حسن سلوک کرو اور خاوند کہے کہ میرے ماں باپ کی خدمت کرو تو اس میں خود غرضی پائی جائے گی۔

(باقی صفحہ نمبر 55)

ارشادات

سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ



قرآن نے مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دَورہ فرینکفرٹ جرمنی کے دوران ایک پریس کانفرنس میں ایک صحافی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں اُٹھاتے ہوئے فرمایا:

”اس کتاب میں یہی لکھا ہے کہ عورتیں وہی حقوق رکھتی ہیں، جو مردوں کے ہیں۔ انسان ہونے اور انسانی حقوق رکھنے میں قرآن نے مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا بلکہ انہیں اس لحاظ سے مساوی درجہ دیا ہے۔ ... حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے انسان ہونے کی حیثیت میں مردوں اور عورتوں کو مساوی درجہ دے کر ان کے مساوی حقوق مقرر کئے ہیں بلکہ انہیں بعض لحاظ سے مردوں کے مقابلہ میں زیادہ حقوق دئے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ گھر کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مرد پر ڈالی ہے۔ یعنی اس کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ مال کمائے اور اس سے بیوی بچوں کی جملہ ضروریات پوری کرے۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے اس ذمہ داری سے کلی طور پر آزاد رکھا ہے۔ حتیٰ کہ اگر عورت کے پاس اپنا ذاتی کچھ مال ہے یا وہ اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی مال حاصل کرے تو مرد کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ گھر کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے بیوی کے مال میں سے کچھ لے۔ عورت کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے مال کا کوئی حصہ بھی گھریلو اخراجات کے لئے خاوند کے حوالے نہ کرے کیونکہ گھریلو اخراجات کو پورا کرنا کلیۃً مرد کی ذمہ داری ہے۔ ہاں عورت اپنی خوشی سے اپنے مال کا کوئی حصہ خاوند کو بطور تحفہ دینا چاہے تو وہ ایسا کرسکتی ہے۔ مرد اُسے مجبور نہیں کرسکتا۔“

(دورہ مغرب 1400 ھجری بمطابق 1980ء صفحہ 51-52)

مَردوں کے مقابلہ میں عورتوں کے حقوق زیادہ ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

” اسلام بحیثیت انسان ہونے کے عورتوں کو مساوی درجہ دیتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ 'الناس' کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں اور عربی لغت کی رُو سے 'الناس' کا لفظ مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اکٹھا بولا جاتا ہے۔... قرآن مجید کی ایسی آیات کی تعداد (جن میں صرف عورتوں کے حقوق کا ذکر ہے) اُنچاس ہیں۔ اس کے بالمقابل جن آیات میں مرد ہونے کی حیثیت میں صرف ان کے حقوق کا ذکر ہے ان کی تعداد تھوڑی ہے۔... انہیں (عورتوں) بعض لحاظ سے مَردوں کے مقابلہ میں زیادہ حقوق دئے گئے ہیں۔... بشر کا لفظ عربی زبان میں عورت اور مرد دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سو گویا انسان ہونے کی حیثیت میں عورتوں کو مردوں کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔“

(دورہ مغرب 1400 ہجری بمطابق 1980ء صفحہ 52-53)

بیوی اپنے اخراجات کو خاوند کی آمدنی تک محدود رکھے

شادی بیاہ سے متعلق مشکلات کا حل بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

” اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کی رو سے گھر کے تمام تر اخراجات کو پورا کرنے کا مرد ذمہ دار ہے۔ عام حالات میں ضروری نہیں کہ عورتیں باہر جا کر کام کریں اور گھر کے اخراجات کے لئے روپیہ کمائیں۔ آمد پیدا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے لیکن عورتوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ مرد کی آمدن کے مطابق گھر کے اخراجات کو کنٹرول کریں۔ خرابی اس وقت ہی پیدا ہوتی ہے جب عورتیں اپنے خاوندوں کی آمدنی سے بڑھ کر اخراجات کرتی ہیں۔ اسلام نے عورتوں کی یہ ذمہ داری قرار نہیں دی کہ وہ اپنی کمائی ہوئی یا ورثہ وغیرہ میں ملی ہوئی دولت سے اپنے خاوندوں کے اخراجات پورے کریں۔ یہ ذمہ داری مردوں کی ہے کہ وہ اپنے اور بیوی بچوں کے اخراجات اپنی آمدن سے پورا کریں۔ البتہ عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اور گھر کی ضرورتوں کو خاوندوں کی آمدن کے اندر محدود رکھیں۔“

(دورہ مغرب 1400 ہجری بمطابق 1980ء صفحہ 506)

عورتوں اور مردوں کے حقوق کا ایک لطیف پہلو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں۔

” جب میں نے مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق و فرائض کی روشنی میں قرآنی آیات کا جائزہ لیا تو میں نے دیکھا کہ قرآن مجید کی ایسی آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے 'الناس' کہہ کر مَردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ مخاطب کر کے احکام دیئے ہیں ان کی تعداد دوسو ستائیس ہے۔ اسی طرح 'انسان' اور 'الناس' کہہ کر جن آیات میں مردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا گیا ہے ان کی تعداد علی الترتیب اکسٹھ اور سڑسٹھ ہے۔ اب رہیں وہ آیات جن میں عورتوں کو جسمانی طور پر مختلف حالات کے پیش نظر صرف عورتوں کو مخاطب کر کے اُنہیں احکام دیئے گئے ہیں یا اُن کے بعض زائد حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ سو اُن کی تعداد اُنچاس ہے۔ اس کے بالمقابل جن آیات میں صرف مردوں کا ذکر ہے وہ صرف گیارہ ہیں۔“

(دورہ مغرب 1400 ہجری بمطابق 1980ء صفحہ 84)



ارشادات

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خدیجہؓ کی طرف سے خراج تحسین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا۔ ’ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں‘۔ کتنے احمدی ہیں جو اس پہلو سے باحیا شمار کئے جاسکیں اور کتنے احمدی ہیں جو اس پہلو سے بے شرم شمار کئے جاسکتے ہیں۔ اس کی تفصیل جانچنے کا تو میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ نہ خطبوں میں ایسی تفصیلیں بیان کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیکن ہر آدمی اپنے آپ کو اس کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے اور آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ خدا کے نزدیک وہ بے شرموں اور بے حیاؤں میں شمار ہوگا یا باحیاء لوگوں میں شمار ہوگا۔ عورتوں پر بعض لوگ اتنی جلدی کرتے ہیں بدتمیزی کرنے اور ہاتھ اُٹھانے میں کہ حیرت ہوتی ہے اور بعض دفعہ تو مسلسل اس بچاری کو لونڈی بنا کر یہ سمجھا یا جاتا ہے تم اس لئے نیچے ہو اور تمھیں بنایا اس خاطر گیا ہے کہ تم میری نوکری کرو اور میں تمھارے ساتھ ذلت کا سلوک کروں۔ ... اگر تم چاہتے ہو کہ عورتیں تم سے حسن سلوک کریں تو تم اُن سے حسن سلوک کرو۔ اگر عورتوں کو یہ یقین ہو جائے کہ ہمارا مرد سچا ہے اور صاحب خلوص ہے اور پاک دل رکھتا ہے اور ہماری طرف سے سوائے ہمارے وجود کے اس کو کوئی حرص نہیں ہے۔ تو ایسی عورتیں پھر کوئی غیریت نہیں رکھا کرتیں۔ اور حضرت خدیجہؓ نے ہمیشہ کے لئے عورتوں کو ایسا خراج تحسین پیش کیا ہے کہ اُس کی مثال آپ کو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔ پس اس نمونے کو آپ پکڑیں۔ جتنا آپ حضرت محمد ﷺ کے اخلاق کے قریب ہونگے اتنا ہی زیادہ اپنے گھروں پر اپنی بیویوں پر آپ کا نیک اثر پڑتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ پھر جہاں دونوں طرف سے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہو وہاں یہ غیریت مٹ جایا کرتی ہے۔ یہ سوال ہی نہیں رہا کرتا کہ کون سا مال کس کا ہے وہ دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے کا مال ہے۔ اور یہ ہی وہ طریق ہے جس سے گھر میں جنت پیدا ہوتی ہے۔ ... عورتیں بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ بھی اس قصور میں شریک ہیں کیونکہ اکثر مطالبوں کا آغاز ساسوں سے ہوتا ہے یعنی بیٹے کی ماں کی طرف سے اکثر یہ ہوتا ہے اور جن معاملات میں مجھے تحقیق کا موقع ملا ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ بسا اوقات ایسے مرد کمزور ہیں۔ جن کی بیویاں ایسے مطالبے کرتی ہیں اور اُن کے بیٹے اُن کی سو فیصدی غلام ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نیکی اسی بات میں ہے کہ ہر بات میں اطاعت کرو حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اطاعت اُس حد تک فرض ہے جس حد تک خدا کی اطاعت سے تمہیں باہر نہ نکال دے۔ جہاں ماں باپ کی اطاعت تمہیں خدا کی اطاعت سے باہر نکلنے پر مجبور کرے وہاں تم نے خدا کی اطاعت کرنی ہے۔ ماں باپ کی اطاعت نہیں کرنی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 23 مارچ 1988ء بمقام لندن)

اہل کے بہترین ہونے سے مراد

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِیۡ کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہترین ہے اور دیکھو میں اپنے اہل کے لئے بہترین ہوں یعنی تم سب میں اس لئے بہترین ہوں کہ اپنے اہل کے لئے بہترین ہوں۔ اور اہل کے لئے بہترین ان معنوں میں تھے کہ آپؐ نے اُن کے تمام حقوق ادا کئے۔ اور ایک حق کا ادنیٰ سا حصہ بھی نہیں رکھا اور اس کے ساتھ اُن کے اخلاق کی نگرانی کی اور ہمیشہ مسلسل اُن کی تربیت کی طرف متوجہ رہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جولائی 1990ء بعنوان گھر کی جنت)

معاشرے کا ایک بہت بڑا دکھ

پھر آپؒ نے فرمایا:

’’بعض گھریلو جھگڑے ہیں جنہیں دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے مرد اپنی عورتوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ بعض گندی زبان استعمال کرتے ہیں اپنی بیویوں پر بدظنی کرتے ہیں اور ان پر بے ہودہ اور ناپاک الزام لگاتے ہیں اور اس میں کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتے اور کوئی خوف نہیں کھاتے کہ وہ اپنے معاشرہ کو کس طرح دُکھ پہنچا رہے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں کے حقوق پر حقوق مارتے چلے جاتے ہیں۔ پھر جب چاہتے ہیں ایک ردّی کپڑے کی طرح اُٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ وہ بچے پالتی ہیں، وہ سلائیاں کرتی ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ایسے مردوں میں انسانیت کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ انہوں نے کس آرام سے اپنے بوجھ عورت پر ڈالے اور اس کو تسکین کا ذریعہ بنایا اور جب ذمہ داریاں پیدا ہو گئیں تو ساری ذمہ داریاں بھی اس پر ڈال دیں۔ نو مہینے اس نے مصیبت سے اپنا خون دے کر، اپنی ہڈیاں دے کر، اپنا دماغ دے کر، اپنی ساری طاقتیں دے کر مرد کے بچے کی پرورش کی ہے اور جب وہ وجود میں آجاتا ہے، جب اس کی ذمہ داریاں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں تو ایک آرام طلب مرد، آرام کی راہوں پر چلنے والا، بڑے آرام سے اس کو کہتا ہے بہت اچھا اب میرا تمہارا گزارہ مشکل ہے جاؤ بھاگ جاؤ گھر سے نکل جاؤ۔ بہت بھاری تعداد میں معاشرہ اس دُکھ میں مبتلا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 12۔نومبر 1982ء بعنوان پاک معاشرہ کا قیام اور جماعت احمدیہ کا فرض)

عورتوں کے حقوق

حضورؒ ایک اور خطبہ میں عورتوں کے حقوق کے متعلق فرماتے ہیں۔

’’مردوں کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ تا تم اپنی بیوی سے تسکین حاصل کرو۔ یہ کہنے سے ایک غلط فہمی بھی پیدا ہوسکتی ہے جیسا کہ اکثر دُنیا کے معاشروں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ مرد کا کام ہے عورت سے تسکین حاصل کرے۔ عورت کا کام ہے تسکین دے اور اس کے بعد چھٹی اور مرد پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس باطل خیال کو زائل کرنے کی خاطر معاً بعد فرمایا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان گہری محبت اور رحمت کا رشتہ قائم فرما دیا ہے۔ اور یہ رشتہ دونوں طرف سے ہے۔ بَیْنَکُمْ ہے اور بَیْنَکُمْ نے مضمون کو اور زیادہ وسیع فرما دیا۔ بَیْنَکُمَا نہیں کہا بلکہ بَیْنَکُمْ فرمایا۔ یعنی وہ بچے جو میاں بیوی کے تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی آپس میں محبت اور رحمت کے تعلقات سے زندگی بسر کریں اور سارے معاشرہ کے لئے یہ پیغام ہے کہ عائلی زندگی میں مودّت اور رحمت کو اختیار کرو۔... حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے حسن معاشرت کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اور جو کچھ عمل کر کے دکھایا ہے وہ تو ایک لا متناہی سمندر ہے جس میں فیوض موجزن ہیں۔ جس میں حکمتیں موجزن ہیں لیکن ان میں سے ایک بات میں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ بہت ہی گندی، بہت ہی مکروہ بات ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو گالیاں دو۔ صحابہؓ میں سے کسی نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب تم اپنے رشتہ داروں کے بعد ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہو تو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے رہے ہوتے ہو۔... اپنے معاشرے کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے مطابق بنائیں تو گھر مودّت اور رحمت سے بھر جائے گا۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 16 اپریل 1993ء)

اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی اہلیہ بی بی آصفہ صاحبہ کی وفات کے معاً بعد آنے والی عید الفطر 1992ء کے موقع پر خطبہ میں احباب جماعت کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی تھی۔

’’اپنی بیویوں سے حسن سلوک کیا کرو۔ ایسی بیویاں جو خاوند کے ظلموں تلے زندگی بسر کرتی ہیں وہ بے بس اور بے اختیار ہوتی ہیں۔ خاوند بد خلق ہو تو چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا تو در کنار۔ بد زبانی سے کام لے، طعنے دے کر غریب کے ماں باپ کو بھی تکلیف دے اور دل آزار باتیں کر کے ان کے دلوں کو چھلنی کرے، ایسا خاوند اپنی بیوی کے لئے مسلسل عذاب کا موجب بنا رہتا ہے۔... اس عید کے وقت اگر کوئی سچا احمدی ہے اور میری بات سن رہا ہے۔ اس کے دل میں میری اس بات کا اثر ہوسکتا ہے تو میں اسے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرے، پھر اسے سچی عید نصیب ہوگی۔ ایک مظلوم لڑکی نازوں میں پلی، کسی کی بیٹی، آپ کے گھر جا کر آپ کے رحم و کرم پر ہوتی ہے، اُسے جب ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے کوئی معمولی گناہ نہیں۔ ایسا شخص اگر باز نہیں آئے گا تو اُسے عذاب الیم کی خبر دیتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ مرنے کے بعد اسکی زندگی دردناک عذاب میں مبتلا ہوگی۔...

ایسے ظلموں میں صرف خاوند شریک نہیں ہوا کرتے بلکہ بہت حد تک ساسوں کا قصور ہوتا ہے۔ احمدی مجھے لکھتے ہیں کہ آپ مردوں کو ڈانٹتے اور نصیحتیں کرتے ہیں عورتیں بھی تو زیادتیاں کرتی ہیں۔ عورتیں کرتی ہونگی اور کرتی ہیں جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ ناشکریاں بھی کرتی ہیں۔...

لیکن ان ناشکریوں کے نتیجے میں آنحضور ﷺ کا کیا سلوک تھا۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ ’’خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ‘‘ آنحضور ﷺ نے کسی ناشکری کے نتیجے میں کبھی بد خلقی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ بڑے پیار اور محبت سے بات کو سمجھایا کرتے تھے۔ پس آنحضور ﷺ کے نمونے کو دیکھیں اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سے آپ کو بہت تکلیف پہنچنے والی ہے۔

بعض جگہوں پر خاوند، ساس اور نندوں کے ظلموں کا نشانہ بننے والی بچیوں کی عجیب کیفیت ہے۔ خوشی کے موقع پر بھی طعنے دئے جاتے ہیں۔ ایک بچی کا خط آیا دُعا کریں اللہ تعالیٰ ایک لڑکا دے دے۔ چار بچیاں ہیں۔ ہر پیدائش پر طعنے دئے جاتے ہیں۔ کیا نحوستیں لے کر آئی ہو۔ ہماری نسل برباد کر دی۔ ساسیں اس نحوست کا سبق اپنے بچوں کو دے رہی ہوتی ہیں، کیا وہ خود عورت نہیں۔ کیا وہ اس نحوست کا نشان نہیں۔ ایسی ذلیل اور کمینی حرکتیں اگر احمدی معاشرے میں پائی جائیں تو ہم دنیا کو تعلیم دینے کے اہل نہیں۔

آنحضور ﷺ نے جو سلوک کیا۔ تمام نبیوں کی تعلیمات اور ساری دنیا کے افراد میں سے کسی نے ایسا سلوک عورت سے نہیں کیا۔ یہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اس سلوک کو اپنے گھروں میں جاری کریں پھر حقیقی عید ہوگی۔ ورنہ بڑے درد میں مبتلا ہونگے۔ میں نے ساری عمر، یہ کوشش کی کہ عمر بھر مجھ سے ظلم سرزد نہ ہو۔ بی بی (حضرت آصفہ بیگم صاحبہ) کو کوئی ناجائز تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اپنی بیوی کی بیماری میں زندگی کے سارے واقعات آنکھوں کے سامنے آتے رہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ دانستہ نادانستہ، جائز اور ناجائز طور پر میں ان کے لئے دُکھ کا موجب بنا۔ بار بار استغفار کرتا رہا۔ میرے لئے مشکل یہ تھی کہ میں ان سے معافی نہیں مانگ سکتا تھا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ وہ اس سے سمجھیں گی کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ خدا سے معافی مانگتا رہا کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کر دے اور ان کی روح کو تحریک فرما کہ یہ مجھے معاف فرما دیں، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہے تو خدا کی قسم میری طرف سے تمام داغ مٹ چکے ہیں۔ میں کلیتاً راضی ہو کر ان کو رخصت کرنے والا ہوں۔ اِس نے مجھے بے چین رکھا اس دوران مجھے اُن مظلوم عورتوں کا خیال آتا رہا جن کے خاوند ابھی بھی غفلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کو احساس ہی نہیں کہ وہ کس حالت میں اپنی عورتوں سے سلوک کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا اس عید کے تحفہ کے طور پر یہ نصیحت میں ضرور احمدیوں سے کروں کہ اپنے معاشرے کو جنت کا نشان بنا دیں۔ تبھی سچی عید ہوگی جب آپ آنحضور ﷺ کے اسوہ پر چلیں گے۔

اس لئے اگر آپ آج میرے غم میں شریک ہیں۔ آپ اگر تعزیت کے خط لکھنے کی سوچ رہے ہیں تو میری سب سے بڑی تعزیت یہ ہے کہ مجھے جماعت کی طرف سے یہ تسکین ملے، خوشی کی خبر ملے کہ ہمارے مرد عورتوں کے لئے نرم خوشے اختیار کر چکے ہیں۔ اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کی غلطیوں کو عفو اور درگزر کرنے والے ہیں۔ انہیں سچے شکر اور پیار کی تلقین کرنے والے ہیں اور سختی کی ساری باتیں جو ہمارے گھروں میں رائج ہو چکی ہیں یکدم معدوم کرنے والے ہیں۔ خدا کرے یہ عید ہمیں نصیب ہو تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام کی فتح کی عید بھی اس عید کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اگر احمدی معاشرہ گھروں کو جنت کا نشان بنا دے گا تو خدا کی قسم آپ ضرور غالب آئیں گے اور دیر کی بجائے جلد آئیں گے کیونکہ یہی وہ عملی نمونہ ہے جس کو دنیا آج دیکھنے کی منتظر ہے۔ جو احمدی گھروں کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ خدا ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔‘‘

(خلاصہ خطبہ عید الفطر 1992ء بمقام مسجد فضل لندن)

آنکھوں کی ٹھنڈک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ گھروں کو پُر سکون اور مثالی بنانے اور دُنیا میں ہی ایک چھوٹی سی جنت کی تعمیر اور ایک صحت مند اور مثالی معاشرہ کی تشکیل و ترویج کے سلسلہ میں احباب وخواتین سے متعدد بار مخاطب ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تک دونوں فریق ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک نہ بنیں اُس وقت تک یہ توقع رکھنا کہ اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوگی یہ ایک فرضی بات ہے اور اس میں ایک بہت ہی گہری حکمت بیان فرمائی گئی ہے جس کا انسانی نفسیات سے گہرا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ والدین جو ایک دوسرے سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں اُن کی اولادیں ہمیشہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہیں۔ تربیت میں یکجہتی پائی جاتی ہے اور ایک ہی مزاج کے ساتھ بچے پرورش پا رہے ہوتے ہیں اور وہ ماں باپ جو ایک دوسرے سے سچا پیار کرنے والے، اور ایک دوسرے کا ادب کرنے والے اور ایک دوسرے کا لحاظ کرنے والے، ایک دوسرے کی ضروریات کی طرف دھیان رکھنے والے، اور اخلاق سے پیش آنے والے ماں باپ ہوتے ہیں۔ اُن کی اولاد بھی اپنے ماں باپ سے پیار کرنے والی بنتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نسبتاً بہتر تعلقات قائم کرتی ہے اور ایسی اولاد پھر ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 29 جون 1990ء بعنوان گھر کی جنت)

نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نُصرت نصیب ہو

بعض عورتیں خاوند پر بوجھ ہوتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بعض عورتیں ہیں جن کی زبانیں دراز ہوتی ہیں۔ جو گندی تربیت لے کر آئی ہوتی ہیں۔ اولاد کو نیکیوں سے محروم کرنے والی، اُن کی بُری باتوں کی پردہ پوشی کرنے والی، نیکیوں سے باز رکھنے والی ہیں۔ نہ خود نماز پڑھتی ہیں نہ نماز کی تعلیم دیتی ہیں۔ نہ پاکی ناپاکی کا خیال رکھتی ہیں۔ خاوند کی کوئی مدد نہیں کرتیں بلکہ اس کو نیکیوں سے محروم کر کے اُس پر بوجھ بن جاتی ہیں۔ اور خاوند ان کو گھسیٹے پھرتے ہیں۔ بعض ان کو گلے سے اُتار بھی دیتے ہیں بعض نہیں اُتارتے اور اُن کی اولادیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس معاشرہ کے یہ سارے دُکھ

ہیں جن سے ہم نے آزاد ہونا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 12 نومبر 1982ء بعنوان پاک معاشرہ کا قیام اور جماعت احمدیہ کا فرض)

بعض خاوند بھی یتیمی جیسی زندگی گذار رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 1999ء میں فرمایا:

''بعض مرد کہتے ہیں کہ ہمارا بھی تو ذکر کرو۔ ہم پر بھی تو ظلم ہوتا ہے اور ایسے بیچارے لوگ ہیں جو واقعتاً گھر سے باہر زندگی زیادہ سے زیادہ کاٹتے ہیں کیونکہ گھر جانا ان کے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔ اسی ضمن میں ایک لطیفہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کو بتا رہا تھا کہ میرا کتنا کام ہے اس نے کہا دیکھو اتنے گھنٹے میں دفتر میں صرف کرتا ہوں، اتنے گھنٹے فلاں دکان پر ملازمت کرتا ہوں، اتنے گھنٹے فلاں کام کرتا ہوں، اتنے گھنٹے فلاں جگہ کام کرتا ہوں تو گھر کے لئے دو چار گھنٹے صرف بچتے تھے۔ تو اس نے بڑے تعجب سے کہا کہ تمہیں آرام کا کوئی وقت نہیں ملتا۔ اس نے کہا یہی تو میرے آرام کا وقت ہے جو گھر سے باہر میں خرچ کرتا ہوں۔ گھر تو ایک عذاب ہے تو ایسے لوگ بھی ہیں بیچارے جن کی بیویاں ظالم ہوتی ہیں اور ان کے لئے گھر جانا ایک مصیبت بن جاتا ہے۔ ...

ہمارے اپنے تجربے میں بھی ایسے بہت سے احباب ہیں جن کا یہی حال ہے بیچاروں کا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں عورت خوش کبھی نہیں رہتی۔ اس لئے یہ نصیحت میں خاوندوں کو کرنے کی بجائے عورتوں کو کر رہا ہوں۔ خاوند بے چارے تو بے اختیار ہیں۔ اب ان کے ہاتھ سے معاملہ آگے نکل گیا ہے کچھ بھی نہیں کر سکتے سوائے یتیمی کے رونے کے ان کے پلے کچھ نہیں باقی رہا۔ لیکن عورتوں کو خود اپنا محاسبہ کرنا چاہئیے۔ میں نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ایسی عورتیں کبھی بھی خوش نہیں رہتیں۔ نہ ان کی اولادیں خوش رہ سکتیں ہیں، نہ ان کی اولادوں کی تربیت ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ نے مرد کو قَوّامُ بنایا ہے۔ جس کسی عورت کا مرد قَوّامُ نہ ہو وہ اس طرح اندرونی غصے نکالتی ہے لیکن اس کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ تو عورتوں کو چاہئیے کہ ہوش کریں اور ایسے لوگوں کی عزت کریں، ان کے ساتھ عزت سے پیش آئیں، اپنے گھر کو ان کے لئے جنت بنائیں۔ اگر وہ اپنے گھر کو خاوندوں کے لئے جنت بنائیں گی تو ان کے پاؤں تلے ان کے بچے بھی جنت حاصل کریں گے۔ اگر خاوندوں کے لئے وہ اپنے گھروں کو جنت نہیں بنائیں گی تو ان کے پاؤں تلے سے بچوں کے لئے جہنم تو پیدا ہو سکتی ہے، ان کو جنت نصیب نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان ماؤں کے بچے گستاخ ہو جاتے ہیں جن کی مائیں خاوند سے گستاخ ہوں۔ ان کے بچے صرف باپ سے ہی گستاخ نہیں ہوتے بلکہ ماں سے بھی گستاخ ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ سوچ کر، غور کرنے کے بعد میں نے یہی سوچا ہے کہ ایسے خاوندوں بیچاروں کو تو میں نصیحت نہیں کر سکتا، ان کا ستم تو اب موت ہی دور کر سکتی ہے۔ عورتوں کو نصیحت کرنی چاہئیے اور ان کی بھلائی میں ہے یہ بات۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ 26۔ مارچ تا یکم مارچ 1999ء، صفحہ 6)

ماں کو اپنی تکالیف کا ذکر بچوں کے سامنے نہیں کرنا چاہئیے

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اگر کوئی ماں ارادتاً اپنے بچوں کے دل میں باپ کے خلاف نفرت اور بغاوت کے جذبات پیدا کرتی ہے تو وہ قرآن کی تعلیم کے صریحاً خلاف کرتی ہے۔ اس کو اپنی رنجشیں اور تکالیف صرف اپنی ذات تک محدود رکھنی چاہئیں۔ اور بچوں میں باپ کے متعلق نفرت کے جذبات پیدا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور غیر جانب دار رہتے ہوئے بچوں کو وہی تعلیم دینی چاہیے جو قرآن کریم سکھاتا ہے۔''

(بحرِ عرفان۔ لجنہ اماء اللہ لاہور، صفحہ 172)

اعلیٰ اخلاق ہی گھروں کو جنت بنا سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ وہ دُعا ہے جس کے ذریعہ ہمارے گھروں کے حالات سُدھر سکتے ہیں۔ جو خطوط مجھے ملتے ہیں روزانہ بلا استثناء ان میں کچھ خطوط ایسے ضرور ہوتے ہیں جن میں گھریلو ناچاقیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عذاب کا ذکر ہوتا ہے۔ اور ایسے خطوط بعض دفعہ بچوں کی طرف سے ملتے ہیں۔ بچے لکھتے ہیں ہمارے والدین آپس میں ایک دوسرے کے خلاف گندی زبان استعمال کرتے ہیں۔ گھر جہنم بنا ہوا ہے۔ ہم بہن بھائی یوں لگتا ہے بے سہارا ہیں اور ہم پر کوئی چھت نہیں ہے بہت ہی تنگ ہیں۔ اس صورت حال میں مشکل یہ ہے کہ ہم کسی کی طرف داری نہیں کر سکتے۔ اگر ہم کسی کو سچا سمجھیں بھی تو ہم کسی ایک کی طرف داری نہیں کر سکتے۔ پھر بیویوں کے خط آتے ہیں، خاوندوں کے آتے ہیں۔ اخلاق کی کمی کے نتیجے میں یہ دنیا ہمارے لئے جہنم بن سکتی ہے۔ اگر اخلاق

گھروں کو جہنم بنا سکتے ہیں تو یہی اخلاق قوموں کو بھی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں۔ یہی اخلاق بنی نوع انسان کے لئے جہنم پیدا کر دیتے ہیں۔ پس اخلاق کی بہت بڑی اہمیت ہے اور اعلیٰ خلق کے نتیجہ میں صرف ہمارے گھر ہی جنت کے نشان نہیں بن سکتے بلکہ ہماری گلیاں، بازار اور وطن بھی جنت کے نشان بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ میں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس دعا سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ دعا پھر اولاد پر بھی ممتد ہوجاتی ہے۔ اس کا فیض اولاد پر بھی جاری ہوجاتا ہے۔...

ذُرِّیّٰتِنَا میں صرف موجودہ نسلیں ہی مراد نہیں بلکہ وہ نسلیں بھی مراد ہیں جو قیامت تک ہیں۔...

اس دعا کے نتیجہ میں یقین دلاتا ہوں کہ گھر کا نقشہ بدل سکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 1999ء)

دعائیں اور ذکر الٰہی گھروں کو جنّت بناتے ہیں

دعاؤں، ذکر الٰہی اور اپنے گھروں کو جنت بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

'' پس یہ دونوں خوبیاں ایسی ہیں جن سے ایک دوسرے کو تقویت ملتی ہے۔ اس لئے آپ ذکرِ الٰہی پر بہت زور دیں۔ نماز، ذکرِ الٰہی اور درود شریف سے اپنی زبان اور اپنے دل کو تر رکھیں تو پھر جب کبھی آپ عادتاً فحش کلامی کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کا نفس آپ کو جھنجوڑے گا اور متوجہ کرے گا کہ بھئی تم کیسے انسان ہو کہ دودھ کے لئے وہی برتن اور پیشاب کے لئے بھی وہی۔ کھانے کے لئے بھی وہی اور گندگی کے لئے بھی وہی برتن استعمال کرتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ ذکرِ الٰہی سے دل و جان معطر کرتے کرتے اس میں ایسا گند ڈالتے ہو۔ کیا اس منہ کو جس میں محمد ﷺ اور خدا تعالیٰ کے نام چل رہے ہوں یہ گند زیب دیتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 اگست 1983ء)

تفاخر کا نقصان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

'' بعض عورتیں اس رنگ میں اپنے مردوں سے تعلقات قائم کرتی ہیں کہ گویا وہ بہتر معاشرہ سے آئی ہیں وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں وہ زیادہ باتوں کو سمجھتی ہیں۔ مرد میں نقائص ہیں اس کے باوجود انہوں نے قبول کر لیا۔ مرد کا خاندان نسبتاً ہلکا ہے اس کے باوجود وہ شہزادی ان کے گھر آ گئی۔ وہ یہ باتیں منہ سے کہیں نہ کہیں ان کی طرزِ عمل بتا رہی ہوتی ہے کہ میں اونچی ہوں تم نیچے ہو، اور وہ پھر ہمیشہ کے لئے واقعتاً نیچے ہو جاتے ہیں۔''

(خطاب فرمودہ سیدنا خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع صد سالہ جلسہ سالانہ بمقام قادیان 1991ء)

عورتوں کا نُشُوز

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 35 میں عورتوں کے نشوز کا جہاں ذکر کیا ہے اس سے مراد عورت کا اپنے خاوند سے بغض اور اپنے کو اُس کی اطاعت سے بالا سمجھنا ہے۔ اور ابن کثیر میں ناشزہ اس عورت کو کہا گیا ہے۔'' جو اپنے شوہر پر بلندی چاہے۔ اُس سے بے رُخی کرے اور اس سے بغض رکھے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ترجمہ قرآن کریم میں اس کے معنی عورتوں کے باغیانہ رویے اور روش کے کئے ہیں اور حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ کا ایک ظاہری معنی تو یہ ہے کہ مرد عموماً عورتوں سے زیادہ مضبوط اور ان کو سیدھی راہ پر قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اگر مرد قَوَّامُوْنَ نہیں ہوں گے تو عورتوں کے بھٹکنے کے زیادہ امکان ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ مرد قَوَّام ہیں جو اپنی بیویوں کے خرچ برداشت کرتے ہیں۔ وہ نکھٹو جو بیویوں کی آمد پر پلتے ہیں وہ ہرگز قَوَّام نہیں ہوتے۔ آیت کے آخری حصہ میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر تم قَوَّام ہو اور اس کے باوجود تمہاری بیوی بہت زیادہ باغیانہ روح رکھتی ہے تو اس صورت میں یہ اجازت نہیں کہ اس کو فوری طور پر بدنی سزا دو بلکہ پہلے اسے نصیحت کرو۔ اگر نصیحت سے نہ مانے تو ازدواجی تعلقات سے کچھ عرصہ تک احتراز کرو۔ (دراصل یہ سزا عورت سے زیادہ مرد کو ہے) اگر اس کے باوجود اس کی باغیانہ روش دور نہ ہو تو پھر تمہیں اس پر ہاتھ اُٹھانے کی اجازت ہے مگر اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسی ضرب نہ لگے جو چہرہ پر ہو اور جس سے اس پر کوئی داغ لگ جائے۔ اس آیت کریمہ کے حوالہ سے بہت سے لوگ اپنی بیویوں پر ناجائز تشدد کرتے ہیں کہ مرد کو بیوی کو مارنے کی اجازت ہے۔ حالانکہ اگر مذکورہ بالا شرائط پوری کریں تو بھاری امکان ہے کہ کسی تشدد یا سختی کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ اگر تشدد جائز ہوتا تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بیویوں پر بدنی تشدد کی کوئی ایک ہی مثال نظر آ جاتی۔ حالانکہ بعض بیویاں بعض دفعہ آپؐ کی ناراضگی کا موجب بھی بن جاتی تھیں۔''

(سورۃ النساء آیت 35 حاشیہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 134-135)

ہمیشہ نرم زبان کا استعمال کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پانچ بنیادی اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

'' یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندرونی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے کے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں اُن میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ اُن کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ اُن کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے۔ جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دُکھ دیتے ہیں اور اُن کو پتا نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اسی طرح ایسے اگر مرد ہوں تو اُن کی عورتیں بے چاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنی رہتی ہیں۔ اور اگر ایسی عورتیں ہوں تو مردوں کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 1989ء)

ماں اور باپ دونوں کو بچوں کے لئے بہترین نمونہ بننا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی ہر دو کو اپنی اولاد اور معاشرہ کی بہتری اور بھلائی کی خاطر اپنی اپنی سمت کو درست رکھنے کی تلقین فرمائی۔ مستورات سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

'' پس ماں اور باپ کے اخلاق میں سے جس کا اخلاق بدتر ہو بالعموم وہی اولاد میں رائج ہو جاتا ہے۔ پس دونوں طرف کی کمزوریاں آگے جا کر جمع ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ضرب کھا جاتی ہیں اس لئے گھر کے معاشرے کو جنت بنانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت باریک نظر سے ان باتوں کو اور ان تعلقات کو دیکھنا چاہیے۔ آخری فیصلہ اس بات سے ہوگا کہ آپ کا گھر آپ کے لئے جنت بنا ہے کہ نہیں۔ آپ کے خاوند کے لئے جنت بنا ہے کہ نہیں۔ آپ کے بچے آپ دونوں سے پیار کرتے ہیں اور احترام کرتے ہیں کہ نہیں۔ اگر مرد میں کمزوریاں ہیں تو عورت حتی المقدور ان سے صرف نظر کرتی ہے کہ نہیں لیکن کوشش ضرور کرتی ہے کہ ان کمزوریوں کو دور کرے۔ نیک اور پاک مخلصانہ نصیحت کے ذریعہ وہ اپنے خاوند کو سمجھاتی رہتی ہے اگر ایسا ہے تو اچھا ہے۔ اگر پہلی باتیں ہیں تو پھر وہ عورت اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی اہل نہیں ہے۔ یہی حال مردوں کا ہے پس اگر چہ حضور اکرم ﷺ نے مردوں کا نام نہیں لیا اور عورتوں کا لیا ہے تو اس میں بڑی گہری حکمت ہے مگر گھر کی جنت

بگاڑنے میں یقیناً مرد بھی ایک بڑا بھاری کردار ادا کرتے ہیں اور عورت کا کام ہے کہ اپنی اولاد کی ان سے حفاظت کرے۔ حفاظت کیسے کی جائے؟ یہ ایک باریک نکتہ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ جب مرد کے مظالم یا مرد کی زیادتیاں کسی عورت کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہوں تو مرد کے جانے کے بعد اس کا ردّ عمل یہ فیصلہ کرے گا کہ وہ اپنی اولاد کی اس ظالم مرد کی عادتوں سے حفاظت کر رہی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ اس اولاد کو اپنا ہمدرد بنانے کی خاطر بڑھا چڑھا کر ان باتوں کو بیان کرے اور ظلموں کے قصے بتا کر آنسو بہائے اور انہیں اپنائے اور انہیں کہے کہ یہ تمہارا ظالم باپ ہے تو اپنے ہاتھوں سے اس نے ان کو برباد کر دیا اور انکی حفاظت کرنے کی بجائے مرد کے ظلموں کو ان تک پہنچنے کی اجازت دی۔ اگر وہ قربانی کرے اور مرد کے ظلم اور اولاد کے درمیان حائل ہو جائے، اپنے پروں پر اپنے سینے پر مرد کے ظلم لے لیکن اولاد تک ان کا نقص نہ پہنچنے دے تو اس کی مثال ایک ایسی مرغی کی طرح ہوگی جو کمزور جانور ہے لیکن جب چیل اس کے بچوں پر جھپٹتی ہے تو اپنے پروں تلے ان کو لے لیتی ہے۔ آپ کتنا ہی دُکھ اُٹھائے، آپ چاہے اس راہ میں ماری جائے لیکن اپنے بچوں تک اس ظالم چیل کا نقصان نہیں پہنچنے دیتی سوائے اس کے مرنے کے بعد وہ اس سے جو چاہے کرے۔ یہ وہ سچی ماں ہے جو ایک جانور کے اندر ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ اے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے والی خواتین! کیا تم جانوروں میں سے ایک سچی ماں کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔ کیا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کے یہی تقاضے ہیں کہ ماں کی حیثیت سے حیوانی دنیا میں جو عظیم نمونے ہمیں ملتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی لونڈیاں اور آپؐ کی غلام عورتیں ان نمونوں کو بھی اپنا نہ سکیں۔ آخری فیصلہ اس بات سے ہوگا کہ آپ اپنی اولاد اور بداثرات کے درمیان حائل ہو کر ہر قیمت پر اپنی اولاد کو ان بداثرات سے روک سکتی ہیں کہ نہیں روک سکتیں۔

(خطاب 27۔دسمبر 1991ء بمقام قادیان)

بچوں کے لئے نیک نمونہ بنیں اور انہیں نیکی کی عادت ڈالیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قرۃ اعین" بنانا "ذرّیّت" کو یک طرفہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جس قرۃ العین کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک یکطرفہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ شرط یہ ہے "واجعلنا للمتقین اماماً" اب آپ دیکھیں کہ بہت سے ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں خواہ جو مرضی کرتے پھریں۔ وہ جتنے زیادہ فیشن ایبل ہوں گے، جتنا زیادہ لغویات میں مصروف ہوں گے اگر وہ پڑھائی میں اچھے ہوں اور دنیا کمانے کا یقین ہو جائے ماں باپ کو، تو ان کی ہر دوسری دلچسپی بھی ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پیدا کرتی ہے خواہ وہ متقی نہ بن رہے ہوں۔ پس قرآن کریم نے جس دلچسپی کا ذکر فرمایا ہے یہ ایسی دلچسپی ہے کہ جس کے نتیجے میں جب تک آپ کو اولاد میں نیکیاں دکھائی نہ دیں قرۃ اعین نصیب نہیں ہو سکتی۔

پس ایسا تعلق جوڑیں بچوں سے کہ جو ان کے اندر نیکیاں پیدا کرنے والا ہو اور نیکیوں کے باوجود تعلق آپ سے رہے۔ محض دنیاوی طور پر ان کا کچھ حاصل کرنا آپ کے لئے تسکین کا موجب نہ بنے۔ یہ پیغام ہے جو آیت کریمہ میں ملتا ہے۔ آپ اپنے گھروں کے تجربوں میں ہر احمدی خاندان اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ ان کے بچے کس طرح پہچانے جاتے ہیں۔ ماں اگر بے پرواہ ہے دین کے معاملات میں اور باپ نیک ہے اور ماں سے بہت تعلق رکھتے ہیں اور باپ سے گھبراتے ہیں۔ اگر ماں نیک ہے اور باپ بے تعلق ہے دین سے تو بعض بچے ہیں جو باپ کی طرف دوڑتے ہیں اور ماں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور ایسی مائیں بے چاری روتی پیٹتی رہ جاتی ہیں کہ ہائے کیا ہو گیا تجھے، نیکی کی طرف آ، کیا ہو گیا ہے اپنے باپ کی بدیوں کی طرف تو جا رہا ہے، میری نیکیوں کی طرف نہیں آتا اور یہ روزمرہ کی حقیقتیں ہیں۔ آپ میری ایک دن کی ڈاک دیکھ لیں آپ کو سمجھ آ جائے گی۔ کثرت سے اس مضمون کے خط ملتے ہیں۔ کبھی باپ کی طرف سے رونا، کبھی ماں کی طرف سے رونا۔ باپ کہے گا ماں کو دنیا میں دلچسپیاں ہیں، نماز نہیں پڑھتی، فلاں کام نہیں کرتی اور ہماری اولاد جو ہے وہ انہی کی طرف بھاگی جا رہی ہے، میں آتا ہوں اور سر پیٹ کے رہ جاتا ہوں مگر میرے دکھاوے کے لئے کچھ کر لیں گے، میں نے پیٹھ پھیری تو پھر وہی حرکتیں۔ بعض مائیں روتی ہیں کہ باپ بڑا ظالم ہے، دین میں کوئی دلچسپی نہیں، نماز تک نہیں پڑھتا اور میرے بچے باپ کے پیچھے لگ گئے ہیں اور میری کوئی حقیقت نہیں، میں تو پرانے زمانے کی عورت بن کے یہاں رہ گئی ہوں۔ تو یہ وہ چیزیں جن کے نتیجے میں اس دعا کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا، کر کے دیکھ لیں۔ نہ خاوند بیوی کے لئے ٹھنڈک بنے گا، نہ بیوی خاوند کے لئے ٹھنڈک بنے گی۔ نہ اولاد ان ماں باپ کیلئے ٹھنڈک بنے گی، نہ ماں باپ اولاد کے لئے۔ تو اس دعا نے ایک ایسا رشتہ ہمیں سکھایا ہے جو بالکل صاف روزمرہ کی زندگی میں پہچانا جاتا ہے۔

"للمتقین اماماً" کی دعا تب پوری ہو سکتی ہے اگر ماں باپ نیک ہوں اور اولاد کو ان کی نیکی کے باوجود ان سے پیار ہو بلکہ نیکی کی وجہ سے پیار ہو۔ جتنا ماں باپ میں نیکی دیکھیں اتنا ہی احترام بڑھتا جائے، اتنا ہی ان سے محبت بڑھتی جائے، اگر یہ بات ہو تو پھر آپ یقین کے ساتھ جان دے سکتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کا تقویٰ دیکھ کر مر رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو آپ کی زندگی موت بن جائے گی، آپ اپنے بچوں کی آنکھوں میں پڑھ نہیں سکتے کہ آپ نماز پڑھتے ہیں تو وہ یوں کر کے دیکھتے ہیں کوئی دلچسپی نہیں، اور جب ان کے ساتھ بیٹھ کر کوئی دلچسپ پروگرام دیکھیں تو کس طرح وہ آپ کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ تو انسان غافل بننا چاہے تو غافل ہو جاتا ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے پتہ نہیں چلا۔ ایسا نظام فطرت خدا نے بنایا ہے کہ ہر انسان اپنا حال پڑھ سکتا ہے، اپنا واقف ہے بہانے خواہ لاکھ تراشے، جانتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 مارچ 1997ء بمقام مسجد فضل لندن)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا کی دعا کو حرزِ جان بنانے کی تلقین

ایک موقع پر قرآن کریم کی عظیم اثر انگیز دعا (جو گھر کو جنت نظیر بنانے کے لئے ایک نسخہ ہے) کو حرزِ جان بنانے کی تلقین کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں۔

"پس رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کی دُعا کو اس مضمون کو سمجھتے ہوئے مستقل مانگنے کی عادت ڈال لیں اور جب یہ دُعا کیا کریں تو اپنے تعلقات پر نگاہ کیا کریں کہ ان کی کیا نوعیت ہے۔ آپ واقعتاً اُن کو بدلنے کے لئے تیار ہیں بھی کہ نہیں۔ اگر ہیں تو کیا کوشش کر رہے ہیں اور اگر نہیں تو پھر یہ دُعا کیوں مانگ رہے ہیں۔ پھر اس دُعا کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی۔ پس اس گہری اور تفصیلی نظر سے جب آپ صداقت کے ساتھ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس دُعا کے ذریعہ اپنے معاشرتی تعلقات اور اہلی تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کریں گے تو بلا شبہ مجھے کامل یقین ہے کہ اس دُعا کی برکتیں آپ پر آسمان سے بھی نازل ہوں گی اور زمین سے بھی اُگیں گی اور آپ کے گھر دیکھتے دیکھتے جنت نشان بن جائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 6 جولائی 1990ء)



ارشادات

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گھروں کو جنت نظیر بنائیں

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمارے اوپر یہ ذمہ داری، بہت بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے گھروں کو بھی جنت نظیر بنائیں۔ اپنے ماحول میں بھی ایسا تقویٰ پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے اور ہم سے کوئی فعل سرزد نہ ہو جو اس خدائی بشارت کو ہم سے دُور کر دے۔ پس ہم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دُعاؤں پر زور دیں کیوں کہ آج عالم اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 16۔مئی 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

ایسا نمونہ پیش کریں کہ غیر بھی کھنچے چلے آئیں

امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 30 مئی 2003ء میں اس اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''بعض صورتوں میں جب لڑکی کو بحیثیت بہو اختیارات ملتے ہیں تو وہ ساس پر زیادتیاں کرتی ہے۔ یوں یہ شیطانی چکر جاری رہتا ہے حالانکہ نکاح کے وقت تقویٰ اور قولِ سدید کی نصیحت کی جاتی ہے۔ احمدی گھرانے ایسا نمونہ پیش کریں کہ غیر بھی کھنچے چلے آئیں۔ ہر کام سے پہلے سوچیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اللہ ہر زیادتی سے باخبر رہتا ہے خدا کرے کہ ہر احمدی گھرانہ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والا اور حسین معاشرہ قائم کرنے والا بن جائے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔3 جون 2003ء)

اصلی انسانی زیور۔ تقویٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو خطبہ جمعہ مورخہ 23۔مئی 2003ء میں یوں توجہ دلائی ہے۔

''پوری دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری اور تمام لوگوں کو دین واحد پر اکٹھے کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہے۔ اس کے لئے نیک نمونہ سب سے بڑی دعوت الی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے معزز ترین وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ گویا عظمت کا حقیقی باعث تقویٰ ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ وہ ذاتوں کے جھگڑوں میں پڑے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے عملی نمونہ سے اخوت کا رشتہ قائم کر کے قوموں کی تمیز کو اُڑا دیا اور وحدت کی روح پھونک دی اور امتیاز تقویٰ کے معیار پر رکھا۔ بعض لوگ رشتہ طے ہونے کے بعد حسب نسب کے طعنے دیتے ہیں۔ یہ رشتہ سے پہلے سوچنے کی باتیں ہیں اور انتہائی ظلم کی بات ہے اور خوف خدا کی کمی کے نتیجہ میں ذات برادری اور حسب نسب پر فخر پیدا ہوتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 28 مئی 2003ء)

گھر پیار سے بستے ہیں

گھر وہ جگہ ہے جہاں محبت اور وفا کے دیئے جلتے ہیں۔ گھر جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیار سے ہی بستا ہے۔ گھر وہ جگہ ہے جو انسان کی سارے دن کی تھکان دور کر دیتا ہے۔ گھر جو کہ محبت سے پھلتا پھولتا ہے۔ اس گلشن کو ہرا بھرا رکھنے میں جو ہستی سب سے زیادہ قربانی دیتی ہے وہ عورت ہے۔ عورت کے بغیر گھر گھر نہیں۔ عورت کے کئی روپ ہیں۔ اگر عورت ماں کے روپ میں ہے تو یہ ہستی خوش قسمت ہے جس کے بارہ میں ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔''

اگر عورت بیٹی کے روپ میں ہے تو رحمت کا باعث بنتی ہے، اگر عورت بہو کے روپ میں ہے تو گھر کی عزت اور نیک نامی کا باعث بنتی ہے۔ اگر عورت بہن ہے تو بھائیوں کے لئے آرام اور سکون کا باعث ہوتی ہے۔ اگر عورت بیوی کے روپ میں ہے تو اپنے گھر کی جنت کو پروان چڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ گویا دنیا میں وہ اپنے شوہر کے لئے ایک جنت نما گھر تشکیل دیتی ہے۔

ظالمانہ رویے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء کو اپنے خطبہ کے آغاز میں فرمایا:

''میاں بیوی کے جو معاملات ہیں، آپس کے جھگڑے ہیں، ان میں بعض دفعہ ایسے ایسے بیہودہ اور گھناؤنے معاملات سامنے آتے ہیں جن میں ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی ہوتی ہیں یا مردوں کی طرف سے یا سسرال کی طرف سے ایسے ظالمانہ رویے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم ذَكِّرْ سامنے نہ ہو کہ نصیحت کرتے رہو، نصیحت یقیناً فائدہ دیتی ہے، نہیں تو انسان مایوس ہو کر بیٹھ جائے کہ ان بگڑے ہوؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یہ سب حدیں پھلانگ چکے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 نومبر 2006ء)

فرض سے زیادہ عبادت خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں کرنی

حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر مورخہ 23 اگست 2003ء کو مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اس بارہ میں ایک حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی سے ایک معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا۔ اُن کی بیگم حضرت عاتکہؓ نماز کی بہت دلدادہ تھیں اور نماز باجماعت کی تو ان کو عادت پڑ چکی تھی۔ وہ نماز باجماعت کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھیں۔ پس جب پانچ وقت عورت گھر سے نکلے حالانکہ اس پر نماز اس طرح فرض بھی نہ ہو اور پانچ وقت مسجد میں پہنچے تو پیچھے گھر کی ضروریات کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے کچھ عرصہ تو حوصلہ دکھایا پھر آپؓ نے کہا! اچھا بی بی اب کافی ہوگئی ہے تمہارے پر تو مسجد میں جا کر نمازیں پڑھنا فرض بھی نہیں ہے، گھر میں نمازیں پڑھنے کی اجازت ہے تم کیوں مسجد جاتی ہو۔ اور پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم! تم جانتی ہو کہ تمہارا یہ فعل مجھے پسند نہیں ہے۔ تو اُن کی بیوی نے جواب دیا کہ واللہ! جب تک آپ مجھے مسجد جانے سے حکماً نہیں روکیں گے میں نہیں رکوں گی۔ حضرت عمرؓ کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ بیوی کو حکماً مسجد جانے سے روک سکیں۔ چنانچہ آخر وقت تک انہوں نے یہ سلسلہ نہیں چھوڑا اور باقاعدہ مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتی رہیں۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب الجمعۃ، باب ھل علیٰ من لا یشھد الجمعۃ غسل)

ایک بات تو اس سے یہ پتہ چلی کہ اُس زمانے میں عورتوں میں کس قدر عبادتوں کا شوق تھا۔ دوسرے یہ کہ فرض سے زیادہ کی عبادت ہم نے خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں کرنی۔ اگر وہ حکم دے تو رُک جانا ہے۔ کجا یہ کہ دنیاوی معاملات میں بھی خاوند کا کہنا نہ مانا جائے۔ تو دیکھیں یہ کیسی پیاری سموئی ہوئی، اعتدال والی تعلیم ہے جو اسلام کی تعلیم ہے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 18 نومبر 2005ء)

فی الفور یہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ، تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے گا۔

دعوت الی اللہ تب مؤثر ہوسکتی ہے جب داعی الی اللہ خود گھر کے معاملات کو سلجھائے رکھے

خطبہ جمعہ 4 جون 2004ء میں حضور انور نے فرمایا:

’’اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس کا خیال رکھو اور تمہاری بیوی کا یہ حال ہے کہ وہ دوسرے گھروں میں بتاتی پھرتی ہے کہ تم انتہائی ظالم خاوند ہو۔ اس پر دست درازی کرتے ہو، اس کو مارتے پیٹتے ہو۔ تم ایک ظالم سسر ہو، اپنی بہو پر بھی ہاتھ اٹھانے سے دریغ نہیں کرتے۔ وہ تمہیں کہے گا جس کو بھی تبلیغ کر رہے ہو کہ اپنی بیوی کو بھی سمجھاؤ، اپنے گھر کی بھی خبر لو کہ وہ بھی ان احکامات پر عمل کرے اور اپنی بہو سے حسن سلوک کرے۔ تم خود تو پہلے اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کرو، تمہارے ہمسائے تو تم سے تنگ آئے پڑے ہیں۔ تم خود تو اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرو۔ تمہارے ماں باپ تو تم سے سخت نالاں ہیں، ناراض ہیں کہ تم بڑھاپے میں ان سے بدتمیزی سے پیش آتے ہو۔ تم اپنے کاروباری ساتھی کو جو دھوکہ دے رہے ہو پہلے اس سے تو معاملہ صاف کرو۔ تم اپنے افسروں اور ماتحتوں کے جو حقوق دبائے بیٹھے ہو پہلے وہ تو ادا کرو۔ جو زیر تبلیغ ہے پہلے یہ ہی کہے گا اگر اس کو آپ کا علم ہے کہ جب تم اپنے اندر سب تبدیلیاں پیدا کرلو گے تو پھر مجھے نصیحت کرنا، مجھے بھی اپنی جماعت کی خوبیاں بیان کرنا، مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔ ورنہ تم خود اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق، قرآن کی تعلیم کے مطابق گنہگار ہو، مجھے کیا راستہ دکھاؤ گے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 18 جون 2004ء)

ذاتی اناؤں کو مسائل کا پہاڑ نہ بنائیں

آپ فرماتے ہیں:

’’ ہمارے مقاصد کتنے عظیم ہیں اور ہم ذاتی اناؤں کو مسائل کا پہاڑ سمجھ کر کن چھوٹے چھوٹے لغو مسائل میں الجھ کر اپنے گھر کی چھوٹی سی جنت کو جہنم بنا کر جماعتی ترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کی بجائے منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان مسائل کو کھڑا کرنے میں جو بھی فریق اپنی اناؤں کے جال میں اپنے آپ کو بھی اور دوسرے فریق کو بھی اور نظام جماعت کو بھی اور پھر آخر کار بعض اوقات مجھے بھی الجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عقل دے اور وہ اس مقصد کو سمجھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

بیوی سے سختی کرنے والے ایک صحابی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت

فرمایا:

’’ حضرت چوہدری نذر محمد صاحب قبول احمدیت سے قبل ادرحمہ ضلع شاہ پور سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ حضورؑ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف لے گئے ہیں۔ آپ بھی گورداسپور چلے گئے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور ملاقات کا موقع ملا۔ آپ نے حضورؑ کے پاؤں دبانے شروع کر دئے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ اس کے سسرال نے اپنی لڑکی بڑی مشکل سے بھجوائی ہے۔ اب وہ اس کو واپس نہ بھجوائے گا۔ جونہی حضورؑ نے اس کے کلمات سنے آپؑ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور بڑے غصے سے اس کو فرمایا! کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجاوے۔ چنانچہ وہ اُٹھ کر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور عرض کی کہ وہ توبہ کرتا ہے اسے معاف فرمایا جائے۔ جس پر حضورؑ نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی۔ چوہدری نذر محمد صاحب مرحوم کہتے تھے کہ جب یہ واقعہ انہوں نے دیکھا تو وہ دل میں سخت نادم ہوئے کہ اتنی سی بات پر حضورؑ نے اتنا غصہ منایا ہے۔ حالانکہ اُن کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتے تک نہیں اور اپنے سسرال کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے توبہ کی اور دل میں عہد کیا کہ اب جا کر اپنی بیوی سے معافی مانگوں گا اور آئندہ بھی اس سے بدسلوکی نہ کروں گا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ جب وہ وہاں سے واپس آئے تو انہوں نے اپنی بیوی کے لئے بہت سے تحائف خریدے اور گھر پہنچ کر اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کے آگے تحائف رکھ کر پچھلی بدسلوکی کی ان سے منت کر کے معافی مانگی۔ وہ حیران ہوگئی کہ ایسی تبدیلی ان میں کس طرح پیدا ہوگئی۔ جب اس کو معلوم ہوا یہ سب کچھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہے تو وہ حضورؑ کو بے شمار دُعائیں دینے لگی کہ حضورؑ نے اس کی تلخ زندگی کو راحت بھری زندگی سے مبدل کر دیا ہے۔‘‘ (رجسٹر روایات رفقاء نمبر 1 صفحہ 6-7)

(خلاصہ خطبہ جمعہ 13 جنوری 2006ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 3 فروری 2006ء)

نیک عورت کی یہ خواہش ہونی چاہیئے کہ اس کا خدا اور خاوند اُس سے راضی ہوں

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر حضور انور نے مستورات سے خطاب کرتے ہوئے مورخہ 5 اپریل 2006ء کو فرمایا:

’’ ایک نیک عورت کی سب سے پہلے یہی خواہش ہونی چاہیئے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو۔ پھر خاوند راضی ہو۔ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرے اور خلافت سے وفا کا تعلق باندھے۔ جس گھر میں یہ چیز پیدا ہو جائے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 19 مئی 2006ء)

دعوت الی اللہ کے لئے پہلے گھروں کی اصلاح ضروری ہے

فرمایا:

"اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آرہے تو ہم نے گم گشتہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ کیا دکھانا ہے؟ ہم تو خود ان گم گشتہ لوگوں میں شامل ہیں، ہم تو خود اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے، اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تو نہیں ہیں؟ اپنی اَناؤں کے جال میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہوگا اور لڑکی کو بھی لینا ہوگا، مرد کو بھی لینا ہوگا، عورت کو بھی لینا ہوگا، دونوں کے سسرال والوں کو بھی لینا ہوگا۔ کیونکہ شکایت کبھی لڑکے کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکی والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں لیکن اکثر زیادتی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

رشتوں میں تقویٰ مدنظر رہے

حضور انور نے فرمایا:

"پس مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو، میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تاکہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دُوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ پہلے بھی میں ذکر کر آیا ہوں کہ کیونکہ تقویٰ پر نہیں چل رہے ہوتے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہیں ہوتا اس لئے بعض دفعہ دوسروں کی باتوں میں آکر یا ماحول کے اثر کی وجہ سے اپنی بیوی پر بڑے گھناؤنے الزام لگاتے ہیں یا دوسری شادی کے شوق میں، جو بعض اوقات بعضوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے بڑے آرام سے پہلی بیوی پر الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو شادی کا شوق ہے، اگر جائز ضرورت ہے اور شادی کرنی ہے تو کریں لیکن بیچاری پہلی بیوی کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صرف جان چھڑانے کے لئے کر رہے ہو کہ اس طرح کی باتیں کروں گا تو خود ہی خلع لے لے گی اور میں حق مہر کی ادائیگی سے (اگر نہیں دیا ہوا) تو بچ جاؤں گا تو یہ بھی انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ اول تو قضاء کو حق حاصل ہے کہ ایسی صورت میں فیصلہ کرے کہ چاہے خلع ہے حق مہر بھی ادا کرو۔ دوسرے یہاں کے قانون کے تحت، قانونی طور پر بھی پابند ہیں کہ بعض خرچ بھی ادا کرنے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

بعض مردوں کا گھر میں رویّہ ناروا اور باہر بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہ تکبّر ہے

خطبہ جمعہ 29 اگست 2003ء میں حضور انور نے فرمایا:

"بعض مرد اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کر رہے ہوتے ہیں کہ روح کانپ جاتی ہے۔ بعض بچیاں لکھتی ہیں کہ ہم بچپن سے اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ ہمارے باپ نے ہماری ماں کے ساتھ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ ظلم کا رویّہ رکھا ہے۔ باپ کے گھر میں داخل ہوتے ہی ہم سہم کر اپنے کمروں میں چلے جاتے ہیں۔ کبھی باپ کے سامنے ہماری ماں نے یا ہم نے کوئی بات کہہ دی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو تو ایسا ظالم باپ ہے کہ سب کی شامت آجاتی ہے۔ تو یہ تکبر ہی ہے جس نے ایسے باپوں کو اس انتہا تک پہنچا دیا ہے اور اکثر ایسے لوگوں نے اپنا رویّہ باہر ایسا رکھا ہوتا ہے، بڑا اچھا رویّہ ہوتا ہے ان کا اور لوگ باہر سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ان جیسا شریف انسان ہی کوئی نہیں ہے۔"

(خطبات مسرور 2003ء، صفحہ 271-272)

میاں بیوی ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا خیال رکھیں

حضور انور نے فرمایا:

"ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے، اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے، عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے، ان کی عزت کر رہے ہوں گے، ان کو عزت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ باہر سے ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ کی بنیاد کیونکہ تقویٰ پر ہوگی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہوگا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ایک دوسرے کے عزیز واقارب سے صلہ رحمی

خطبہ جمعہ 2 جولائی 2004ء میں حضور انور نے فرمایا:

"اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتہ داروں کے ہیں۔ ان سے بھی صلہ رحمی اتنی ہی ضروری ہے جتنی اپنوں سے۔ اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں تُو تکار ہو سکتی ہے؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات سے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے کوئی رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی، اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بُری لگی تو فوراً ناراض ہو گیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کروں گا۔ میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کروں گا۔ پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ ہیں تو یہ زودرنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے اور ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ بے شمار مثالوں میں سے ایک یہاں دیتا ہوں۔

راوی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور خوش ہو کر فرماتے یہ تو خدیجہ کی بہن ہالہ آئی ہے۔ اور آپؐ کا یہ دستور تھا کہ گھر میں کبھی کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھجوانے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل، باب من فضائل خدیجہ)

(خطباتِ مسرور، جلد دوم، صفحہ 451-452)

ایک دوسرے کے عزیز و اقارب کا خیال رکھیں

فرمایا:

''شادیاں ہونے کے نتیجہ میں جو رحمی رشتے قائم ہوتے ہیں ان کا بھی خیال رکھو۔ بیوی نے خاوند کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے اور خاوند نے بیوی کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔ اور ان سب کے حقوق ادا کرنے ہیں اور حقوق اسی وقت ادا ہوتے ہیں جب ایک دوسرے سے احسان کے ساتھ پیش آنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔''

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ آسٹریلیا 15 اپریل 2006ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔19 مئی 2006ء)

ایک دوسرے کے والدین کی عزت و تکریم کریں

فرمایا:

''ایک احمدی ماں باپ کو ابرار ہی بننا چاہئے۔ اس میں یہ بھی سبق ہے کہ عورت خاوند کے والدین سے اور خاوند عورت کے والدین سے حسن سلوک کرے۔ دونوں کے حقوق ادا کریں۔ پھر بچوں کے حقوق ادا کریں۔ اور یاد رکھیں کہ بچے بھی آپ کے حقوق اس وقت ادا کریں گے جب آپ والدین کے حقوق ادا کرنے والی ہونگی۔ مرد بھی، عورت بھی، اپنے والدین کے بھی اور ایک دوسرے کے والدین کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہونگے۔ یہ بھی ایک طرح کی خاموش تربیت ہوگی جو ماں باپ اپنے بچوں کی کرتے ہیں۔ نہیں تو بچے جو بعض دفعہ بہت حساس ہوتے ہیں۔ کہ نہ صرف آپ سے دور ہٹ جائیں بلکہ بعض اتنے بد دل ہو جاتے ہیں کہ گھروں سے نکل جاتے ہیں۔ ... اور پھر آہستہ آہستہ ان کا جماعت سے بھی رابطہ کٹ جاتا ہے۔ پھر بُری صحبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تو ذرا سی بات سے اتنا اثر پڑ رہا ہوتا ہے کہ تربیت بگڑنی شروع ہو جاتی ہے اور بچہ بالکل ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔''

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ بیلجیم 11 ستمبر 2004ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ یکم جولائی 2005ء)

مرد اور عورت ایک دوسرے کے حقوق کے لئے قربانی کریں

فرمایا:

''سب سے پہلے تو یہی ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کی ذمہ داری ادا کریں۔ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ایک دوسرے کے حقوق کا پاس رکھیں۔ اپنے گھروں کو محبت اور پیار کا گہوارہ بنائیں اور اولاد کے حق ادا کریں۔ ان کو وقت دیں ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کریں۔ بہت ساری چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو ماں باپ دونوں کو بچوں کو سکھانی پڑتی ہیں، بجائے اس کے کہ بچہ باہر سے سیکھ کر آئے۔ ایک دوسرے کے ماں باپ بہن بھائی سے پیار و محبت کا تعلق رکھیں۔ ان کے حقوق ادا کریں۔ اور یہ صرف عورتوں کی ہی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ اور اس طرح جو معاشرہ قائم ہوگا وہ پیار و محبت اور رواداری کا معاشرہ قائم ہوگا۔''

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 23 اگست 2003ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔18 نومبر 2005ء)

گھر کے سربراہ کی حیثیت سے مرد بیوی بچوں کے حقوق ادا کریں

فرمایا:

''عموماً اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ مرد کہتے ہیں کیونکہ ہم پر باہر کی ذمہ داریاں ہیں، ہم کیونکہ اپنے کاروبار میں، اپنی ملازمتوں میں مصروف ہیں، اس لئے گھر کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اور بچوں کی نگرانی کی ساری ذمہ داری عورت کا کام ہے۔ تو یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے۔ ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے۔ چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں۔ ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے، تاکہ وہ اپنے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 2 جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 445-446)

اپنی بیویوں کی، اپنے بچوں کی ماؤں کی عزت کریں

فرمایا:

''بعض دفعہ جب ایک انسان بچوں کے سامنے اپنی بیوی سے بدسلوکی کر رہا ہوگا اس کی بے عزتی کر رہا ہوگا تو عزت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ماؤں کی عزت قائم کروانے کے لئے اور بچوں کی تربیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی بیویوں کی، اپنے بچوں کی ماؤں کی عزت کریں۔''

(خطبہ جمعہ 13۔ اکتوبر 2006ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔3 نومبر 2006ء)

بیوی آپ کے بچوں کی ماں ہے جس کے قدموں تلے جنت ہے اس لئے بچوں کی خاطر بیویوں سے سختی سے پیش نہ آئیں

فرمایا:

''اسلام نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی ہے اور اس لئے مردوں کو نہیں چاہئے کہ ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے ساتھ سختی شروع کر دیں یا تلخی سے پیش آئیں۔ اس کے نتیجہ میں ہو سکتا ہے ان کی نسلیں ان کے ہی خلاف ہو جائیں کیونکہ بچوں کو اپنی ماؤں کے ساتھ غیر معمولی تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے مردوں کو چاہئے کہ اپنے اوپر پوری طرح کنٹرول رکھا کریں اور عورت کے جذبات اور حقوق کا پوری طرح خیال رکھا کریں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے رازدار ہوتے ہیں۔ پس انہیں چاہئے کہ باہمی اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے۔ اسی صورت میں ہی اگلی نسل صحیح طور پر پروان چڑھ سکتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بہترین ماحول پائے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خطبہ نکاح میں سورۃ حشر کی یہ آیت (آیت نمبر 19۔ ناقل) بھی شامل کی گئی ہے جس میں اپنے مستقبل کا خیال رکھنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی بار بار نصیحت فرمائی گئی ہے۔''

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 20 اگست 2004ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔10 ستمبر 2004ء)

معاملہ فہمی کے دوران ایک دوسرے پر گندے الزامات نہ لگائیں

فرمایا:

'' پھر میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ شمار ہوگی کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرے پھر وہ بیوی کے پوشیدہ راز لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث)

اب میاں بیوی کے بہت سے جھگڑے ہیں، جو جماعت میں آتے ہیں، قضا میں آتے ہیں، خلع کے یا طلاق کے جھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق ناپسندیدہ فعل ہے۔ بہر حال اگر کسی وجہ سے مرد اور عورت میں نہیں بنی تو مرد کو حق ہے کہ وہ طلاق دے دے اور عورت کو حق ہے کہ وہ خلع لے لے۔ اور بعض دفعہ بعض باتیں صلح کروانے والے کے سامنے بیان کرنی پڑتی ہیں۔ اس حد تک تو موٹی موٹی باتیں بیان کرنا جائز ہے لیکن بعض دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے علاوہ دیگر رشتہ دار بھی شامل ہو جاتے ہیں جو ایک دوسرے پر ذاتی قسم کے الزامات لگا رہے ہوتے ہیں۔ جن کو سن کر بھی شرم آتی ہے۔ اب میاں بیوی کے تعلقات تو ایسے ہیں جن میں بعض پوشیدہ باتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ تو جھگڑا ہونے کے بعد ان کو باہر یا اپنے عزیزوں میں بیان کرنا صرف اس لئے کہ دوسرے فریق کو بدنام کیا جائے تا کہ اس کا دوسری جگہ رشتہ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ اگر ایسی حرکتیں کرو گے تو یہ بہت بڑی بے حیائی اور خیانت شمار ہوگی اور خائن کے بارہ میں انذار آئے ہیں کہ ایک تو خائن مومن نہیں، مسلمان نہیں اور پھر جہنمی بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیت کی کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس کسی نے قرض اس نیت سے لیا کہ ادا نہ کرے گا تو میں اسے چور شمار کرتا ہوں۔ (مجمع الزوائد، جلد4، صفحہ 131)

اب دیکھیں حق مہر ادا کرنا مرد کے لئے کتنا ضروری ہے۔ اگر نیت میں فتور ہے تو یہ خیانت ہے، چوری ہے۔''

(خطبہ جمعہ 6۔فروری 2004ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 16 اپریل 2004ء)

معمولی معمولی باتوں پر بیویوں سے ناراض مت ہوں

فرمایا:

''عموماً اب یہ ہوتا ہے کہ مرد لیٹ کام سے واپس آتے ہیں اور یہ روز کا معمول ہے۔ اور اگر بیوی کسی دن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پہلے کھانا کھا لے تو ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ موڈ بگڑ جاتے ہیں کہ تم نے میرا انتظار کیوں نہیں کیا۔ ہمارے معاشرے میں پاکستانی، ہندوستانی اس مشرقی معاشرے میں یہ بات زیادہ پیدا ہوتی جا رہی ہے، پہلے بھی تھی لیکن پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہونی چاہئے تھی، اس کی بھی اصلاح کرنی چاہئے... خاوند تو جو ناراض ہوتا ہے بیوی سے تو ہوتا ہے، ساس سسر بھی ناراض ہو جاتے ہیں اپنی بہو سے۔ کہ تم نے کیوں انتظار نہیں کیا۔''

(خطبہ جمعہ 2۔ جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور، جلد دوم، صفحہ 453-454)

بیوی کا غلام بننے کا طعنہ مت دو

فرمایا:

'' آج کل بعض لوگ صرف اس خیال سے بیویوں کو خیال نہیں رکھتے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیوی کا غلام ہو گیا ہے۔ بلکہ حیرت ہوتی ہے بعض لڑکوں کے، مردوں کے بڑے بزرگ رشتہ دار بھی بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی کا غلام نہ بنو۔ بجائے اس کے کہ آپس میں ان کی محبت اور سلوک کا اضافہ کرنے کا باعث بنیں۔ اپنے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 2۔ جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور، جلد دوم، صفحہ 454)

قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں

حضورانور نے فرمایا:

'' ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اُس اُسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو۔ حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہو گئی تو پھر اس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے۔ ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔ اور کئی ایسی مثالیں آتی ہیں جو پوچھو تو جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تو قرآن میں اجازت ہے عورت کو سرزنش کرنے کی۔ تو واضح ہو کہ قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں۔ گھریلو زندگی کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گواہی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؐ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ نہ اُٹھایا نہ کبھی خادم کو مارا۔ خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

آج کل دیکھیں ذرا ذرا سی بات پر عورت پر ہاتھ اُٹھا لیا جاتا ہے۔ حالانکہ جہاں عورت کو سزا کی اجازت ہے وہاں بہت سی شرائط ہیں اپنی مرضی کی اجازت نہیں ہے۔ چند شرائط ہیں ان کے ساتھ یہ اجازت ہے۔ اور شائد ہی کوئی احمدی عورت اس حد تک ہو کہ جہاں اس سزا کی ضرورت پڑے۔ اس لئے بہانے تلاش کرنے کی بجائے مرد اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور عورتوں کے حقوق ادا کریں۔''

(خطبہ جمعہ 2۔ جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور، جلد دوم، صفحہ 447-448)

عورت کی عزّت اور تکریم

حضورانور نے فرمایا:

'' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عزت اور تکریم قائم کرنے کے لئے چودہ سو سال قبل جو عظیم الشان تعلیم ارشاد فرمائی کہ نیک اور صالح عمل کرنے والی عورت کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے اور نیکی و تقویٰ کے قیام میں عورت کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس کی گود میں بچے پروان چڑھتے ہیں۔ آپؐ نے عورت کے احساس و جذبات کا خیال رکھنے کے لئے عورت کو شیشہ کی مانند قرار دیا۔ آپؐ نے ہمیشہ عورت سے نرمی کرنے اور حسن سلوک کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ اس پر بے جا سختی کرنے اور مار پیٹ سے منع فرمایا۔''

(خطاب جلسہ سالانہ یوکے 29 جولائی 2006ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 18 اگست 2006ء)

بعض دینی کاموں میں مشغول بیویوں سے ناروا سلوک کرتے ہیں

آپ نے فرمایا:

'' کئی مرد جو نمازیں پڑھنے والے ہیں، چندہ دینے والے ہیں، جماعتی کاموں میں حصہ لینے والے ہیں، لیکن گھر جائیں تو بیویوں سے ناروا سلوک کرتے ہیں۔ بعض والدین اپنے بچوں کے ذریعہ حقوق تلف کروا رہے ہوتے ہیں۔ بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے ذریعہ اس کے والدین کے حقوق تلف کروا رہی ہوتی ہیں۔ بعض بیویاں چھوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں رکھتے ہیں اور نہ بساتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش ہوا کہ ایک خاوند نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے نہ رکھوں گا نہ بساؤں گا۔ پھر جب طلاق والی آیات نازل ہوئیں اور طلاق کی تعداد مقرر ہوئی تو تب اس عورت کی جان چھوٹی۔ لیکن اب بھی ایسے

معاملے سامنے آتے ہیں کہ مرد کہتے ہیں کہ ہم تنگ کریں گے، طلاق خلع کے معاملہ کو لٹکائیں گے اور دستخط نہیں کریں گے۔ بہر حال ایسی صورت میں نظام جماعت ایکشن لیتا ہے اور لینا چاہئے۔''

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ آسٹریلیا 15 اپریل 2006ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔19 مئی 2006ء)

میاں بیوی کو قناعت کی تعلیم

آپ نے فرمایا:

''میاں بیوی کے جھگڑے ہیں یہ بھی توکل میں کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں میں قناعت کا مادہ کم ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے خاوند کی جیب کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کھولے، اپنے دوستوں، سہیلیوں یا ہمسایوں کی طرف دیکھتی ہیں جن کے حالات ان سے بہتر ہوتے ہیں اور پھر خرچ کر لیتی ہیں، پھر خاوندوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ اور دو۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت مزید بگڑتی ہے اور اس قدر بے صبری کی حالت اختیار کر لیتی ہے کہ بعض دفعہ باوجود اس کے کہ دو دو تین تین بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس بے صبری کی قناعت کی وجہ سے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل نہ ہونے کی وجہ سے۔ کیونکہ ایسے لوگ صرف دنیاداری کے خیالات سے ہی اپنے دماغوں کو بھرے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اس وجہ سے یقین بھی کم ہو جاتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ پر یقین نہ ہو تو پھر اس کے سامنے جھکتے بھی نہیں، اس سے دعا بھی نہیں کرتے۔ تو یہ ایک سلسلہ جب چلتا ہے تو پھر دوسرا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے نہ ہوں ان پر توکل کیسے رہ سکتا ہے۔ تو ایسی عورتیں پھر اپنے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں۔ خاوندوں سے علیحدہ ہونے کے مطالبے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ ایک برائی سے دوسری برائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے لیکن یہ صرف عورتوں کی حد تک نہیں ہے بلکہ ایسے مرد بھی ہیں جن کو میں کہوں گا کہ جن میں غیرت کی کمی ہے جو اپنی بیوی سے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں کہ تم جہیز میں جو زیور لائی ہو مجھے دو تا کہ میں کاروبار کروں۔ یا جو رقم اگر نقد ہے تو وہ مجھے دو تا کہ میں اپنے کاروبار میں لگاؤں۔ اگر تو میاں بیوی کے تعلقات محبت اور پیار کے ہیں تو آپس میں افہام و تفہیم سے عورتیں دے بھی دیتی ہیں۔ لیکن اگر عورت کو پتہ ہو کہ میرا خاوند نکھٹو ہے۔ اس میں اتنی استعداد ہی نہیں ہے کہ وہ کاروبار کر سکے۔ اور یہ احساس ہو کہ کچھ عرصہ بعد میرا جو اپنا سرمایہ ہے، رقم ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور گھر میں پھر فاقہ زدگی پیدا ہو جائے گی اور وہی حالات ہو جائیں گے تو وہ نہیں دیتیں اور اس سے لڑائی جھگڑے بڑھتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تھوڑی بے غیرتی کی حد آگے بھی چلی جاتی ہے۔ جب ایک دفعہ بے غیرت انسان ہو جائے تو یہ مطالبہ ہو جاتا ہے کہ بیوی کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا باپ کافی پیسے والا ہے، امیر ہے اس لئے مجھے اتنی رقم اس سے لے کر دو تا کہ میں کاروبار کروں اور اس میں لڑکے کے گھر والے بھائی بہن وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں جو اس کو اکساتے ہیں کہ تم اس رقم کا مطالبہ کرو۔ تو گویا اب لڑکی کے پورے سسرال کو پالنا اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ تو ایسے لوگ جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں وہ ہمیشہ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھکنے والے اور اس پر توکل نہ کرنے والے اور اس کے احکامات اور تعلیم پر عمل نہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادات، جو حق ہے عبادت کرنے کا اس طرح نہ کرنے والے ہوں ان میں کبھی توکل پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پھر جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ جب عائلی معاملات میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان حالات میں بھی عورتوں پر ہی ظلم یہ ہوتا ہے کہ اگر مردوں کی ڈیمانڈ (Demand) پوری نہ کی جائیں تو ان کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 15 اگست 2003ء از خطبات مسرور، جلد اوّل، صفحہ 251-250)

بیویاں قناعت پسند ہوں

فرمایا:

''بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ حالات خراب ہو جاتے ہیں، مرد کی ملازمت نہیں رہی یا کاروبار میں نقصان ہوا، وہ حالات نہیں رہے، کشائش نہیں رہی تو ایک شور برپا کر دیتی ہیں کہ حالات کا رونا، خاوندوں سے لڑائی جھگڑے، انہیں برا بھلا کہنا، مطالبے کرنا۔ تو اس قسم کی حرکتوں کا نتیجہ پھر اچھا نہیں نکلتا۔ خاوند اگر ذرا سا بھی کمزور طبیعت کا مالک ہے تو فوراً قرض لے لیتا ہے کہ بیوی کے شوق کسی طرح پورے ہو جائیں اور پھر قرض کی دلدل ایک ایسی دلدل ہے کہ اس میں پھر انسان دھنستا چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں کامل وفا کے ساتھ خاوند کا مددگار ہونا چاہئے، گزارا کرنا چاہئے۔''

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 23 اگست 2003ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔18 نومبر 2005ء)

بیویاں ناجائز مطالبات نہ کریں

فرمایا:

''مومن کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ صبر سے کام لیتا ہے۔ بعض گھروں میں ہر وقت لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ بعض عورتیں ناجائز مطالبات کرتی ہیں جن کو پورا کرنا خاوند کی طاقت میں نہیں ہوتا۔ اس صورت میں جھگڑا بڑھتا ہے۔ اور یا تو خاوند بیوی پر ظلم کرتے ہیں یا پھر مطالبات پورے کرنے کے لئے قرض لینا شروع کر دیتے ہیں اور بعد میں قرض ادا نہیں کر سکتے۔ اس طرح ایک شیطانی چکر چل جاتا ہے جو بعض ناجائز مطالبات کرنے کی وجہ سے اور صبر کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ گھروں میں ان حالات کی وجہ سے بچے باہر سکون تلاش کرتے ہیں۔ اور اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جب ماں باپ کو ہوش آتی ہے تو وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔''

(خطاب مستورات برموقع جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ 4۔ستمبر 2004ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔24 ستمبر 2004ء)

عورت گھر کی نگران کی حیثیت سے گھریلو اخراجات کو کنٹرول کرے

فرمایا:

'' ایک حدیث میں آتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اب گھریلو اخراجات کو ہی لے لیں۔ گھر کے اخراجات کا عموماً ہر عورت کو پتہ ہوتا ہے۔ اب اگر عورت گھر کا خرچ سگھڑاپے (طریقے سلیقے) سے نہ چلا رہی ہو تو بلا وجہ کے زائد اخراجات ہو جاتے ہیں۔ بعض فضول خرچیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ یا بہانہ بنا کر خاوند سے زائد رقم وصول کر رہی ہوتی ہیں کہ اخراجات زیادہ ہو گئے ہیں تو یہ بھی حقیقی فرمانبرداری اور نیک نیتی نہیں ہے اور نہ ہی یہ گھر کی ذمہ داری مکمل طور پر ادا کرنے والی بات ہے۔''

(خطاب مستورات برموقع جلسہ سالانہ بیلجیم 11 ستمبر 2004ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔یکم جولائی 2005ء)

عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، معنٰی اور فلسفہ

فرمایا:

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے بھلائی سے پیش آیا کرو۔ عورت یقیناً پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی کے اوپر کے حصہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔ اور تم اسے چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تم اس سے بھلائی ہی سے پیش آیا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر تم اس سے فائدہ اُٹھانا چاہو تو تم اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء، باب خلق آدم و ذریۃ)

اب پسلی کا زاویہ یا گولائی جو بھی ہے وہی اس کی مضبوطی ہے۔ اور انتہائی نازک حصہ بھی کسی جاندار کا اس کے حصار میں ہے۔ یعنی دل اور بعض دوسری چیزیں بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق سے انسان نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اس لئے دیکھ لیں عمارتوں اور پُلوں میں جہاں زیادہ مضبوطی دینی ہو اسی طرح گولائی دی جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ عورت کا جو مضبوط کردار ہے اس سے اگر فائدہ اُٹھانا ہے تو اس کو زیادہ اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ فائدہ تو کیا وہ تمہارے کسی کام کی بھی نہیں رہے گی۔ لیکن یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ عورت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا مادہ بہت زیادہ رکھا ہے۔ اگر خود نمونہ بن کر اس سے نیکی سے پیش آؤ گے تو وہ خود اپنے آپ کو تمہاری خواہشات پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گی۔ اس لئے اس سے فائدہ، زیادہ سختی سے نہیں بلکہ پیار و محبت سے ہی اُٹھایا جاسکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 2۔ جولائی 2004ء از خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 456)

میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کر کے ایثار کی فضا قائم کرنی چاہئے

فرمایا:

'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں عیب نظر آتا ہے یا اس کی کوئی اور ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اس کی پسند بھی ہونگی جو اچھی بھی لگیں گی۔ تو وہ پسندیدہ باتیں جو ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ آپس میں صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے تو یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اگر اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں تو چھوٹی چھوٹی جو ہر وقت گھروں میں لڑائیاں، چخ چخ ہوتی رہتی ہیں وہ نہ ہوں اور بچے بھی برباد نہ ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔''

(خطبہ جمعہ 2۔ جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور، جلد دوم، صفحہ 450)

میاں بیوی اگر الگ گھر میں رہنا چاہیں تو والدین کو روک نہیں بننا چاہئے

حضور انور نے فرمایا:

'' پھر ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں، گھروں میں ہر وقت لڑائیاں اور بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے۔ وہ شادی کے بعد بھی لڑکوں کا توفیق ہوتے ہوئے اور کسی جائز وجہ کے بغیر بھی ماں باپ، بہن بھائیوں کے ساتھ اسی گھر میں رہنا ہے۔ اگر ماں باپ بوڑھے ہیں، کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، خود چل پھر کر کام نہیں کر سکتے اور کوئی مددگار نہیں تو پھر اس بچے کے لئے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھے اور ان کی خدمت کرے۔ لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر گھر علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آج کل اس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت یا نیکی نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں جماعت کے اندر ہی کسی ملک میں ایک واقعہ ہوا، بڑا ہی دردناک واقعہ ہے کہ اسی طرح سارے، بہن بھائی ایک گھر میں اکٹھے رہ رہے تھے کہ مشترکہ خاندان (Joint Family) ہے۔ ہر ایک نے دو دو کمرے لئے ہوئے تھے۔ بچوں کی وجہ سے ایک دیورانی اور جٹھانی کی آپس میں اَن بَن ہوگئی۔ شام کو جب ایک کا خاوند گھر میں آیا تو اس نے اس کے کان بھرے کہ بچوں کی لڑائی کے معاملے میں تمہارے بھائی نے اور اس کی بیوی نے اس طرح باتیں کی تھیں۔ اس نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ بندوق اُٹھائی اور اپنے تین بھائیوں کو مار دیا اور اس کے بعد خود بھی خودکشی کر لی۔ تو صرف اس وجہ سے ایک گھر سے چار جنازے ایک وقت میں اُٹھ گئے۔

تو یہ چیز کہ ہم پیار محبت کی وجہ سے اکٹھے رہ رہے ہیں، اس پیار محبت سے اگر نفرتیں بڑھ رہی ہیں تو یہ کوئی حکم نہیں ہے، اس سے بہتر ہے کہ علیحدہ رہا جائے۔ تو ہر معاملہ میں جذباتی فیصلوں کے بجائے ہمیشہ عقل سے فیصلے کرنے چاہئیں۔''

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

میاں بیوی کے علیحدہ گھر میں رہنے میں کوئی حرج نہیں

فرمایا:

'' میں نے کئی دفعہ بعض بچیوں سے پوچھا ہے، ساس سسر کے سامنے تو یہی کہتی ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے رہ رہے ہیں بلکہ ان کے بچے بھی یہی کہتے ہیں لیکن علیحدگی میں پوچھو تو دونوں کا یہی جواب ہوتا ہے کہ مجبوریوں کی وجہ سے رہ رہے ہیں۔ اور آخر پر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بہو ساس پر ظلم کر رہی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ساس بہو پر ظلم کر رہی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو محبتیں پھیلانے آئے تھے۔ پس احمدی ہو کر ان محبتوں کو فروغ دیں اور اس کے لئے کوشش کریں نہ کہ نفرتیں پھیلائیں۔ اکثر گھروں والے تو بڑی محبت سے رہتے ہیں لیکن جو نہیں رہ سکتے وہ جذباتی فیصلے نہ کریں بلکہ اگر توفیق ہے اور سہولتیں بھی ہیں، کوئی مجبوری نہیں ہے تو پھر بہتر یہی ہے کہ علیحدہ رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بہت عمدہ نکتہ ہے کہ اگر ساتھ رہنا اتنا ہی ضروری ہے تو پھر قرآن کریم میں ماں باپ کے گھر کا علیحدہ ذکر کیوں ہے؟ ان کی خدمت کرنے کا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کا، ان کی کسی بات کا بُرا نہ منانے کا، ان کے سامنے اُف تک نہ کہنے کا حکم ہے، اس کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ بیوی کو خاوند کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے اور خاوند کو بیوی کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے۔ یہ بھی نکاح کے وقت ہی بنیادی حکم ہے۔

پس اصل چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے اور ظلم جس طرف سے بھی ہو رہا ہو ختم کرنا ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا کہ بعض مرد اس قدر ظالم ہوتے ہیں کہ بڑے گندے الزام لگا کر عورتوں کی بدنامی کر رہے ہوتے ہیں، بعض دفعہ عورتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن مردوں کے پاس کیونکہ وسائل زیادہ ہیں، طاقت زیادہ ہے، باہر پھرنا زیادہ ہے اس لئے وہ اس سے زیادہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اپنے زعم میں جو بھی فائدہ اُٹھا رہے ہوتے ہیں اپنے لئے آگ کا انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔ پس خوفِ خدا کریں اور ان باتوں کو چھوڑیں۔''

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

لڑکے کے والدین کو سمجھداری کا ثبوت دینا چاہئے

فرمایا:

'' تقریباً 30-40 فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں اور لڑکے کے ماں باپ اپنی ملکیت کا حق جتانے کی وجہ

سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس سے پھر لڑکیاں ناراض ہو کر گھر چلی جاتی ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے، لڑکے کا کام ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن بیویوں کو بھی ان کا حق دے۔ جب ایسی صورت ہوگی تو پھر بیویاں عموماً خاوند کے ماں باپ کی بہت خدمت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسی بھی بہت ساری مثالیں ہیں کہ ساس سسر کو اپنے بچوں سے زیادہ اپنی بہوؤں پر اعتماد ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء مطبوعہ اصلاحی کمیٹی نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

خسر اور ساس بہو سے عمدہ روّیہ رکھیں

حضور انور نے فرمایا:

"بعض دفعہ گھروں میں چھوٹی موٹی چپقلشیں ہوتی ہیں ان میں عورتیں بحیثیت ساس کیونکہ ان کی طبیعت ایسی ہوتی ہے وہ کہہ دیتی ہیں کہ بہو کو گھر سے نکالو، لیکن حیرت اس وقت ہوتی ہے جب سسر بھی، مرد بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہے اپنی بیویوں کی باتوں میں آکر یا خود ہی بہوؤں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ بلا وجہ بہوؤں پہ ہاتھ بھی اُٹھا لیتے ہیں۔ پھر بیٹوں کو بھی کہتے ہیں کہ مارو اور اگر مرگئی تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور بیوی لے آئیں گے۔ اللہ عقل دے ایسے مردوں کو۔ ان کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ایسے مرد بزدل اور نامرد ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 2۔جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور، جلد دوم، صفحہ 458)

ساس بہو

فرمایا:

"ایک اور مسئلہ جو آج کل عائلی مسئلہ رہتا ہے اور روزانہ کوئی نہ کوئی اس بارہ میں توجہ دلائی جاتی ہے بچیوں کی طرف سے کہ سسرال یا خاوند کی طرف سے ظلم یا زیادتی برداشت کر رہی ہیں۔ بعض دفعہ لڑکی کو لڑکے کے حالات نہیں بتائے جاتے یا ایسے غیر واضح اور ڈھکے چھپے الفاظ میں بتایا جاتا ہے کہ لڑکی یا لڑکی کے والدین اس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن جب آپ بیچ میں جائیں تو ایسی بھیانک صورتحال ہوتی ہے کہ خوف آتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکا تو شرافت سے ہمدردی سے بچی کو، بیوی کو گھر میں بسانا چاہتا ہے لیکن ساس یا نندیں اس قسم کی سختیاں کرتی ہیں اور اپنے بیٹے یا بھائی سے ایسی زیادتیاں کرواتی ہیں کہ لڑکی بیچاری کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں یا تو علیحدگی اختیار کر لے یا پھر تمام عمر اس ظلم کی چکی میں پستی رہے۔ اور یہ بھی بات سامنے آئی ہے کہ بعض صورتوں میں جب اس قسم کی زیادتیاں ہوتی ہیں، جب لڑکی بحیثیت بہو اختیارات اس کے پاس آتے ہیں تو پھر وہ ساس پر بھی زیادتیاں کر جاتی ہے اور اس پر ظلم شروع کر دیتی ہے اس طرح یہ ایک شیطانی چکر ہے جو ایسے خاندانوں میں جو تقویٰ سے کام نہیں لیتے جاری رہتا ہے۔ حالانکہ نکاح کے وقت جب ایجاب وقبول ہوتا ہے، تقویٰ اور قول سدید کے ذکر والی آیات پڑھ کر اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کرو اور ایسا ماحول پیدا کرو کہ غیر بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں۔ لیکن گو چند مثالیں ہی ہوں گی جماعت میں لیکن بہرحال دُکھ دہ اور تکلیف دہ مثالیں ہیں۔۔۔

اللہ کرے کہ ہر احمدی گھرانہ خاوند ہو یا بیوی، ساس ہو یا بہو، نند ہو یا بھابھی تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والی اور ایک حسین معاشرہ قائم کرنے والی ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 30 مئی 2003ء از خطباتِ مسرور، جلد اوّل، صفحہ 78)

مردوں کو اہل خانہ کے لئے نمونہ بننے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی ہدایت

فرمایا:

"ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، اپنے حقوق ادا نہ کرسکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔"

(خطبہ جمعہ 2۔جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 444)

عورت اپنے گھر کی نگران ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23 اگست 2003ء کو جلسہ سالانہ جرمنی میں مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اس کی دیکھ بھال، صفائی، ستھرائی، ٹکاؤ، گھر کا حساب کتاب چلانا، خاوند جتنی رقم گھر کے خرچ کے لئے دیتا ہے اسی میں گھر چلانے کی کوشش کرنا۔"

شادی ایک عہد، بندھن ہے اس کو توڑا نہ جائے

حضور انور نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو یہی حکم ہے کہ آپس کے رحمی رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ خاوند بیویوں کے حقوق ادا کریں اور بیویاں خاوندوں کے حقوق ادا کریں اس سے تمہارے گھر بھی قائم رہیں گے اور تمہاری نسلیں بھی بہتر طور پر پروان چڑھیں گی۔ بعض دفعہ معاشرے کا اثر ہو جاتا ہے۔ تو اپنے آپ کو سنبھالنا چاہئے۔ جو ایک عہد ہے ایک بندھن ہے جس کو جوڑا ہے اس کو ذرا ذرا سی باتوں سے توڑنا نہیں چاہئے۔"

(خطاب مستورات جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ 5 ستمبر 2004ء از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔24 دسمبر 2004ء)

وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اَسیر نخوت و کِبر و غُرور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبر و غُرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو

چھوڑو غُرور و کِبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اِسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عِفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

جو لوگ بد گمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں

(درثمین)

مختلف دورہ ہائے کینیڈا کے مواقع پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے

مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض اور تربیت کے متعلق زریں ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہٗ اللہ تعالیٰ کا

پہلا سہ روزہ دورہ کینیڈا

مورخہ 8 - 11 اگست 1976ء

حضورؒ نے مورخہ 9 اگست 1976ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کے صدر صاحبان اور دیگر عہدیداروں کے اجلاس میں تربیت کے موضوع پر بصیرت افروز نصائح فرمائیں۔

مغربی ماحول کے برے اثرات سے بچنے کی اہمیت

مغربی تہذیب اور مغرب کے سراسر مادی ماحول کے برے اثرات سے بچنے اور نئی نسلوں کو ان سے بہتر طور محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں حضور نے پردہ کی اہمیت پر بہت زور دیا اور اس ضمن میں فرمایا کہ مغرب میں عورتوں اور مردوں کے درمیان غیر فطری میل جول کے نظریہ نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات پر اسلام نے بھی زور دیا ہے لیکن وہ غیر فطری نہیں بلکہ فطری مساوات کا قائل ہے اور وہ فطری مساوات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور مردوں کو جو صلاحیتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں ان کی کامل نشو نما کا انتظام ہونا چاہئے۔ صلاحیتوں اور استعدادوں کی کامل نشو و نما کے یکساں مواقع مہیّا ہونے کے لحاظ سے اسلام مردوں اور عورتوں کے درمیان کامل مساوات کا قائل ہے۔ لیکن بعض صلاحیتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں ہی کو عطا کی ہیں مردوں کو نہیں عطا کیں۔ اسی طرح بعض صلاحیتیں ایسی ہیں جو اس نے مردوں کو عطا کی ہیں عورتوں کو نہیں عطا کیں۔ بعض صلاحیتوں میں اس تفاوت کی وجہ سے اسلام نے دونوں کی صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے علیحدہ علیحدہ دائرے مقرر کر دیئے ہیں اور اسی حکمت کی بناء پر اس نے پردہ کا حکم دیا ہے۔ اس حکم کا اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ اس حکم پر بھی عمل از حد ضروری ہے۔ اب اگر کوئی عورت ایسی ہے جو مغربی اثر کے تحت قرآن پر عمل کرنا نہیں چاہتی اسے چاہئے کہ احمدیت کو چھوڑ دے کیونکہ خدا کو کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 13 اکتوبر 1976ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہٗ اللہ تعالیٰ کا

دوسرا دورہ کینیڈا

مورخہ 4 - 11 ستمبر 1980ء

تربیت کے موضوع پر بصیرت افروز خطبہ جمعہ

ٹورانٹو میں 5 ستمبر کو حضورؒ نے نماز جمعہ پڑھائی اور دینی تربیت کی اہمیت کے موضوع پر ایک معرکہ آراء خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کا انتظام رائل یارک ہوٹل کے ہال میں کیا گیا تھا اور اس میں مستورات کے لئے علیحدہ باپردہ جگہ بنائی گئی تھی۔

حضورؒ نے ڈیڑھ بجے کے بعد دوپہر تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس جامع خطبہ میں حضورؒ نے احباب جماعت کو اپنی اور اپنی اولادوں کی خالص اسلامی رنگ میں تربیت کرنے اور وہاں کے ماحول میں اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے کی نہایت پُر زور الفاظ میں تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

اُمّتِ واحدہ کی زبانیں

خواتین کو سختی سے پردہ کی پابندی کرنی چاہئے۔ اگر خولہؓ جنگِ یرموک میں بہادری کے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے پردہ کر سکتی تھی تو آپ کو یہاں جبکہ دلائل اور نشانات کی جنگ لڑی جا رہی ہے پردہ کرنا چاہئے اور اسلام کا ہر لحاظ سے عملی نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ پھر یہ امر بھی یاد رکھیں کہ جس طرح لاطینی اور یونانی عیسائیت کی زبانیں بنیں اسی طرح عربی اور اردو امّتِ واحدہ کی زبانیں بننے والی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے بچوں کو اردو نہیں آتی اور بڑا فخر کرتے ہیں کہ آپ کے بچوں کو انگریزی آ گئی ہے۔ آپ کا فخر اس میں نہیں کہ آپ کے بچے اُردو بھول گئے۔ آپ کا فخر اس میں ہے کہ آپ کے بچوں کو عربی اور اُردو دونوں زبانیں آتی ہیں جو اُمّتِ واحدہ کی زبانیں بننے والی ہیں۔

حضورؒ نے بہت پُر جلال لہجے میں فرمایا کہ اپنی نسلوں کو لعنت خداوندی سے بچانے کی فکر کریں اور ان کی اسلامی رنگ میں تربیت کریں۔ ورنہ آئندہ نسلیں آپ پر لعنت بھیجیں گی کہ ہمارے والدین نے اُردو نہ پڑھا کر روحانیت کے سرچشمہ سے محروم کر دیا۔ اگر آپ اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت نہیں کریں گے انہیں دین نہیں سکھائیں گے اور انہیں یہاں کے رنگ میں رنگین ہونے دیں گے تو خدا تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولادوں کو دھتکار دے گا۔ وہ اور قوموں کو آگے لے آئے گا جو اعمال صالحہ بجا لانے والی اور دین کی خدمت کرنے والی اور اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے والی ہوں گی۔

حضورؒ نے فرمایا: میں نے بہت دعائیں کیں۔ خدا تعالیٰ میری دعائیں قبول فرمائے اور آپ کی زندگیوں میں انقلاب آئے۔ آپ میں اور دوسروں میں نمایاں فرق نظر آنا چاہیئے۔ اور تبدیلی محسوس ہونی چاہیئے۔

حضورؒ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر قرآن سورۃ کہف تک چھپ چکی ہے۔ اسے منگوائیں اور پڑھیں۔ اگر اصل منبع سے آپ کا تعلق نہیں ہے تو آپ خشک ٹہنی کی طرح ہو جائیں گے۔

یہ قانون قدرت ہے اس سے مَفَر نہیں۔ خدا کا پیار حاصل کریں اور اس کے لئے خدا میں ہو کر زندگی گزاریں اور اگر خدا میں ہو کر زندگی گزارنا نہیں چاہتے تو جہاں جی چاہے چلے جائیں احمدیت میں نہ رہیں۔''

(دورہ مغرب 1400 ہجری: حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ مغرب۔ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ، صفحہ 444-446)

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا ایک خط اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جواب

(غیر ممالک میں بسنے والی پاکستانی خواتین) ''پردے کی حفاظت اور استحکام کی خاطر اگر وہ از سرِ نو برقعوں میں لوٹ آئیں تو یہ دین کی ایک بڑی خدمت ہوگی۔''

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے مکرّمہ و محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کی خدمت میں پردہ کے سلسلہ میں ایک خط لکھا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوایا گیا۔ حضور اقدسؒ نے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کو جو خط لکھا تھا وہ درج ذیل کیا جاتا ہے:

مکرمہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پردہ کی حفاظت

پردے کے متعلق آپ کی چٹھی ملی کہ کینیڈا کی جماعت میں ابھی تک ابہام پایا جاتا ہے۔ حالانکہ ابہام کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ جلسہ سالانہ کی تقریر کے علاوہ خطبہ جمعہ میں بھی اور لاہور میں مستورات کے خطاب میں بھی اس مضمون کو کھول کر بیان کر چکا ہوں۔ اب ایک دفعہ پھر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر اب بھی کسی کو سمجھ نہ آئے تو میں مزید تشریح سے عاجز ہوں۔

پاکستان کے حالات میں جب کہ پردہ بڑی تیزی سے غائب ہو رہا ہے اور عموماً چادر کو بے پردگی کی طرف پہلے قدم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ برقعہ کو سختی سے اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ اس میدان میں کھوئی ہوئی زمین کو ہم دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے اور احساس شکست، احساسِ فتح اور خود اعتمادی میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ الحمدللہ کہ پاکستان کی اکثر خواتین نے وقت کی اس انتہائی اہم ضرورت کو سمجھا ہے اور دوبارہ برقعہ کی طرف لوٹنے کی نہایت شاندار مثالیں قائم کی ہیں۔ آزاد سوسائٹی میں بھی اور کالج میں بھی ہماری بچیوں نے دنیا کی باتوں سے بے نیاز ہو کر بڑی مضبوطی سے برقعہ اوڑھ کر پردہ کی حفاظت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پاکستان کے اکثر علاقوں میں برقعہ کو اوّلیت دینا پردہ کی حفاظت کے لئے وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ جسے اختیار کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ لیکن آئندہ بدلے ہوئے حالات میں کوئی خلیفہ وقت برقعہ کی نسبت نرم پردے کی اجازت بھی دے سکتے ہیں جسے میں کم از کم اسلامی پردے کا نام دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی واضح کیا تھا۔ صوبہ سرحد میں جہاں برقعہ کی بجائے شروع سے چادر کا رواج چلا آ رہا ہے اور مستورات چادر بڑی حفاظت اور احتیاط کے ساتھ اوڑھتی ہیں وہاں اگر عورت برقعہ نہ اوڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا لیکن میری طرف سے اس اجازت کے باوجود وہاں بھی اکثر احمدی بچیوں نے ماحول کے اثرات سے اپنی آزادی کا علم بلند کرتے ہوئے برقعہ شروع کر دیا اور ایسی بچیوں کے جو خط موصول ہو رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اندر اس سے بڑی بشاشت اور عظمتِ کردار کا احساس پیدا ہوا ہے۔

پردہ تو ضروری ہے مگر برقعہ ضروری نہیں

جہاں تک غیر ممالک کا تعلق ہے وہاں احمدی سوسائٹی دو حصّوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک پاکستانی احمدی جو وہاں آباد ہوئے دوسرے غیر پاکستانی احمدی جنہوں نے وہیں اسلام قبول کیا۔ ان دونوں کے حالات اور تقاضے الگ الگ ہیں۔ پاکستانی نژاد احمدی جو مغربی ملکوں میں آباد ہوئے پہلے پہل تو انہوں نے یہ کہہ کر برقعہ ترک کیا کہ اسلام میں پردہ تو ضروری ہے مگر برقعہ ضروری نہیں۔ لہٰذا ہم چادر سے پردہ کریں گی اور یہی کافی ہے۔ لیکن ان کا یہ عذر اکثر و بیشتر صورتوں میں سچائی پر مبنی نہیں تھا۔ اور خود اُن کے دل گواہ تھے کہ یہ محض نفس کے بہانے ہیں ورنہ دراصل وہ برقعہ سے نہیں بلکہ پردہ سے آزاد ہونا چاہتی ہیں۔

زیبائش نمائش میں تبدیل ہوگئی

چنانچہ ان کی نیّت کی خرابی اُن کے آگے آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے چادر بھی سر سے سرک گئی اور بدن کے جاذب نظر حصّوں کو چھپانے کا احساس بھی اُٹھ گیا۔ سادگی کی جگہ زیبائش نے لے لی۔ اور زیبائش نمائش میں تبدیل ہوگئی۔ چال ڈھال اور لباس میں عریانی آگئی اور سنگھار پٹار کے ساتھ مخلوط مجالس میں شرکت اور گھروں پر بلائے ہوئے غیر مردوں کے سامنے سج بن کر نکلنا ایک عام رواج بن گیا۔ غرضیکہ آنحضورﷺ کا یہ عارفانہ کلام بڑے عبرتناک رنگ میں اُن کے حق میں پورا ہوا۔ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''، جس کا ایک معنی یہ ہے کہ زبانیں خواہ کچھ کہیں بالآخر تمہارے اعمال تمہاری نیّتوں کے مطابق ڈھل جائیں گے اور نیّتوں کا فتور تم بہت جلد اپنی بداعمالی کی صورت میں دیکھ لو گے۔

پردے کی حفاظت اور استحکام کی خاطر

یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے دین میں بھی گھاٹا کھایا اور دُنیا میں بھی۔ رفتہ رفتہ ان کے گھروں کا امن برباد ہونے لگا۔ اور اولاد ہاتھ سے نکلنے لگی اور مادہ پرستی کا سایہ اُن کے گھروں پر مسلّط ہوتا چلا گیا۔ اور ایک ایسی نمائشی کھوکھلی زندگی بسر کرنے لگیں جو زندگی کی اعلیٰ اور ٹھوس اقدار سے خالی تھی دینی کاموں میں ان کی دلچسپی کم ہونے لگی اور خدمتِ دین کی لگن جاتی رہی۔ نہ تو پوری طرح دُنیا ہی کی بن سکیں نہ دین کی رہیں۔ ایسی خواتین کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے غیر ملکوں میں بسنے والی پاکستانی خواتین سے بھی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ پردے کی حفاظت اور استحکام کی خاطر اگر وہ از سرِ نو برقعوں میں لوٹ آئیں تو یہ دین کی ایک بڑی خدمت ہوگی۔

عظمت کردار کا شعور بیدار ہوگا

میں نے یہ واضح کیا تھا کہ یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی برقعہ شروع کر دیں کہ لوگ قدامت پرست سمجھیں گے۔ اور شروع شروع میں ان کو شاید شرمندگی کا احساس بھی ہو لیکن اگر یہ احساس زندہ رکھیں کہ اللہ کی رضا کے مقابل پر لوگوں کی باتوں کی کوئی بھی قیمت نہیں تو شرمندہ ہونے کی بجائے ان کے اندر ایک عظمت کردار کا شعور بیدار ہوگا۔ اور وہ لوگوں کی باتوں سے اپنے آپ کو بالا سمجھیں گی۔ اور مادہ پرستی کے دامِ فریب سے آزاد ہو جائیں گی۔ اور نظر اپنے مولیٰ پر رہے گی۔ اور عجیب بشاشت محسوس کریں گی۔ رفتہ رفتہ وہ یہ بھی دیکھیں گی کہ دنیا ان کو حقارت سے نہیں بلکہ عزت کی نگاہ سے دیکھ

رہی ہے۔ اور ان کے کردار سے متأثر اور مرعوب ہے۔ نیز برقعہ کے ضمنی فوائد میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ تبلیغ کے بے شمار مواقع میسّر آئیں گے۔ جیسا کہ 1978ء کے سفر یورپ اور امریکہ کے دوران خود میرے مشاہدہ میں آئے۔ بہر حال تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے میں زور اسی پر دیتا رہوں گا کہ آج کل پردہ کی حفاظت کے لئے برقعہ کی طرف لوٹنا ایک ضروری اقدام ہے اور جو بھی اس معاملہ میں میرا ہاتھ بٹائے گا مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص پیار کا مستحق ٹھہرے گا۔

پاکستانی نژاد خاتون

ان سب باتوں کے باوجود اگر کوئی پاکستانی نژاد خاتون برقعہ پہننا اپنی کسر شان سمجھے اور برقعہ کے ساتھ احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جائے اور اصرار کرے کہ میں کم ازکم اسلامی پردہ پر ہی اکتفاء کروں گی۔ یعنی اپنی زینت کو غیروں پر ظاہر نہ کروں گی اور چادر کو اسی طریق سے استعمال کروں گی جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیاتِ متعلقہ کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے اور باہر نکلتے وقت چہرے کو سادہ رکھوں گی۔ اور حیادار لباس استعمال کروں گی۔ تو ایسی خواتین پر بھی کوئی الزام نہیں اور ہرگز نظام جماعت کے نمائندگان کو اُن پر طعن کرنے یا الزام دھرنے کا حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس فرض کی ادائیگی پر جزاء دے اور ثابت قدم رکھے اور آئندہ خدمتِ اسلام کی نفلی راہوں پر بھی آگے قدم بڑھانے کی توفیق بخشے۔

یوروپین اور امریکن نژاد احمدی خواتین

جہاں تک یوروپین اور امریکن نژاد احمدی خواتین کا تعلق ہے اُن کے لئے کم ازکم اسلامی پردہ ہی کافی ہے۔ کیونکہ وہ ایک بالکل ننگی سوسائٹی اور آزاد معاشرے سے نکل کر جب کم ازکم اسلامی پردہ بھی اختیار کریں گی تو پاکستانی خواتین کی نسبت یہ اُن کی بہت زیادہ قربانی ہوگی۔ تاہم میرے علم میں ایسی امریکن و یوروپین خواتین ہیں جو اس رخصت سے استفادہ کرنے کی بجائے خود اپنے شوق اور ہمت سے برقعہ اوڑھنا زیادہ پسند کرتی ہیں اور برقعہ پہن کر زندگی کے سب ضروری مشاغل میں حصہ لیتی ہیں۔ ان کا کردار پیدائشی احمدیوں کے لئے ایک شاندار نمونہ ہے۔ اور وہ اپنے عمل سے ایسے تمام نفسانی بہانوں اور عذرات کو جھٹلا رہی ہیں کہ آج کل کے زمانہ میں ترقی یافتہ ممالک میں برقعہ نہیں چل سکتا۔

کام کی نوعیت

اب میں اُن خواتین کا ذکر کرتا ہوں جن کے کام کی نوعیت ان کو برقعہ کے استعمال اور پورا چہرہ ڈھانپنے سے مانع رکھتی ہے۔ مثلاً ڈاکٹرز یا نرسز ہیں یا ایسے کارخانوں میں کام کرتی ہیں جن میں برقعہ سنبھالنا یا چہرہ پر نقاب ڈالنا تکلیف مالا یطاق ہے تو ایسے سب مواقع کے لئے کم ازکم اسلامی پردہ ہی کافی بلکہ انسب ہے۔ اور ایسے مواقع پر برقعہ نہ اوڑھنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اسلامی پردہ کی روح بہر حال ملحوظ خاطر رہنی چاہئے۔

یہ سب باتیں جو بارہا پہلے بیان کر چکا ہوں ایک دفعہ پھر آپ کی خواہش پر کھول کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اب بھی اگر کوئی میرا منشاء نہ سمجھ سکے تو میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے سمجھ عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد (دستخط)

خلیفۃ المسیح الرابع

(ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا۔ جون 1983ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت

خصوصی اجلاس شوریٰ منعقدہ 20رستمبر 1986ء

بمقام احمدیہ مشن ہاؤس ''بیت الاسلام''

کینیڈا اور امریکہ میں تربیت اور تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ، جدوجہد اور تمام وسائل بروئے کار لانے کے لئے حضورؒ نے ایک خصوصی شوریٰ کی صدارت فرمائی جس میں جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے جملہ نمائندگان نے شرکت کی۔ یہ اجلاس شام ساڑھے چھ بجے شروع ہوا۔

حضورؒ نے جملہ نمائندگان سے جو خطاب فرمایا اس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

حضورؒ نے اس خصوصی شوریٰ بلانے کی غرض و غایت بیان فرمائی۔

اول: نئی پود اور نئی نسل کو سنبھالنے کی اشدّ ضرورت ہے۔ یہ تربیت کا پہلو ہے۔

دوسرے: تبلیغ کی طرف بہت بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا:

☆ نوجوان نسل کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو کام دیا جائے کہ وہ اپنی نوجوان نسل کے تقاضوں کے مطابق لٹریچر تیار کریں اور شائع کریں۔ ان کو اس طرح مواد فراہم کیا جائے جس طرح کا مواد اور لٹریچر ہم نے اپنی نوجوانی کی عمر میں پڑھا تھا اور جس مفید لٹریچر سے ہماری تعمیر ہوئی ہے۔ اسی بنیاد پر ان کی تربیت کی جائے جن بنیادوں پر ہماری نوجوانی کی عمر میں تربیت ہوئی تھی۔

☆ سٹوری بکس لکھی جائیں۔ ان کو یونیورسلائز کیا (عالمگیریت دی) جائے۔ اور ان میں خاص پیغام ہو۔ مقامی مسائل اور عالمی مسائل کو ذہن میں ملحوظ رکھا جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے تصور سے ابتداء کی جائے۔ رسول اکرم ﷺ کے اقوال اور ارشادات سے استفادہ کیا جائے۔ ''حدیقۃ الصالحین'' کتاب مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب کی تیار کردہ ہے۔ اسمیں بہت مؤثر اور مفید احادیث ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات اور ہستی کے بارہ میں، اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ سے بہتر خدا کو کون بیان کر سکتا ہے۔

☆ انبیاءؑ کے بارہ میں رسول اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ کہانیاں، کہانیوں کی صورت میں اکٹھی کی جائیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء صفات اور اس کی قدرتوں کے بارہ میں احادیث جمع کی جائیں۔ مثلاً وہ بخشتا ہے یا وہ نہیں بھی بخشتا وغیرہ۔ قرآن کریم سے استنباط بھی کیا جائے۔

☆ مومنین کا مصائب میں مبتلا ہونا، قرآن اور حدیث سے اخذ کیا جائے۔

☆ انبیاء کے بچپن کا زمانہ اور ان کے بچپن کا کردار

☆ اس کے بعد احمدیت سے تعارف، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور اس کی غرض، معجزات کی حقیقت اور دیگر ضروری مسائل

☆ نظامِ جماعت کے بارہ میں نوجوان نسل کو بتایا جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو بچے کے لئے personalize کیا جائے۔

☆ والدین کو بتایا جائے کہ بچوں کی تربیت کیسے کی جائے۔ بچوں کو کس طرح قابو کیا جائے۔ ان کو بتایا جائے کہ انبیاء نے بچوں کی تربیت کس طرح کی؟

☆ والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف ثابت قدمی سے توجہ

دلائی جائے۔ والدین اپنے بچوں کو مادیت کی طرف تو پوری توجہ سے سمجھاتے ہیں لیکن دین کے بارہ میں نرم زبان استعمال کرتے ہیں۔

☆ والدین کا کردار اور طریق کار ان کی اولاد کے ساتھ، جھوٹ بولنا اور جھوٹے وعدے کرنا جن سے بچوں کی تربیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

☆ خواتین کے لئے بھی لٹریچر تیار کیا جائے اور مردوں کے لئے بھی۔

☆ ٹیلی ویژن کے سوسائٹی کے لئے برے اثرات حضورؒ نے بتائے۔ ٹی وی اس زمانہ میں سب سے بڑی شیطانیت ہے۔ بتایا جائے کہ اس کے بداثرات سے بچے کے لئے کیا طریق اختیار کئے جائیں۔

☆ بچوں کے ساتھ پروگرام دیکھنے، share کئے جائیں۔ حکماً بند نہ کیا جائے بلکہ اس کا بدل اونچے معیار کے پروگرام فراہم کئے جائیں۔

☆ اپنے بچپن کی تفریحات سے ان کو روشناس کرائیں۔

☆ دعا پر زور دیں۔ دعا کی اہمیت بتائیں کہ دعا سے مشکلات کس طرح دور ہوتی ہیں۔

پردہ کا مضمون بار بار یاددہانی کے لائق ہے

اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں

(حضورؒ کا ارشاد)

حضورؒ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیتِ کریمہ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آج کے خطبہ کے لئے میں نے تربیتی مضمون چُنا ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے بظاہر اس کا تعلق دکھائی نہیں دیتا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت اُمتِ محمدیہ کی تربیت سے بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔

پردہ کے بارے میں

فرمایا: ٹورانٹو میں ایک مخلص خاتون نے پردہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس سے سوال میں طعن کا رنگ تھا۔ اس بچی کا سوال اس لائق ہے کہ مشن ہاؤس میں تو خواتین سرڈھانپ لیتی ہیں اور پردہ کا ادنیٰ معیار پورا کر رہی ہوتی ہیں لیکن جب باہر جاتی ہیں تو خوب سج دھج کر جاتی ہیں اور پردہ کا قطعاً خیال نہیں کرتیں۔

ہماری خواتین کے دو گروہ

فرمایا: میں نے کئی مرتبہ جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔ لیکن مغربی دنیا میں خصوصیت سے یہ مضمون بار بار یاددہانی کے لائق ہے۔ پردہ کے بارہ میں ہماری خواتین کے دو گروہ ہیں۔ پہلا ان کا ہے جو پاکستانی طرز کے برقعہ میں ملبوس پردہ کی پابند ہیں۔ دوسرا ان کا جو پردہ سے باہر نکلنے کے آخری کنارہ پر کھڑی ہیں۔ جب نصیحت کی جاتی ہے تو چادر لے لیتی ہیں اور جب نصیحت میں ذرا دیر ہو جاتی ہے تو وہ چادر اتار لیتی ہیں۔ جس سوسائٹی میں وہ ہیں اس کے حالات مختلف ہیں۔ وہ باغیانہ خیالات کا اظہار تو نہیں کرتیں لیکن ان کے دل مطمئن نہیں اور اس میں لَوٹ جانے کا رجحان قائم رہتا ہے۔

پہلے گروہ کے دو حصے ہیں۔ اوّل جو خود پردہ کی پابند ہیں اور دوسروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔ یہی ہیں جو صادقات کہلانے کی مستحق ہیں۔

دوسرے وہ ہیں جو نادانی کے نتیجہ میں یا نیکی کے تکبر میں مبتلا ہو کر جماعت کی خواتین کو چرکے لگاتی ہیں اور وہ اپنی اس نیکی کو کہ وہ پردہ کر رہی ہیں، خدا پر احسان سمجھتی ہیں نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نیکی کی توفیق بخشی ہے۔

اخلاق کا سفر ایک لامتناہی سفر ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو نیکی کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اِنِّی بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہ میں چوٹی کے اخلاق پر فائز کیا گیا ہوں۔ اخلاق ایک نسبتی چیز ہے اخلاق کا سفر ایک لامتناہی سفر ہے۔ اس پہلو سے آنحضرت ﷺ کے مقابل پر ہر شخص بد اخلاق ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ ہر شخص کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تو وہ ہرگز ہرگز تربیت نہ کر سکتے۔ آپؐ نے محبت اور پیار سے ہر فردِ واحد کی تربیت کی اور ہر ایک پر رحمت کی نظر ڈالی۔ آنحضرت ﷺ کو تو بے جان چیزوں سے بھی محبت اور پیار تھا۔ حضور ﷺ شروع میں درخت کے تنے کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ دوبارہ درخت کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے درخت کے درد کو محسوس کیا جو اس نے آنحضرت ﷺ کی دوری کی وجہ سے محسوس کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نے تربیت کرنی ہے تو ہمیں آنحضرت ﷺ سے تربیت کا طریق بھی سیکھنا ہوگا۔ تربیت میں نفرت اور غصہ کا کوئی کردار نہیں اور اس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بہت بڑی ذمہ داری

حضورؒ نے فرمایا: میں دوبارہ پردہ کے مضمون کے طرف آتا ہوں۔ احمدی خواتین پر مغربی تہذیب کے بارہ میں بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نیکی دراصل وہی ہے جو باقی رہ جاتی ہے۔ الباقیاتُ الصّالحات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ نیکی وہ ہے جو بقاء پانے کی اہلیت رکھتی ہو۔ ایسی خواتین جو پردہ کی پابند تھیں جب ان پر سے دباؤ اُٹھ گئے، اگر ان پر پردہ کی پابندی والی نیکی قرآنی نیکی ہوتی تو وہ باقی رہتی اور ان سے کبھی بھی الگ نہ ہوتی۔ اس وقت اسلام کی ٹکر مغربی تہذیب سے ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی معاشرت اور اسلام کی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں۔

برقعہ پردے کا ایک ذریعہ ہے

حضور نے فرمایا: میں نے بارہا بتایا ہے کہ پردہ کے لئے برقعہ ضروری نہیں۔ برقعہ پردے کا ایک ذریعہ ہے ہم نے برقعہ کو پردہ بنا لیا تھا۔ حالانکہ برقعہ میں بہت سخت پردہ ہے، اس پردہ کی نسبت جس کا اسلام میں ذکر ہے کئی جگہوں پر برقعہ پنجاب کے برقعہ سے بھی زیادہ سخت شکل میں موجود ہے۔ احمدیت کا برقعہ دوسرے برقعوں سے آسان ہے، نسبتاً آسان ہے۔ ہم نے برقعہ کو پردہ بنایا ہوا ہے۔ اس برقعہ کو چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے عذر اور بہانے نفس نے تراشے اور احساسِ کمتری کی بناء پر برقعہ کو الگ کر دیا یعنی پردہ چھوڑ دیا۔ دُنیا کیا کہے گی کہ اتنی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ یہ برقعہ پوش خواتین ہیں اور شرمندگی سے اپنی گردن کو جھکایا اور پھر مغربیت کے اثر کے نیچے گردن جھکتی ہی چلی گئی۔

اسلام کی تعلیم کے مطابق پردہ کر لیں

فرمایا: دوسری خواتین جو ہیں وہ بہانے تلاش کرتی ہیں اور ضد کرتی ہیں کہ ثابت کرو کہ قرآن میں برقعہ کا کہاں ذکر ہے۔ دراصل وہ برقعہ سے آزاد ہونا چاہتی ہیں۔ برقعہ ضروری نہیں، بے شک برقعہ چھوڑ دیں لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق پردہ کر لیں۔ اور کسی کو کوئی حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے۔ ہم اسی لئے بار بار

توجہ دلاتے ہیں کہ کم سے کم یہ پردہ ہے۔تم اس سے زیادہ کی کوشش کرو۔ میں کم سے کم پردہ کے لئے کیوں کہتا ہوں اس لئے کہ اس کے پیچھے پردہ کی ساری روح قائم ہے۔حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو پردہ کی روح بیان فرمائی ہے اس روح کی حفاظت کریں اوراس روح کو نہ مرنے دیں۔

نیکی کی طرف جانے کا راستہ

فرمایا: نیکی کی طرف جانے کا راستہ ایک ''اپ ہل ٹاسک'' (Up Hill Task) ہے اور بدی کی طرف جانے کا راستہ نیچے جانے کا راستہ ہے۔اگر ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت پر دس گُنا زیادہ محنت کریں تب ہی اولاد نیک رہ سکتی ہے۔اگر آپ نیکی کی طرف دس قدم جائیں گے تو اولاد ایک قدم آگے جائے گی اگر آپ بدی کی طرف یعنی نیچے کی طرف ایک قدم جائیں گے تو آپ کی اولاد دس قدم نیچے جائے گی۔آپ اس بنیادی اصول کو یاد رکھیں کہ جب آپ نیکی کی طرف دس قدم اُٹھائیں گے تو اولاد صرف ایک قدم ہی آگے جائے گی سوائے اس کے کہ آپ دس گُنا زیادہ محنت کریں۔

ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اس نے ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے۔ایسی قوم کہ جس کا دعویٰ ہو کہ ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے، جب اُس قوم کے نمائندے غیر ممالک میں سفیر بنتے ہیں تو اُن کو مؤثر ہونا چاہئے اور دوسروں کو متأثر کرنا چاہیے۔اگر وہ خود متأثر ہونا شروع کر دیں تو ہمارا رُخ شکست کی طرف ہو جائے گا۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 26/ستمبر 1986ء، مانٹریال)

سب سے بڑی فضیلت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے زیادہ عظمت کے مقام بخشے ہیں اور کئی پہلوؤں سے آپ کو مَردوں پر فضیلت ہے۔ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔'' کہیں نہیں فرمایا کہ باپوں کے قدموں میں ہے۔یعنی ساری آئندہ نسلوں کی عورتوں کی بھی اور مردوں کی بھی جنت ان کی ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اتنا بڑا مرتبہ اور مقام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو دے دیا ہے کہ جس کے بعد دنیا کا کوئی جاہل انسان اسلام پر یہ حملہ نہیں کر سکتا کہ اس میں عورت کا کوئی مقام نہیں ہے۔وہ مقام حاصل کرنے کے لئے جو ذرائع ہیں وہ میسر آنے چاہئیں۔اگر خاوند بیوی سے ہر وقت بدتمیزی سے بات کرتا ہے۔اس کی عزت کا خیال نہیں۔اس کے ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں۔ بات بات پر طعنے دینے لگ جاتا ہے۔ گھٹیا باتیں کرتا ہے۔اس سے مطالبہ ہے کہ یہ بھی کرو وہ بھی کرو اور اس کے باوجود خوش نہیں ہوتا۔تو ایسا خاوند بسا اوقات خود اپنی بیوی کے پاؤں کے نیچے جہنم پیدا کر رہا ہوتا ہے۔

بچوں میں مَرد کے خلاف بغاوت

اگر بیوی کی یہ عادت ہو کہ خاوند کے جانے کے بعد اپنے بچوں سے خاوند کے دُکھڑے روئے اور یہ کہے کہ تمہارے ابا نے مجھ پر یہ ظلم کئے اور یہ ظلم کئے اور یہ حال ہو گیا ہے۔ میں تو دن رات جُتی رہتی ہوں۔ مرتی رہتی ہوں۔ اور دیکھو وہ میرا خیال نہیں کرتا، وہ اپنے اوپر بچوں کو رحم دلاتی ہے۔نتیجہ ایسے بچوں میں مَرد کے خلاف بغاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ باپ کے رشتے کے خلاف بغاوت پیدا ہو جاتی ہے اور نفسیاتی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ایسے بچے باغیانہ ذہن لے کر اُٹھتے ہیں اور اکثر جماعت سے تعلق توڑنے والے بچے ایسی ماؤں کے بچے ہوتے ہیں۔ پھر ایسی مائیں بھی میں نے دیکھی ہیں کہ باپ اگر مخلص ہو اور چندے دیتا ہو اور ماؤں کے اندر خدمت دین کی لگن نہ ہو تو وہ اپنے بچوں کے کان بھرتی ہیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جلسہ سالانہ کینیڈا میں لجنہ اماء اللہ سے بصیرت افروز خطاب

(دوسرا دن۔ بروز ہفتہ۔ مورخہ 28/جون 1997ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپؒ نے فرمایا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی مثال

امریکہ میں خواتین سے بچوں کی تربیت کے بارہ میں جو خطاب کیا تھا یہ اسی خطاب کا تسلسل ہے۔آپؒ نے فرمایا کہ بچوں کو ان کے ماضی اور ان کے مذہب کا علم ہونا چاہئے۔ اسلام میں عورت کو جتنا اہم مقام دیا گیا ہے۔اتنا کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔لڑکیوں کو اپنی اہمیت کا اندازہ ہونا چاہئے۔ اور ان کو خدا کا راستہ اپنانا چاہئے۔حضور انورؒ نے حضرت مریم علیہا السلام کی مثال دی، اللہ تعالیٰ نے جنہیں تمام جہانوں کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کی عورتوں پر اس لئے فضیلت بخشی کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کے لئے خالصتاً وقف کر دیا تھا۔ پھر فرمایا کہ احمدی خواتین اور بچیاں اگر آج عہد کر لیں کہ انہوں نے دُنیا کے دستور بدلنے ہیں تو یاد رکھیں کہ خدا ہر چیز بدل سکتا ہے اور وہ قادر و توانا ہے۔آج آپ کے سامنے چیلنج بھی ہے۔خطرات بھی ہیں اور گہری ٹھوکریں بھی۔

سفر ہے شرطِ مسافر نواز بہتیرے

ہم نے خدا کا ہو کر رہنا ہے

یہ سفر اللہ کی رحمت کے حوالے سے ہے جس کے سائے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ارادہ شرط ہے۔خدا ضرور مدد کرتا ہے۔اکثر دُنیا میں خرابیاں اسی وجہ سے ہیں کہ والدین سمجھتے ہیں کہ ان کے بچے ان کے منہ کو دیکھتے ہیں۔مگر بچے جانتے ہیں کہ ماں دل سے مخلص ہے یا صرف منہ سے کہہ رہی ہے۔ بچے ہمیشہ والدین کے ارادوں اور نیتوں کو دیکھتے ہیں اگر والدین کو تربیت کا موقع نہ بھی ملے تو بچے ان کی نیتوں اور ارادوں سے سیکھ جاتے ہیں۔اگر آپ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے خدا کا ہو کر رہنا ہے تو خدا آپ کا ضرور ہو جائے گا۔آپؒ نے فرمایا جو اس طرح پورے اخلاص سے توجہ کر لیا کرتا ہے۔تو اللہ اس کے سینے کے داغ اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے نوزائدہ بچہ ہو۔

سب سے پہلی بات صلہ رحمی ہے

حضور انورؒ نے فرمایا جب آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئیں تو اس وقت حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔مہمان نواز ہیں۔ پس آج بھی ہمارے اسلام کا آغاز اسی سے ہوگا۔آپ بھی خوبیاں اختیار کریں۔سب سے پہلی بات صلہ رحمی ہے رشتوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ صلہ رحمی کے تعلق میں بچیوں کا ماں سے تعلق، ان کا ادب، پیار و محبت سب کچھ شامل ہے۔یاد رکھیں صلہ رحمی کے نتیجے میں تعلقات باندھے جاتے ہیں۔صلہ رحمی اپنے گھروں سے شروع کریں اور رحمان کے تقاضے پورے کریں پھر رحمانیت کے رشتے سے آپ ساری دنیا کی ماں بن جائیں گی۔اگر ہم نے اس صدی کا رخ درست نہ کیا تو یاد رکھیں اگلی صدی کا رخ کبھی درست نہیں ہوگا۔ اے ماؤں! تمہارے قدموں میں جنت ہے مگر یاد رکھیں جنت جہنم

بھی ہو سکتی ہے اس لئے اگر جنت کی وارث بننا ہے تو آپ آسیہ بنیں اور اس سے بڑھ کر مریم بنیں۔

دوسری بات

دوسری بات یہ کہ آنحضرت ﷺ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے تھے۔ نبی ہونے کے بعد بھی آپؐ کمزوروں کا خیال کرتے تھے۔ آپؐ اپنی نیکیوں کو چھپایا کرتے تھے۔ آپؐ کی نصیحتوں کو غور سے پڑھنا پڑتا ہے۔ تب جا کر سمجھ آتا ہے۔ اے خواتین یاد رکھو کہ تم نے اس بوجھ کو اٹھانے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدد کرنی ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بوجھ اٹھانے میں مدد کرے گا سوچو خدا اس کو کتنا بلند مرتبہ عطا کرے گا۔ اپنے آپ کو آنے والے وقتوں کے لئے تیار کریں۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مشن کے لئے احمدی خواتین اور بچیاں اپنے آپ کو پیش کر دیں تو لازماً وہ دور پیدا ہوگا جو کینیڈا کو بدل دے گا۔

آپ مہمان نواز بنیں

آپ نے فرمایا اپنے بزرگوں کی قربانیوں، ان کے آباؤ اجداد کا ذکر اپنی نسلوں سے کریں تا کہ ان کو پتہ چلے کہ آپ کون ہیں؟ اسی طرح آپ مہمان نواز بنیں کیونکہ مہمان نواز ہونا بھی ایک خوبی ہے جن کی بیویاں مہمان نواز ہیں ان کے گھر لوگوں کا تانا بندھا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو نوازتا ہے۔ دکھاوے کی مہمان نوازی نہ ہو۔ لنگر خانے جو جاری کردہ ہیں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی ہے۔ آپ دنیا کے لئے نمونہ بنیں اور ان کی رہنما بنیں تا کہ آپ سے یہاں کے لوگ فیض پائیں۔

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا مورخہ 6 جولائی 1991ء)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک دعائیہ نظم

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی وہ دعائیہ نظم جو آپ نے اپنی صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کی رخصتی کے موقع پر تحریر فرمائی۔ یہ ہر رخصت ہونے والی بچی کے والدین کے جذبات کی بہت عمدہ طور پر ترجمانی کرتی ہے۔ (ادارہ)

لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو
بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو

ہر ایک زندگی کی حلاوت نصیب ہو
ہو ایک دو جہان کی نعمت نصیب ہو

علم و عمل نصیب ہو، عرفان ہو نصیب
ذوقِ دعا و حسن عبادت نصیب ہو

محمود عاقبت ہو، رہے زیست بامراد
خوشیاں نصیب، عزت و دولت نصیب ہو

ہو رشک آفتاب، ستارہ نصیب ہو
آپ اپنی ہو مثال، وہ قسمت نصیب ہو

نور و جمیل ''نور'' دل و جاں میں بخش دے
اس کے کرم سے چاند سی طلعت نصیب ہو

ہر ایک دکھ سے تم کو بچائے میرا خدا
ہر ہر قدم پہ اس کی اعانت نصیب ہو

بس ایک درد ہو کہ رہو جس سے آشنا
محبوب جاوداں کی محبت نصیب ہو

ہر وقت دل میں پیار سے یاد خدا رہے
یہ لذت و سرور یہ جنت نصیب ہو

تسخیر خَلق خُلق محبت سے تم کرو
ہر ایک سے خلوص و محبت نصیب ہو

اقبال ''تاج سر'' ہو تیرے ''سر کے تاج'' کا
اس کو خدا و خلق کی خدمت نصیب ہو

نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو

ایسی تمہارے گھر کے چراغوں کی ہو ضیا
عالم کو جن سے نورِ ہدایت نصیب ہو

راضی ہوں تم سے میں۔ مرا اللہ بھی رہے
اس کی رضا کی تم کو مسرت نصیب ہو

افضل ہمارے حکم کو تم جانتی رہو
دنیا و دیں میں تم کو فضیلت نصیب ہو

راحت ہی میں نے تم سے بہر طور پائی ہے
تم کو بھی دو جہان میں راحت نصیب ہو

گھر تھا صدف تو، تم دُرِ خوش آب و بے بہا
اس سے بھی بڑھ کر دولت عصمت نصیب ہو

کھٹکا نہ کوئی فعل تمہارا مجھے تمہیں
آرام قلب و جان و سکینت نصیب ہو

حافظ خدا رہا میں رہی آج تک امیں
جس کی تھی اب اسے یہ امانت نصیب ہو

(دُرِّعدن)

یاد رکھیں بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے مردوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور اپنے اہل و عیال سے حسن سلوک کی تاکیدی نصیحت)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

2/ جولائی 2004ء بمطابق 2/ وفا 1383 ہجری شمسی بمقام انٹرنیشنل سنٹر، مسس ساگا، کینیڈا

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ O اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان 25: 75)

اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

اپنے رب سے مدد مانگو

اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگی حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔ عبادات میں بھی اس کو عورت کی نسبت زیادہ مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس پر بحیثیت خاوند بھی بعض اہم ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے بحیثیت باپ اس پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، چند ایک کا میں یہاں ذکر کروں گا۔ اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، حقوق ادا نہ کرسکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کے لئے کیا نمونے دیئے ہیں اور کیا نصائح فرمائی ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں میں اس وقت یہاں پیش کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ امام نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اور مرد اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے والد کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ ۔باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری

تو اس روایت میں مختلف طبقوں کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ اپنے اپنے ماحول میں نگران ہیں لیکن اس وقت میں کیونکہ مردوں کے بارے میں ذکر کر رہا ہوں اس لئے اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کردوں۔ عموماً اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ مرد کہتے ہیں کیونکہ ہم پر باہر کی ذمہ داریاں ہیں، ہم کیونکہ اپنے کاروبار میں اپنی ملازمتوں میں مصروف ہیں اس لئے گھر کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اور بچوں کی نگرانی کی ساری ذمہ داری عورت کا کام ہے۔ تو یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں weekends پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تا کہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو

بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔

مومن کو، ایک احمدی کو

یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنالیا ہے، یہ روٹین بنالی ہے کہ اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر کے سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کس طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارے میں حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاذان)

تو آپؐ سے زیادہ مصروف اور آپؐ سے زیادہ عبادت گزار کون ہوسکتا ہے۔ لیکن دیکھیں آپؐ کا اسوہ کیا ہے کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے“ اور فرمایا کہ ”میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں“۔ (جامع ترمذی۔ کتاب المناقب)

بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو۔ حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہوگئی تو پھر اس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے، ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔ اور کئی ایسی مثالیں آتی ہیں جو پوچھو تو جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تو قرآن میں اجازت ہے عورت کو سرزنش کرنے کی۔ تو واضح ہو کہ قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں۔

گھریلو زندگی کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گواہی یہ ہے کہ نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی خادم کو مارا“۔ خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی ۔باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

آج کل دیکھیں

آج کل دیکھیں ذرا ذرا سی بات پر عورت پر ہاتھ اٹھا لیا جاتا ہے حالانکہ جہاں عورت کو سزا کی اجازت ہے وہاں بہت سی شرائط ہیں اپنی مرضی کی اجازت نہیں ہے۔ چند شرائط ہیں ان کے ساتھ یہ اجازت ہے۔ اور شاید ہی کوئی احمدی عورت اس حد تک ہو کہ جہاں اس سزا کی ضرورت پڑے۔ اس لئے بہانے تلاش کرنے کی بجائے مرد اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور عورتوں کے حقوق ادا کریں جیسے کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۔فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۔ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۔فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا۝ (سورۃ النساء 35:4)

یعنی مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔ (جو نکھٹو گھر بیٹھے رہتے ہیں وہ تو ویسے ہی نگران نہیں بنتے) پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو تو ان کو پہلے تو نصیحت کرو (اس میں بے حیائی نہیں ہے ایسی باتیں جو ہمسائیوں میں کسی بدنامی کا موجب بن رہی ہوں، بعض ایسی حرکتیں ہوتی ہیں) تو پہلے ان کو نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو اور پھر اگر ضرورت ہو تو ان کو بدنی سزا بھی دو۔

خدا کے لئے قرآن کو بدنام نہ کریں

پھر فرمایا پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت یا بہانے تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے، تو فرمایا کہ اس انتہائی باغیانہ رویے سے عورت اپنی اصلاح کر لے تو پھر بلاوجہ اسے سزا دینے کے بہانے تلاش نہ کرو یاد رکھو کہ اگر تم تقویٰ سے خالی ہو کر ایسی حرکتیں کرو گے اور اپنے آپ کو سب کچھ سمجھ رہے ہو گے اور عورت کی تمہارے نزدیک کوئی حیثیت ہی نہیں ہے تو یاد رکھو کہ پھر اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جو تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے تمہاری پکڑ بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے جو درجے سزا کے مقرر کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرو اور جب اصلاح کا کوئی پہلو نہ دیکھو، اگر ایسی عورت کا بدستور وہی رویہ ہے تو پھر سزا کا حکم ہے۔ یہ نہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر اٹھے اور ہاتھ اٹھا لیا یا سوٹی اٹھالی اور اتنے ظالم بھی نہ بنو کہ بہانے تلاش کر کے ایک شریف عورت کو اس باغیانہ روش کے زمرے میں لے آؤ اور پھر اسے سزا دینے لگو۔ ایسے مرد یاد رکھیں کہ خدا کا قائم کردہ نظام بھی یعنی نظام جماعت بھی، اگر نظام کے علم میں یہ بات آ جائے تو ایسے لوگوں کو

ضرور سزا دیتا ہے۔ خدا کے لئے قرآن کو بدنام نہ کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ جو باہر بظاہر نیک نظر آتے ہیں ان میں بھی کئی خامیاں ہوتی ہیں، جو بیویوں کے ساتھ یا گھر والوں کے ساتھ نیک سلوک نہیں کر رہے اس لئے معاشرے کو بھی ایسے لوگوں پر غور کرنا چاہئے۔ ظاہری چیز پہ نہ جائیں۔ فرمایا کہ'' جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصے سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مرگئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔''

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 304)

خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں عیب نظر آتا ہے یا اس کی کوئی اور ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اس کی پسند بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگیں گی۔ تو وہ پسندیدہ باتیں جو ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ آپس میں صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے تو یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں تو چھوٹی چھوٹی جو ہر وقت گھروں میں لڑائیاں، چخ چخ ہوتی رہتی ہیں وہ نہ ہوں اور بچے بھی برباد نہ ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔

(صحیح مسلم ۔کتاب الرضاع باب الوصیة بالنسآء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی وحی کے موقع پہ جو گواہی دی، جب وحی ہوئی اور آنحضرت ﷺ بہت پریشان تھے کہ کیا ہوگیا تو حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور غریبوں ناداروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم ہو جانے والی نیکیوں کو زندہ کرنے والے ہیں''، یعنی جو نیکیاں ختم ہوگئی ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں ''اور سچ بولنے کے نتیجہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود حق کے ہی معین و مددگار ہیں''۔ (یعنی سچی بات ہی کہتے ہیں'' اور مہمان نواز بھی ہیں۔''

(صحیح بخاری بدء الوحی)

پاک معاشرہ وجود میں آسکتا ہے

تو ایک انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں خاص طور پر ایک مرد میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جس سے پاک معاشرہ وجود میں آسکتا ہے وہ یہی ہے جن کا ذکر حضرت خدیجہؓ نے آپ ؐ کے خلق کے ضمن میں فرمایا کہ صلہ رحمی اور حسن سلوک، رشتہ داروں کا خیال، ان کی ضروریات کا خیال، ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش۔ اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتے داروں کے ہیں۔ ان سے بھی صلہ رحمی اتنی ہی ضروری ہے جتنی اپنوں سے۔ اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں تُو تکار ہوسکتی ہے؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات سے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے کوئی رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی، اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بری لگی تو فوراً ناراض ہوگیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کروں گا۔ میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کروں گا پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ ہیں تو یہ زود رنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے اور ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ بے شمار مثالوں میں سے ایک یہاں دیتا ہوں۔

راوی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور خوش ہو کر فرماتے یہ تو خدیجہ کی بہن حالہ آئی ہے۔ اور آپ کا یہ دستور تھا کہ گھر میں کبھی کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں میں بھجوانے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ۔کتاب الفضائل، باب من فضائل خدیجة)

کئی واقعات ایسے ہوتے ہیں

لیکن یہاں تھوڑی سی وضاحت بھی کردوں اس کی تشریح میں۔ بعض باتیں سامنے آتی ہیں جن کی وجہ سے وضاحت کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ معاشرے میں عورتیں اور مرد زیادہ مکس اپ (Mixup) ہونے لگ گئے ہیں۔ اس سے کوئی یہ مطلب نہ لے لے کہ عورتوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھنے کی اجازت مل گئی ہے اور بیویوں کی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھنے کی بھی کھلی چھٹی مل گئی ہے۔ خیال رکھنا بالکل اور چیز ہے اور بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ دوستانہ کرلینا بالکل اور چیز ہے۔ اس سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ پھر بیوی تو ایک طرف رہ جاتی ہے اور سہیلی جو ہے وہ بیوی کا مقام حاصل کرلیتی ہے۔ مرد تو پھر اپنی دنیا بسا لیتا ہے لیکن وہ پہلی بیوی بیچاری روتی رہتی ہے۔ اور یہ حرکت سراسر ظلم ہے اور اس قسم کی اجازت اسلام نے قطعاً نہیں دی۔ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں شادی کرنے کی اجازت ہے یہاں ان معاشروں میں خاص طور پر احتیاط کرنی چاہئے ۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، اُس بیوی کا بھی خیال رکھیں جس نے ایک لمبا عرصہ تنگی ترشی میں آپ کے ساتھ گزارا ہے۔ آج یہاں پہنچ کر اگر حالات ٹھیک ہوگئے ہیں تو اس کو دھتکار دیں، یہ کسی طرح بھی انصاف نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ ؐ کو کہا کہ اے اللہ کے رسول! خدا نے آپ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس بڑھیا (یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ذکر جانے بھی دیں۔ تو آپ ؐ فرماتے تھے کہ نہیں نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یار و مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد نمبر 6، صفحہ 811۔ مطبوعہ بیروت)

طبیعت بعض دفعہ بے چین ہو جاتی ہے

تو یہ ہے اسوۂ حسنہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور ایسے معاملات سن کر بڑی تکلیف ہوتی ہے، طبیعت بعض دفعہ بے چین ہو جاتی ہے کہ ہم میں

سے بعض کس طرف چل پڑے ہیں۔ بیوی کی ساری قربانیاں بھول جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض تو اس حد تک کمینگی پر آتے ہیں کہ بیوی سے رقم لے کر اس پر دباؤ ڈال کر اس کے ماں باپ سے رقم وصول کر کے کاروبار کرتے ہیں یا زبردستی بیوی کے پیسوں سے خریدے ہوئے مکان میں اپنا حصہ ڈال لیتے ہیں اور پھر اس کو مستقل دھمکیاں ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو حیرت ہوتی ہے کہ اچھے بھلے شریف خاندانوں کے لڑکے بھی ایسی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ کچھ خوف خدا کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ ورنہ یہ واضح ہو کہ نظام جماعت، اگر نظام کے پاس معاملہ آ جائے تو، کبھی ایسے بیہودہ لوگوں کا ساتھ نہیں دیتا، نہ دے گا۔ اور پھر یہی نہیں کہ لڑکے خود کرتے ہیں بلکہ ایسے لڑکوں کے ماں باپ بھی ان پر دباؤ ڈال کے ایسی حرکتیں کرواتے ہیں۔ وہ بھی یاد رکھیں کہ ان کی بھی بیٹیاں ہیں اور ان سے بھی یہی سلوک ہو سکتا ہے۔ اور اگر بیٹیاں نہیں ہیں جن کی تکلیف کا احساس ہو، بعضوں کے بیٹے ہوتے ہیں اس لئے ان کو بیٹیوں کی تکلیف کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو تو جان دینی ہے، اس کے حضور تو حاضر ہونا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک روایت کرتی ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر خود ہی کھانا لے کر تناول فرما لیتے یا دودھ ہوتا تو خود ہی لے کر نوش فرما لیتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب اکرام الضیف)

عموماً اب یہ ہوتا ہے

یہ اسوہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن بعض مثالیں ایسی سامنے آتی ہیں، عموماً اب یہ ہوتا ہے کہ مرد لیٹ کام سے واپس آتے ہیں اور یہ روز کا معمول ہے اور اگر بیوی کسی دن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پہلے کھانا کھا لے تو ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ موڈ بگڑ جاتے ہیں کہ تم نے میرا انتظار کیوں نہیں کیا۔ ہمارے معاشرے میں پاکستانی، ہندوستانی اس مشرقی معاشرے میں یہ بات زیادہ پیدا ہوتی جا رہی ہے، پہلے بھی تھی لیکن پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہونی چاہئے تھی، اس کی بھی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور 'زیادہ' سے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو فیصد بھی ہمارے اندر ہے تب بھی قابل فکر ہے، بڑھ سکتی ہے۔ پھر اس وجہ سے خاوند تو جو ناراض ہوتا ہے بیوی سے تو ہوتا ہے، ساس سسر بھی ناراض ہو جاتے ہیں اپنی بہو سے۔ کہ تم نے کیوں انتظار نہیں کیا۔

پھر ایک روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ایک بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو رسول اللہ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ جنگ خیبر سے واپسی پر آنحضرت ﷺ نے اونٹ پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خود جگہ بنائی۔ آپ نے جو قبا زیب تن کر رکھا تھا اسے اتار کر اور تہہ کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا۔ پھر ان کو سوار کرتے ہوئے آپ نے اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی ،باب غزوۃ خیبر)

دیکھیں کس طرح آپ نے بیوی کا خیال رکھا

تو دیکھیں کس طرح آپ نے بیوی کا خیال رکھا۔ یہ نمونے آپ نے ہمیں عمل کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ آج کل بعض لوگ صرف اس خیال سے بیویوں کا خیال نہیں رکھتے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیوی کا غلام ہو گیا ہے۔ بلکہ حیرت ہوتی ہے بعض لڑکوں کے، مردوں کے بڑے بزرگ رشتہ دار بھی بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی کے غلام نہ بنو۔ بجائے اس کے کہ آپس میں ان کی محبت اور سلوک میں اضافہ کرنے کا باعث بنیں۔ اپنے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ گھریلو زندگی میں ہے ہر لحاظ سے مثالی اور بہترین تھا آپ اپنے اہل خانہ کے نان و نفقہ کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ یعنی جو ان کے اخراجات ہیں ان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی وفات کے وقت بھی ازواج مطہرات کے نان نفقہ کے بارے میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔
(صحیح بخاری۔ کتاب الوصایا، باب نفقۃ القیم للوقت)

اس بات سے وہ مرد جو عورتوں کے مال پر نظر رکھے رہتے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ذمہ داری ان کی ہے اور عورت کی رقم پر ان کا کوئی حق نہیں۔ اپنے بیوی بچوں کے خرچ پورے کرنے کے وہ مرد خود ذمہ دار ہیں۔ اس لئے جو بھی حالات ہوں چاہے مزدوری کر کے اپنے گھر کے خرچ پورے کرنے پڑیں ان کا فرض ہے کہ وہ گھر کے خرچ پورے کریں۔ اور اس محنت کے ساتھ اگر دعا بھی کریں تو پھر اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے اور کشائش بھی پیدا فرماتا ہے۔

عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی

ایک روایت ہے حضرت سلمان بن احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور ﷺ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ و نصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔ تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں (یعنی تمہارا حق ملکیت نہیں کہ جب چاہو مارنا شروع کر دو جب چاہو جو مرضی سلوک کر لو۔ سوائے اس کے کہ وہ بے حیائی کی مرتکب ہوں)۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔ (جامع ترمذی۔ کتاب الرضاع)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تھی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔ (ملفوظات۔ جلد نمبر 4، صفحہ 44)

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے بھلائی سے پیش آیا کرو۔ عورت یقیناً پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی کے اوپر کے حصے میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے اور تم اسے چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تم اس سے بھلائی ہی سے پیش آیا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو تم اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔
(صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء، با ب خلق آدم و ذریۃ)

عورت کا جو مضبوط کردار ہے

اب پسلی کا زاویہ یا گولائی جو بھی ہے وہی اس کی مضبوطی ہے۔ اور انتہائی نازک حصہ بھی کسی جاندار کا اس کے حصار میں ہے۔ یعنی دل اور بعض دوسری چیزیں بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق سے انسان نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس لئے دیکھ لیں عمارتوں اور پلوں میں جہاں زیادہ مضبوطی دینی ہو اسی طرح گولائی دی جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ

عورت کا جو مضبوط کردار ہے اس سے اگر فائدہ اٹھانا ہے تو اس کو زیادہ اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرو ورنہ فائدہ تو کیا وہ تمہارے کسی کام کی بھی نہیں رہے گی۔لیکن یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ عورت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا مادہ بہت زیادہ رکھا ہے۔اگر خود نمونہ بن کر اس سے نیکی سے پیش آؤ گے تو وہ خود اپنے آپ کو تمہاری خواہشات پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گی۔اس لئے اس سے زیادہ فائدہ سختی سے نہیں بلکہ پیار و محبت سے ہی اٹھایا جاسکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ:

''یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔خُذُوْا الرِّفْقَ، خُذُوْا الرِّفْقَ، فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ۔کہ نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے''۔ ...

پھر فرمایا کہ:

''حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے۔'' (اربعین نمبر3۔روحانی خزائن، جلد17،صفحہ426۔حاشیہ)

اس الہام پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاشیہ رقم فرمایا ہے اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدے میں دغاباز نہ ٹھہرو۔اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے {وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ} یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح مت توڑو۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن، جلد17،صفحہ57)

پھر فرمایا:

''اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں''۔سیدھے رستے سے ہٹ گئے ہیں۔''قرآن شریف میں لکھا ہے کہ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے''۔فرمایا کہ ''دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے''۔(یعنی بے حیائی کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے)''دین کا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔بعض ایسے ہیں انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا۔اور کنیزوں اور بہائم (یعنی جانوروں) سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔یہاں کے پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی اور دوسری پہن لی۔یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں۔آپ کی زندگی دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔'' (ملفوظات۔جلد دوم،صفحہ387-388)

گھروں میں چھوٹی موٹی چپقلشیں

بعض دفعہ گھروں میں چھوٹی موٹی چپقلشیں ہوتی ہیں ان میں عورتیں بحیثیت ساس کیونکہ ان کی طبیعت ایسی ہوتی ہے وہ کہہ دیتی ہیں کہ بہو کو گھر سے نکالو لیکن حیرت اس وقت ہوتی ہے جب سسر بھی، مرد بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہے اپنی بیویوں کی باتوں میں آ کر یا خود ہی بہوؤں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ بلاوجہ بہوؤں پہ ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔پھر بیٹوں کو بھی کہتے ہیں کہ مارو اور اگر مر گئی تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور بیوی لے آئیں گے۔اللہ عقل دے ایسے مردوں کو۔ان کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ایسے مرد بزدل اور نامرد ہیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہیں سے ان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا ہے وہ جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔'' (ملفوظات۔جلد سوم،صفحہ103)

ایک دفعہ مسجد میں مستورات کا ذکر چل پڑا تو ان کے متعلق احمدی احباب میں سے سر بر آوردہ ممبر کا ذکر سنایا کہ ان کے مزاج میں اول سختی تھی عورتوں کو ایسا رکھا کرتے تھے جیسے زندان میں رکھا کرتے ہیں یعنی قید میں رکھا کرتے ہیں۔اور ذرا وہ نیچے اترتیں تو ان کو مارا کرتے۔لیکن شریعت میں حکم ہے کہ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النساء 4 : 20) نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔قصاب کی طرح برتاؤ نہ کریں'' (فرمایا کہ قصائی کی طرح برتاؤ نہ کریں)'' کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہوسکتا۔'' (ملفوظات۔جلد سوم۔صفحہ118)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے (یعنی اس کے رشتہ داروں سے بھی) نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (کشتی نوح۔روحانی خزائن، جلد19،صفحہ19)

پھر مرد کے فرائض میں سے بچوں کے حقوق بھی ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے۔ (الادب المفرد للبخاری۔ باب بر الأب لولدہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر رحم کرتا ہے؟ اس پر اس نے کہا جی حضور! تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تو اس پر کرتا ہے اور وہ خدا ارحم الراحمین ہے۔

(الادب المفرد للبخاری۔ باب رحمة العیال)

پھر حضرت ایوب اپنے والد اور اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہو۔

(جامع ترمذی۔ ابواب البر والصلة، باب فی ادب الولد)

اس ماحول میں باپوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے

تو اس زمانے میں اور خاص طور پر اس ماحول میں باپوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔صرف اپنی باہر کی ذمہ داریاں نہ نبھائیں، گھروں کی بھی ذمہ داری ہے۔اور اس کو سمجھیں کیونکہ ہر طرف سے معاشرہ اور بگاڑنے والا ماحول منہ کھولے کھڑا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے''

(بعض دفعہ بعض باپوں کو سزائیں دینے کا بہت شوق ہوتا ہے)''

گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے''۔(اپنے آپ کو حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔)

''ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد میں سزا سے کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا ہو اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے'' (کہ اگر مغلوب الغضب نہ ہو، غصے میں نہ ہو بلکہ اگر اصلاح کی خاطر سزا دینی ہو تو اس کو حق ہے) ''کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے''(یا اس کو معاف کر دے) مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور فاتر العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔

پھر فرمایا کہ:

''جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔'' (ملفوظات۔جلد اول،صفحہ 318)

اب کل ہی یہاں مسجد میں ایک واقعہ ہوا

بعض لوگ صرف اپنے بچوں تک ہی ربوبیت میں حصہ دار نہیں بنتے بلکہ دوسروں میں اور نظام میں بھی دخل اندازی کر کے اپنے آپ کو بالا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اب کل ہی یہاں مسجد میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ وقف نو کی کلاس تھی اور کینیڈا والوں کی کلاس تھی واقفین نو کی۔ تو امریکہ سے ایک شخص اپنے بچے کے ساتھ آیا ہوا تھا اور زبردستی کوشش تھی کہ میرا بچہ بھی کلاس میں بیٹھے گا اور اس حد تک مغلوب الغضب ہو گیا کہ انتظامیہ سے بھی لڑائی شروع کر دی اور بچے کو بھی ڈانٹنا اور مارنا شروع کر دیا بلکہ بچے بیچارے کو غصے میں سیڑھیوں سے نیچے پھینک دیا۔ وہ تو شکر ہے کہ اس کو چوٹیں زیادہ نہیں لگیں اور غصے میں وہ شخص اتنی اونچی بول رہا تھا کہ باہر سے مسجد کے اندر تک آوازیں آ رہی تھیں۔ تو ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا رب صرف ایک رب ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور تمہارے اس غصے سے تمہاری اس بداخلاقی سے اور تو کچھ نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ تمہارے اپنے اخلاق ظاہر ہو جائیں کہ وہ کیا ہیں۔ اس لئے استغفار کرو ورنہ ایسے لوگ پھر یاد رکھیں کہ اگر اصلاح کی کوشش نہ کی تو خود ہی اپنی بربادی کے سامان کرتے رہیں گے اور اسی میں گر جائیں گے۔

ایک روایت ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(سنن ابن ماجه۔ ابواب الادب ،باب بر الوالد)

تربیت ایسے رنگ میں کی جانی چاہئے

تو اپنے بچوں میں عزت نفس پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عزت کی جائے اس کو آداب سکھائے جائیں اس کی ایسے رنگ میں تربیت ہو کہ وہ دوسروں کی بھی عزت اور احترام کرنے والا ہو۔ اس طرح نہ اس کی تربیت کریں کہ اس عزت کی وجہ سے جو آپ اس کی کر رہے ہیں وہ خود سر ہو جائے، بگڑنا شروع ہو جائے، اپنے آپ کو دوسروں سے بالا سمجھنے، دوسروں سے زیادہ سمجھنے لگ جائے اور دوسرے بچوں کو بھی اپنے سے کم تر سمجھے اور بڑوں کا احترام بھی اس کے دل میں نہ ہو۔ تو تربیت ایسے رنگ میں کی جانی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق بھی بچے کو ساتھ ساتھ آئیں۔ تو یہ صاحب بھی جو وقف نو بچے کے باپ ہیں اپنی بھی اصلاح کریں تبھی ان کا بچہ وقف نو کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالے اور وہ ان سے بہتر سلوک کرے وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب الادب)

تو دیکھیں کس قدر خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جن کی لڑکیاں ہیں۔ انسان تو گناہگار ہے ہزاروں لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بھی قسم قسم کے راستے بخشش کے رکھے ہیں۔ تو لڑکیوں پر افسوس کرنے کی بجائے، جن کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں، ان کو شکر کرنا چاہئے اور ان کی نیک تربیت کرنی چاہئے اور ان کے لئے نیک نصیب کی دعا مانگنی چاہئے لیکن بعض دفعہ ایسے تکلیف دہ واقعات سامنے آتے ہیں کہ بعض لوگ اپنی بیویوں کو صرف اس لئے طلاق دے دیتے ہیں کہ تمہارے ہاں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو خوف خدا کرنا چاہئے۔ کیا پتہ اگلی شادی میں بھی لڑکیاں ہی پیدا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کر لو۔

(صحیح بخاری ۔کتاب الصلوۃ ، باب الصلوۃخلق القائم)

متقی خاندان کا سربراہ

تو مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔ رات کو اٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کے لئے تو ضرور اٹھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی اٹھائیں۔ جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکات کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اس وقت بارآور ہو گی، اس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہوں گے۔ صرف اٹھا کے اور ٹکریں مار کے نہیں بلکہ دعائیں بھی مسلسل کرتے رہیں اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے۔ اس لئے اپنی نمازوں میں بھی اپنی بیوی بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ (ملفوظات ،جلد پنجم ،صفحہ 456-457)

میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں

پھر آپؑ نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوسرے پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والے ہوں)۔ پھر تیسرے فرمایا کہ پھر مَیں اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر چوتھے فرمایا کہ میں اپنے مخلص دوستوں کے لئے

نام بنام دعا کرتا ہوں۔ پھر پانچویں فرمایا پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

(ملفوظات۔جلد اول، صفحہ 309)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے حقوق و فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے ہمارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں اور نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں اور جب ہمارا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا وقت آئے تو یہ تسلّی ہو کہ ہم اپنے پیچھے نیک اور دیندار اولاد چھوڑے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔

آج جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے بلکہ میرا خیال ہے اس خطبے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پروگراموں سے آپ سب کو بھی اور آپ کے بیوی بچوں کو بھی فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس مقصد کے لئے آپ آئے ہیں اس کو پورا کرنے والے ہوں۔ یعنی اپنی روحانیت کو مزید صیقل کرنے کے لئے، مزید بڑھانے کے لئے۔ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں پر اور دُرود پر بہت زور دیں۔ اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے دکھائیں، اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کریں۔ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انتظامیہ ہر وقت آپ کی خدمت پر مامور ہے۔ لیکن اگر کوئی چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہو جائیں تو صرفِ نظر کریں، معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ کی خاطر ان تین دنوں میں اگر تنگیاں برداشت کر بھی لیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کا اجر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت ملے گا۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی مثالیں قائم کریں۔ اگر کچھ لوگوں کی آپس کی رنجشیں ہیں تو ان رنجشوں کو دور کریں، ایک دوسرے کو معاف کریں اور آپس میں ایک ہو جائیں۔ اللہ کرے کہ یہ جلسہ آپ سب کے لئے پہلے سے بڑھ کر روحانی تبدیلی لانے کا باعث بنے۔ آمین۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔16 جولائی 2004ء)

(مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا جون و جولائی 2005ء)

جنت کی چابی ماؤں کے ہاتھ میں ہے

اور اس جنت کا 'کوڈ' تقویٰ اور اعمال صالحہ ہیں

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

محترمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

15 اگست 2009ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خواتین سے نہایت ایمان افروز تربیّتی خطاب سُنا۔ جس میں حضورِ انور نے فرمایا کہ جنت کی چابی ماؤں کے ہاتھ میں ہے اور اس جنت کا ''کوڈ'' تقویٰ اور اعمالِ صالحہ ہیں۔ اس خطاب کا دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اشعار لکھے گئے۔

ارشاد عرشی ملک arshimalik50@hotmail.com

صالح چلن ہو آپ کا ، اور چالِ صالحہ
گودوں سے تب ہی نکلیں گے اطفالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

قُربِ خدا نصیب میں اس ماں کے ہے ضرور
ہر پل جسے نصیب ہیں ، اشغالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

تہذیبِ مغربی کی نہ تقلید تُم کرو
پیشِ نظر رہیں سدا امثالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

اُن پر بھرے شباب میں تقویٰ کا نور ہے
تنہائی میں بھی جن کے ہیں افعالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

خوش بخت ہیں وہ بیٹیاں جن کو نصیب ہیں
دونوں طرف سے میکہ و سسرالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

پگھلو خدا کے عشق میں ہر آن ہر گھڑی
برسیں دلوں پہ ٹوٹ کے افضالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

روحانیت کی پاک فضاؤں میں تم اُڑو
مل جائیں غیب سے یہ پر و بالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

جلتا ہے اس دیئے میں پسینہ بھی خون بھی
تب جا کے ہاتھ آتے ہیں اموالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

ہر گھر میں امن و چین ہو ہر گھر میں ہو سکوں
ہر گھر پہ برکتوں کے ہوں انزالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

ہرگز کسی کا دل نہ دُکھاؤ زبان سے
نکلیں لبوں سے ہر گھڑی اقوالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

سایہ خدا کے پیار کا عؔرشی سروں پہ ہو
انفاسِ قدسیہ ملیں اظلالِ صالحہ
ماؤں تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور ''کوڈ'' اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

مومن مردوں اور مومن عورتوں کی خصوصیات، احمدی خواتین کی ذمہ داریاں اور لباس کے متعلق آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں پر حکمت نصائح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 3 جولائی 2004ء بمقام انٹرنیشنل سینٹر مسس ساگا، کینیڈا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے اٹھائیسویں جلسہ سالانہ کے موقع پر انٹرنیشنل سینٹر میں مورخہ 3 جولائی 2004ء کو بروز ہفتہ مستورات کے جلسہ گاہ میں دوسرے اجلاس سے خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ پر معارف اور ایمان افروز خطاب ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 36 کی تلاوت کی۔ ترجمہ: یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔ (سورۃ الاحزاب 33 : 36)

اگر احمدی گھر میں پیدا نہ ہوئی ہوتیں

احمدی عورت پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اُسے اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی اس وقت جو یہاں آپ سب میرے سامنے بیٹھی ہیں ان میں سے بہت بڑی اکثریت ایسی ہے جنہوں نے احمدی ماں باپ کے گھر میں جنم لیا پیدا ہوئیں۔ اس پر بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اُس نے آپ کو احمدی گھرانے میں پیدا فرمایا اور ایک بہت بڑے ابتلاء سے بچا لیا۔ کیا پتہ کہ آپ میں سے کتنی احمدی ہوتیں۔ اگر احمدی گھر میں پیدا نہ ہوئی ہوتیں تو کیا ان برکات سے فائدہ بھی اُٹھا سکتیں یا نہیں، جو اِس زمانے کے امام اور آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق کے ساتھ وابستہ ہو کر اٹھا رہی ہیں پس اگر انسان غور کرے تو اس کا رواں رواں اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر شکر کرنے لگ جاتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والی اور آپ کے ارشاد پر عمل کرنے والی بنیں اور اپنے ماحول، اپنے خاندان اور اپنے گھر والوں سے ٹکر لے کر آنحضرت ﷺ کی محبت کی وجہ سے زمانے کے امام کو قبول کیا۔ یقیناً یہ اُن کے لئے بہت ہمت اور قربانی کا کام ہے۔ ایسی کئی عورتیں مجھے مل چکی ہیں جنہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے خود احمدیت قبول کی اور پھر اپنے خاندان سے کیا کیا تکلیف اُن کو پہنچی اور برداشت کرنی پڑی اور آپ سب جو پیدائشی احمدی ہیں یا بیعت کر کے خود جماعتِ احمدیہ میں شامل ہوئی ہیں۔ اب تک آپ جماعت احمدیہ سے وابستہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

نئی نسل کی تربیت

اللہ کرے کہ یہ وابستگی ہمیشہ قائم و دائم رہے اور کبھی کسی قسم کا ابتلاء نہ آئے۔ تو بہر حال اس وابستگی کی وجہ سے آپ پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ آپ کی گودوں سے احمدیت کی نسل کو نکل کر دنیا میں پھیلنا ہے اور پھیل رہی ہے اس لئے آپ لوگوں کو اس عہد کی وجہ سے جو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس زمانے کے امام سے کیا ہے۔ نئی نسل کی تربیت کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنے ہوں گے۔ اپنا ایک مطمحِ نظر بنانا ہوگا۔ ایک مقصد بنانا ہوگا۔ اور ایک سچے احمدی مسلمان کا مقصد یہی ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھے۔ ان نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ اُس کی بنائی ہوئی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا۔ ایک مومن عورت کی جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرنی ہوں گی اس دنیا کی چکا چوند اور معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا اور نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ بلکہ جماعتِ احمدیہ کی امانتیں یعنی وہ بچے اور وہ نسلیں جو آپ کی گودوں میں پل رہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا ہے اُن کو بھی بچانا ہوگا۔ اُن کی تربیت کی طرف بھی اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ توجہ دینی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن عورت کی خصوصیات بتائی ہیں۔ ایک کامل مسلمان عورت کی جس نے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں اور نہ صرف اپنے اندر قائم کرنے ہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی رائج کرنے ہیں۔ اور جب یہ معیار قائم ہو جائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خوش ہو کہ میں نے اس کے بدلے میں تمہاری بخشش کا سامان تیار کیا ہے۔ اور بہت بڑے انعام تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں جو تمہیں اگلے جہان میں ملیں گے اور اِن اعلیٰ معیاروں کی وجہ سے تم اپنی زندگی میں بھی اپنے میں اور اپنی نسلوں میں بھی ان کو دیکھو گے۔ اس لئے صرف دنیا کی عارضی رونقوں اور خوشیوں کے پیچھے ہی نہ پڑے رہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اسے بھی پیش نظر رکھو۔

نظامِ خلافت تمہارے اندر قائم ہے

تو یہ خصوصیت کیا ہے اس کا میں مختصراً ذکر کرتا ہوں۔ جو میں نے یہ آیت پڑھی اس میں اس کا ذکر آجاتا ہے۔ فرمایا کہ کامل فرمانبرداری اختیار کرو کیونکہ اسلام نام ہے فرمانبرداری کا جب تم نے

بیعت کرلی تو جو احکامات ہیں اُن کی پوری پابندی کرو۔ نظام جو تمہارے لئے لائحہ عمل بنائے اس پر مکمل طور پر کاربند ہو۔ اور اس پر مکمل طور پر چلو۔ نظام جماعت کے لئے تمہارے دِل میں کبھی کسی قسم کا شک وشبہ یا کوئی بھی بال نہ آئے۔ نظامِ خلافت تمہارے اندر قائم ہے اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو بھی تو خلیفہ وقت کو پیش کرو اگر تم اس طرح سے اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگی گزارنے والی ہوگی تو پھر تم ایمان میں بھی ترقی کرنے والی ہوگی۔ اور جب تم ایمان میں ترقی کرو گی تو روحانیت میں بھی ترقی کر رہی ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان اور اُس کا قُرب بھی حاصل کر رہی ہوگی۔

یہ بھی تمہاری خصوصیت ہونی چاہئیے کہ تم ہمیشہ سچ بولنے والی ہو۔ کہیں یہ نہ ہو کہ تمہارا ذاتی مفاد تمہیں سچ سے دور لے جائے۔ اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی یہ نہ ہو کہ تم جھوٹ بول دو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تم اپنے دعویٰ میں سچی نہیں۔ اور جو بیعت کا اقرار تم نے کیا ہے تم اس میں سچی نہیں ہوگی۔

ساس سسر یا دادی دادا کی کمزوریاں

تو یاد رکھیں کہ اگر ماں میں غلط بیانی کی عادت ہوگی تو بچوں میں بھی وہ عادت لاشعوری طور پر پیدا ہو جائے گی۔ اور جب یہ گندی آگ لگتی ہے تو پھر باقی نیکیوں کو بھی ختم کرتی جاتی ہے۔ اس لئے سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں اور قولِ سدید سے کام لیں۔ یعنی اس حد تک سچ بولیں کہ کوئی ایسا لفظ بھی آپ کے مُنہ سے نہ نکلے جو کوئی مطلب دیتا ہو جس سے کئی مطلب نکالے جاسکتے ہوں جو چالاکی اور ہوشیاری سے آپ نے ادا کئے ہوں تاکہ ضرورت پڑے تو آپ اُس سے مکر جائیں صاف اور کھری بات کریں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بعض اوقات گھریلو مسائل میں ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو بچوں کو بڑوں سے پرے ہٹانے والی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ عورتیں ایسی باتیں بچوں کے سامنے کر جاتی ہیں۔ جن سے اُن کے ساس سسر یا دادی دادا کی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ وہ بات اس طرح نہیں ہوئی ہوتی جس طرح بیان کی جارہی ہوتی ہے۔ بلکہ ایک بہو اپنی ناراضگی کی وجہ سے جو اُس کو اپنے ساس یا سسر سے ہے توڑ مروڑ کر بات کر رہی ہوتی ہے۔ تو جب نہ صرف بچوں میں بلکہ اُس عورت کے میکے میں یہ بات پہنچتی ہے تو دونوں گھروں کے بڑوں میں بھی لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے سچ تو یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح تجزیہ کرو۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر وہ برائی کسی بڑے میں ہے بھی تو کیا اُس کا ضرور چرچا بھی کیا جائے۔ اور دُنیا کو بتایا جائے کہ فلاں بزرگ میں یہ برائی ہے۔ پردہ پوشی کا بھی حکم ہے، لحاظ کا بھی حکم ہے۔ اپنے خاندان کی عزت اور وقار رکھنے کا بھی حکم ہے۔ سچ کا یہاں یہ مطلب ہے کہ اگر تمہیں کسی ایسے معاملے میں اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے۔ کوئی معاملہ نظامِ جماعت میں پیش ہوتا ہے یا کہیں بھی پیش ہوتا ہے۔ جس میں اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے ماں باپ کے خلاف گواہی دینی پڑے تو تم اس وجہ سے پریشان نہ ہو یا جھوٹ نہ بولو کہ اس سے مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یا میرے رشتہ داروں یا عزیزوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ اُس گواہی کو پھر حوصلے سے دو۔ قرآن کریم میں تو آیا ہے کہ تم دشمن کے خلاف بھی ایسی گواہی نہ دو اور غیر قوم یا دشمن قوم بھی تم کو جھوٹ بولنے پر مجبور نہ کرے۔

صبر بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے

پھر ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ صبر بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اگر یہ تمہارے اندر پیدا ہو جائے۔ تو بہت سے گھریلو جھگڑے گھریلو، ہمسائیوں کے ساتھ بھی اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے یہ صبر کرنے کی عادت بھی اپنے اندر پیدا کرو اور اپنی اولاد کے اندر بھی پیدا کرو۔

پھر عاجزی کا وصف ہے۔ جو بہت بڑا وصف ہے۔ اگر انسان اس پر نظر رکھے تو ہمیشہ یہ احساس رہے کہ میں تو کچھ چیز نہیں۔ بڑائی کا احساس تو مقابلے کی چیز ہے۔ یعنی نسبتی مقابلہ اگر ہم اپنی نظر ذرا وسیع کر دیں اور ان نسبتوں سے آگے جا کر بھی ذرا دیکھیں جو ہمیں سامنے نظر آتی ہیں تو بڑائی کا احساس یعنی اپنے کچھ ہونے کا احساس خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ ایک پیسے والی عورت مالی لحاظ سے اپنے سے کم درجہ کی عورت کو اگر تحقیر کی نظر سے دیکھتی ہے یا اُس کو اپنے سے کم تر سمجھتی ہے اور اس کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتی ہے۔ اور پسند نہیں کرتی کہ اس کے ساتھ بیٹھے یا پاس کھڑی ہو تو پھر اس وقت حوصلہ دکھانا چاہئیے جب اُس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہو۔ اُس سے معاشی لحاظ میں بہتر عورت اُس سے اگر یہی سلوک کر رہی ہو تو حوصلہ دکھائیں تو اُس وقت جو تکلیف کا احساس جو ایک عورت کو ہو رہا ہوتا ہے۔ جب اس کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہو کہ کوئی اُسے کم نظری سے دیکھ رہا ہو تو وہی احساس آپ کو پھر دوسرے کے لئے بھی کرنا چاہئیے۔

دنیا کی چیزیں تو عارضی چیزیں ہیں

یہ احساس دوسروں کے لئے بھی پیدا ہونا چاہئیے۔ یہ احساس رہنا چاہئیے کہ یہ دنیا کی چیزیں تو عارضی چیزیں ہیں آنی جانی چیزیں ہیں نہ خاندانی وجاہت پر فخر کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ علم میں زیادہ ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر دین کے معاملے میں تو یہ بالکل ہی ناجائز ہے کہ کوئی یہ کہے کہ میں زیادہ عبادت گزار یا زیادہ نیک ہوں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی عاجز رہیں۔ یہی آپ کی بڑائی ہے۔ اور ہمیشہ عاجز بنی رہیں اور یہ عاجزی اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عاجزی کو بہت پسند فرمایا تھا اور اس لئے الہاماً یہ فرمایا تھا کہ ''تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں'' پھر ان اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والی عورتوں کے لئے ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ صدقہ کرنے والی ہوں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی ہوں۔ نیکیوں پر قائم رہنے اور بلاؤں کو دور کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ صدقہ وخیرات کی عادت ڈالیں۔ اپنی اولاد کو عادت ڈالیں اپنے بچوں کو عادت ڈالیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ نیکیوں پر قائم رہنے کی بھی توفیق دے۔ نیکیاں کرنے کی بھی توفیق دے۔ اور اس وجہ سے آپ پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کی بارشیں بھی برساتا رہے۔

نمازوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی

پھر فرمایا کہ روزہ رکھنے والی ہوں۔ یہ نہ ہو کہ بہانہ تلاش کر کر کے روزہ چھوڑنے والی ہوں۔ پھر اس کے تمام لوازمات کے ساتھ روزہ رکھنے والی ہوں چاہے وہ نفلی روزے ہوں یا فرض روزے ہوں۔ بعض دفعہ بعض نوجوانوں میں روزہ رکھنے کی تو بڑی خواہش ہوتی ہے، بہت جوش ہوتا ہے مگر پوری طرح اُس کا جو احترام ہے وہ نہیں ہو رہا ہوتا۔ بعض اپنی خوراک کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنے وزن کو maintain کرنے کے لئے فاقہ تو کر لیتی ہیں لیکن نمازوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی نوافل کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی تو یہ بھی روزہ کا ضروری حصہ ہے۔ اگر روزہ رکھا ہے تو نمازیں پڑھیں، نفل کے لئے اُٹھیں، نفل پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کرنا ضروری ہے۔ اس لئے قرآن کریم پڑھیں اور پوری توجہ سے پڑھیں اور خوب سمجھ کر پڑھیں تاکہ جو قرآن کریم کی تلاوت کرنا ضروری ہے وہ پوری

توجہ سے پڑھیں اور سمجھ کر پڑھیں تا کہ جو قرآن کریم کے اندر احکامات ہیں اس کی خوبصورت تعلیم ہے جو اس کا حسن ہے، وہ بھی آپ کو نظر آئے، تو روزے اُس وقت ہی روزے کہلا سکتے ہیں جب عبادات سے سجائے ہوئے ہوں۔ اور جب عبادات کی طرف توجہ پیدا ہو گی تو دنیاداری سے ذہن بالکل صاف ہو جائے گا۔ اور ذہن سے دنیاداری بالکل ہی نکل جائے گی۔ اور جب دنیاداری آپ کے ذہن سے نکل گئی تو آپ سمجھ لیں کہ آپ نے وہ مقصد پالیا جس کے لئے آپ پیدا کی گئی ہیں۔

تمہارے نفوس کا تزکیہ

پھر کامل ایمان والوں کی ایک نشانی بتائی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن سے بخشش کا سلوک کرے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ فروج کی حفاظت کرنے والی ہوں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد جسم کا ہر سوراخ ہے یعنی آنکھ، کان، ناک، وغیرہ ہر چیز اور منہ بھی۔ فرمایا کہ اگر اُن کی حفاظت کرلو تو تمہارے نفوس کا تزکیہ ہو گا۔ تمہارے ذہن پاک رہیں گے۔ فروج کی حفاظت کے ساتھ دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ غضِ بصر سے کام لو، یعنی نگاہیں نیچی رکھو نہ غیر مرد کو دیکھو نہ غیر ضروری چیزوں کو دیکھو جن سے ذہن میں انتشار پیدا ہوتا ہو، جس سے ذہن میں برے خیالات پیدا ہوتے ہوں۔ اگر پردہ کر کے برقعہ پہن کر ہر آنے جانے والے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیں تو پھر اُس پردے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک لباس ہے جو آپ نے پہنا ہوا ہے۔ نظروں میں حیا ہونی چاہئے نظریں نیچی رہنی چاہئیں یہ حکم ہے۔ قرآن کریم کا پردے کے بارے میں اگر ایسی حالت رکھیں گی تو خود بھی غیروں کو دیکھنے سے محفوظ رہیں گی خود بھی بہت سی برائیوں سے بچ جائیں گی اور مرد بھی جن میں بعض کو گھورنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ بھی محتاط رہیں گے۔ وہ بھی احتیاط کریں گے۔ وہ بھی ڈر کر رہیں گے۔

گندی بے ہودہ فضول فلمیں دیکھنا

اسی طرح گندی بے ہودہ فضول فلمیں دیکھنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ اگر آپ یہ دیکھ رہی ہیں، چاہے اکیلی بیٹھ کر دیکھ رہی ہیں تو تب بھی اس ماحول میں چونکہ آپ گھر میں بیٹھی دیکھ رہی ہیں۔ آپ کے ذہن کے ساتھ ساتھ آپ کے بچوں پر بھی اس کا اثر پڑ رہا ہو گا۔ بلکہ آپ کا ذہن خود ہی اس میں ڈوبتا چلا جائے گا۔ کہ آپ کو نیکی کرنے کی طرف توجہ ہی پیدا نہ ہو گی۔ اور پھر اس طرح آپ اپنے بچوں کی صحیح طرح تربیت نہیں کر سکیں گی۔ کیونکہ یہ فلمیں آپ کے خیالات کو جیسا میں نے کہا ہے پراگندہ کرنے والی ہوں گی۔ اِن کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کہ باہر تو یہ اظہار ہو کہ برقع پہن کر آ رہی ہوں۔ مسجد میں تو حجاب میں اور کوٹ میں ہوں۔ اور گھروں میں بیہودہ فلمیں دیکھی جا رہی ہوں۔ بعض گھروں سے یہ شکائتیں آتی ہیں بلکہ بعض بچے شکایت کر دیتے ہیں کہ ہماری مائیں ایسی فلمیں دیکھتی ہیں۔

پھر جیسا کہ فرمایا کان بھی فروج میں داخل ہیں، اگر آپ ایسی مجلسوں میں بیٹھتی ہیں جہاں بیہودہ گوئیاں ہو رہی ہیں دُوسروں کا ہنسی مذاق اُڑایا جا رہا ہے، یا نظام جماعت کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں یا کسی عہدے دار کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی حفاظت نہیں کر رہیں یعنی آپ اپنی فروج کی حفاظت کرنے والی نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ بھی چاہے وہاں بول رہی ہیں یا نہیں اُس استہزا میں اُس مذاق میں اُس بیہودہ مذاق میں وہاں بیٹھنے سے شامل ہو گئی ہیں اور اپنے ذہن کو گندہ کر رہی ہیں۔ بلاوجہ اور آہستہ آہستہ یہ باتیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا آپ کی تمام نیکیوں کو کھا جائیں گی۔ اس لئے ایسی مجلسوں سے بھی بچیں۔

پردے کے معاملات

کیونکہ پردے کے معاملات میں بعض دفعہ کچھ لوگ زیادہ سنجیدہ ہو جاتے ہیں، اس لئے میں پہلی بات کو دوبارہ لیتا ہوں کہ پردے کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں اُن کی ذرا تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور یہ وضاحت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اسلامی پردے سے ہرگز مُراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جائے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں یعنی اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھیں وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی ضرورت کے لئے پڑے اُن کو باہر جانا منع نہیں ہے۔ مگر نظر کا پردہ ضروری ہے۔''

نظر کا پردہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا کہ اپنی نظریں نیچی رکھو، اور ان میں حیا ہو۔

جب پردہ ہو گا تو ٹھوکر سے بچیں گے

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''آج کل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردے سے مراد زندان نہیں، یعنی قید خانہ نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ جب پردہ ہو گا تو ٹھوکر سے بچیں گے ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے یعنی ایک انصاف کرنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس کو دونوں طرف سے کسی قسم کا رجحان نہیں ہے یعنی پردے کے حق میں یا پردہ کے خلاف کہ جو انصاف سے قائم ہونے والا ہو کہ ایسی جگہ جہاں دونوں غیر مرد یا عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابہ مل سکیں، سیریں کریں، کس طرح جذباتِ نفس سے اضطرار اور ٹھوکر نہ کھائیں گے۔

بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارعِ اسلام میں وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہیں دی گئی کہ کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔

ایسے موقع پر یہ کہہ دیا جہاں اس طرح مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن سے بھگت رہا ہے یعنی کُھلی بے حیائی کی اجازت دینے سے جو یورپ میں ہے اور آپ دیکھ رہے ہوں گے، ایسی بے حیائیاں سڑک پر عموماً نظر آجاتی ہیں۔

بعض جگہ بالکل قابلِ شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو ضرور وہ چیز تباہ ہو گی۔ اندازہ کریں۔ آپ یہاں ان ملکوں میں رہتے ہیں۔ اس اخلاقی حالت کا اندازہ خود ہی کر لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے سوسال پہلے بتا دیا ہے۔ اگر اس آزادی سے ان کی عفت اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے۔ کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے۔ کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ نظر ڈالنے سے نفس کے جذبات کا اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ اور پھر جس حالت میں پردہ میں بے اعتدالیاں ہو جاتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہو گا۔ آپ جس معاشرے میں رہتے ہیں۔ اگر نظر گہری ہو تو روزانہ observe کر سکتے ہیں۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ خدا کا خوف رہا

ہے نہ آخرت کا یقین، دُنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

مردوں کی حالت درست کی جائے

پس سب سے زیادہ ضروری یہ بات ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی حالت درست کی جائے۔

ٹھیک ہے تم چاہتے ہو کہ آزاد رہو ... موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو تو گویا بکریوں کو شیر کے آگے رکھ دینا ہے۔ عورت تو بہرحال نازک ہے مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں چاہے کسی معاشرے میں ایک دو چار بھی ہو رہے ہوں وہ بہرحال قابلِ فکر ہوتے ہیں۔

اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کسی بات کے نتیجے پر غور نہیں کرتے، کم از کم اپنے کانشینس Conscience سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ اُن کے سامنے رکھا جاوے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے ضمیر سے فتویٰ لو دیکھو جو تمہارا دل کہتا ہے کہ برائی ہے تو وہ برائی بہرحال ہے۔ اگر وہ برائی نہیں ہے تو دل نہیں ٹوکے گا نہیں کہے گا، کہ کیا کر رہی ہو۔ دل میں ایسے سوال نہیں اُٹھیں گے۔

کیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شُدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ اُن کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو نظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے کہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصار ھم و یحفظوا فروجھم ط ذالک ازکیٰ لھم

(سورۃ النور 31:24)

ترجمہ: کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا کریں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا

قرآن شریف کی تعلیم تو بہرحال جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کے خیالات معاشرے میں رہ کر کچھ بگڑ گئے ہیں تو بہرحال وہ جھوٹے ہوسکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور پھر یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بکریوں کو شیر کے آگے ڈالنا ہے تو اِسی طرح ہوتا ہے اور ہو رہا ہے۔

آئے دن یہ قصے اخبار میں پڑھنے کو ملتے ہیں اور دیکھنے کو بھی ملتے ہیں اس لئے کسی بھی قسم کے کمپلیکس complex میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور اپنے دماغ سے نکال دیں اگر کوئی کمپلیکس ہے تو اور اپنی پاکدامنی کی خاطر قرآنی حکم پر عمل کریں۔ اسی میں آپ کی عزت ہے اور اسی میں آپ کا وقار ہے۔

دو طرح کے گروپ

اسلام میں ایک جگہ دو طرح کے گروپ بن گئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ اتنی چھوٹ دے دو کہ سب کچھ ہی خلط ملط ہو جائے۔

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفس سے انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اُس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جُھکا رہتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسا گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر گرتا ہے۔ اس لئے یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔

نفس کو پھسلنے سے بچانے کے لئے پردہ کرو تو اس میں صرف برقع یا حجاب کام نہ آئے گا اگر آپ برقع پہن کر مردوں کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیں، مصافحہ کرنا شروع کر دیں تو پردے کا مقصد تو فوت ہو جاتا ہے۔ پردے کا مقصد تو یہ ہے کہ نامحرم مرد اور عورت آپس میں کھلے طور پر میل جول نہ کریں۔ آپس میں نہ ملیں۔ اُن دونوں کی جگہیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اگر آپ اپنی سہیلی کے گھر جا کر اُن کے بھائیوں یا خاوندوں کے ساتھ آزادانہ ماحول میں بیٹھی ہوئی ہیں چاہے منہ کو ڈھانک کر کے بیٹھی ہوئی ہیں یا منہ ڈھانک کر کسی سے ہاتھ ملا رہی ہیں تو یہ وہ نہیں ہے جو پردے کی غرض ہے کہ نامحرم مرد عورتوں میں نہ آئے اور عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے نہ جائیں۔ ہر ایک کی مجلس علیحدہ ہو۔

بلکہ قرآن کریم میں سورۃ توبہ میں حکم ہے۔ کہ بعض ایسی عورتوں سے جو کہ بازاری قسم کی ہوں یا خیالات کو گندہ کرنے والی ہوں۔ اُن سے بھی پردہ کرو۔ اُن سے بھی بچنے کا حکم ہے۔ اس لئے احتیاط کریں اور ایسی مجلسوں سے بچیں۔

پھر لباس کا پردہ ہے

پھر لباس کا پردہ ہے جب برقع پہنیں یا حجاب لیں یا سکارف لیں یا دوپٹہ یا نقاب لیں جو بھی لے رہی ہوں تو بال چھپے ہوئے ہونے چاہئیں نظر نہ آئیں۔ ماتھا ڈھکا ہونا چاہئے ٹھوڑی تک کپڑا ہونا چاہئے۔ سامنے منہ اگر ننگا ہے تو میک اپ نہیں ہونا چاہئے۔ بعض پیشوں یا کام میں منہ ننگا کرنا پڑ جاتا ہے بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ کوئی بیمار ہے کسی کو سانس ٹھیک نہیں آ رہا تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔ تو پھر اس طرح بناؤ سنگھار بھی نہیں ہونا چاہئے۔ سکولوں، کالجوں میں بھی لڑکیاں جاتی ہیں اگر کلاس روم میں پردہ سکارف لینے کی اجازت نہیں بھی ہے تو کلاس روم سے باہر نکل کر فوراً لے لینا چاہئے۔ نہ یہ دھوکا ہے، نہ یہ منافقت ہے۔ اُس سے آپ کے ذہن میں یہ احساس رہے گا کہ میں نے پردہ کرنا ہے اور آئندہ زندگی میں پھر یہ آپ کی پختہ عادت ہو جائے گی اور اگر چھوڑ دیا تو پھر بالکل چھوٹ پڑتی چلی جائے گی۔ اور پھر کسی بھی وقت اس کی پابندی نہیں ہوگی۔ اور پھر جو حیا ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر کسی بھی وقت اُس کی پابندی نہیں ہوگی۔

آپ کا تقدس اسی میں ہے

اور پھر کسی فنکشن function میں اپنے عزیز رشتہ داروں کے درمیان بھی آئیں مثلاً کسی شادی بیاہ وغیرہ میں تو ایسا لباس نہ ہو جس میں جسم اٹریکٹ attract کرتا ہو یا اچھا لگتا ہو یا جسم نظر آتا ہو آپ کا تقدس اسی میں ہے کہ

اسلامی روایات کی پابندی کریں اور دنیا کی نظروں سے اپنے آپ کو بچائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت ابوبکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اس سے اعراض کیا یعنی اِدھر اُدھر ہونے کی کوشش کی اور فرمایا: اے اسماء! عورت جب بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو یہ مناسب نہیں کہ اُس کے منہ اور ہاتھ کے علاوہ کچھ نظر آئے۔ اور آپ نے اپنے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے یہ بتایا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکیاں جب تم اپنا لو تو یہ خصوصیات جو ایک مومنہ عورت میں ہونی چاہئے اختیار کر لو اور پھر ان کو چمکانے کے لئے ان کو مزید پالش کر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرو اُس کو اُٹھتے بیٹھتے یاد رکھو۔ اُس کی محبت، اُس کی خشیت اپنے دلوں میں قائم کرو۔ اُس کی عبادت کی طرف توجہ دیتی رہو۔ جب تم یہ معیار حاصل کر لو گی پھر تم یہ سمجھو کہ تم دنیا کی غلاظتوں سے بچ گئی اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہوگئی اور پھر ایسی عورتوں کو اللہ کا رسول بہت بڑی خوش خبری دیتا ہے بلکہ ضمانت دیتا ہے۔

(باقی صفحہ نمبر 55)

اگر اپنے بچوں کو معاشرہ کی گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں

کینیڈا اور دوسرے مغربی ملکوں میں شادیوں کے بعد میاں بیوی کے درمیان تلخیاں پیدا ہونے اور عائلی جھگڑوں کے

افسوسناک واقعات میں اضافہ پر تشویش کا اظہار اور ان تلخیوں کو مٹانے اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کے لئے نہایت اہم تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 24 جون 2005ء بمطابق 24 احسان 1384 ہجری شمسی بمقام انٹرنیشنل سینٹر، ٹورانٹو، کینیڈا

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور اس خطبہ کے ساتھ ہی آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ جلسہ آپ کے لئے، تمام شامل ہونے والوں کے لئے اور کسی مجبوری کی وجہ سے نہ شامل ہونے والوں کے لئے بھی بے شمار برکات کا حامل بنائے، بے شمار برکات لانے والا ہو، پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو۔ سب کو تقویٰ میں بڑھانے والا ہو اور جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا اس کو پورا کرنے والا ہو۔ ہمیشہ ہمارے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قیام اور اس کے حکموں پر عمل کرنا ہو۔ اور اس کے لئے ہم اپنے آپ میں بھی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ تعلیم جاری رکھنے والے ہوں۔

ان جلسوں کا مدعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان جلسوں کا مدعا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ ... ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں''۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 394-395)

جب ذہن میں ہر وقت، ہر لحہ، خدا، خدا اور خدا رہے

تو یہ ہیں وہ مقاصد جن کے حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں آواز دی ہے۔ آخرت کی طرف انسان تب ہی جھک سکتا ہے جب دل میں خدا کا خوف اس طرح ہو کہ اس کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور جب یہ خیال یقین میں بدل جائے گا کہ وہ خدا ایک ہے، مجھے پیدا کرنے والا بھی ہے، مجھے پالنے والا بھی ہے، مجھے دینے والا بھی ہے، میرے کام میں یا میرے کاروبار میں برکت بھی اسی کے فضل سے پڑتی ہے۔ اگر اس کی عبادت کرنے والا رہا، اگر اس کے آگے جھکنے والا رہا، تو اس کی نعمتوں سے حصہ پاتا رہوں گا۔ اگر میرے اندر نیکیوں پر قائم رہنے کی رُوح رہی تو مَیں اس کے فضلوں کا وارث بنتا رہوں گا۔ اگر اس کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے، تقویٰ پر چلتے ہوئے، اس کے حقوق بھی ادا کرتا رہا اور اس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا رہا تو اس کے انعاموں سے حصہ پانے والا ہوں گا۔ اگر یہ سوچ رہی تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ضرور اپنے انعاموں سے نوازتا رہے گا۔ لیکن یہ تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے معیار اُس وقت قائم ہوتے ہیں جب اُس کے تمام حکموں پر عمل ہو رہا ہو۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہی بات کہ اُس وقت ہوتا ہے جب ذہن میں ہر وقت، ہر لحہ، خدا، خدا اور خدا رہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا ترسی بھی رہے گی، پرہیزگاری بھی رہے گی، اللہ کی مخلوق کے لئے نرم جذبات بھی رہیں گے، آپس میں محبت بھی رہے گی۔ اور جب یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ایک نمونہ بن سکیں گے۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا یہ نمونے ہم اپنے اندر قائم کر رہے ہیں یا قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے آپس میں محبت اور بھائی چارے کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں جن کی توقع ہم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے؟ کیا ہم نے اپنے اندر عاجزی کے اعلیٰ معیار قائم کر لئے ہیں؟ کیا ہمارے اندر وہ روح پیدا ہو چکی ہے جب ہم کہہ سکیں کہ ہم اپنی ضرورتوں کو اپنے بھائی کی ضرورتوں پر قربان کر سکتے ہیں؟ کیا ہمارے اندر اتنی عاجزی اور انکساری پیدا ہو گئی ہے کہ ہم اپنے آپ کو سب سے کم تر سمجھیں اور جہاں خدمت کا موقع ملے اس سے کبھی گریز نہ کریں؟ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جب ہم کہہ سکیں کہ اگر ہمیں اپنے عزیزوں کے خلاف یا اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑی تو دیں گے اور سچ کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے؟ کیا ہم دینی ضروریات کے لئے ہر وقت تیار ہیں؟ یا صرف دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ ہی ہے جو ہم لگا رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا کہیں یہ تو نہیں کہ

دعویٰ تو ہم یہ کر رہے ہوں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مَیں کسی کو دوست بناؤں اور چھوٹے چھوٹے بت مَیں نے اپنے دل میں بسائے ہوں، پانچ وقت نمازوں میں سستی دکھائی جا رہی ہو۔ اور یہ سستی اکثر مَیں نے دیکھا ہے، دکھائی جاتی ہے۔

مَیں نے بعض دفعہ ملاقاتوں میں جائزہ لیا ہے کہ نمازوں کی طرف باقاعدگی سے متعلق اگر پوچھو کہ توجہ ہے کہ نہیں تو اکثر یہ جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں یا پھر کوئی گول مول سا جواب دے دیتے ہیں۔ حالانکہ نمازوں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ باجماعت ادا کرو۔ اور نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔ جیسا کہ فرمایا۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

(النساء4:104)

یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مَیں طبعاً اور فطرتاً اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اور نماز مَوْقُوْتَہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں۔'' (الحکم جلد نمبر 6 نمبر 35 مورخہ یکم اکتوبر 1902ء صفحہ 14۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود ﷺ جلد 2، صفحہ 264)

نمازوں میں اکثر سستی

ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو وقت مقررہ تو علیحدہ رہا، نمازوں میں اکثر سستی کر جاتے ہیں۔ کیا ایسا کر کے ہم اس حکم پر عمل کر رہے ہیں کہ:

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ○ (سورۃ البقرۃ 2:239)

تو نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ اور اللہ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔

پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے اور انہیں وقت مقررہ پر ادا کرنا چاہئے۔ اگر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔ کاموں کے عذر کی وجہ سے دوپہر کی یا ظہر کی نماز اگر آپ چھوڑتے ہیں تو نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ خدا کے مقابلے میں اپنے کاموں کو، اپنے کاروباروں کو اپنی حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں۔ اور اگر فجر کی نماز تم نیند کی وجہ سے وقت پر ادا نہیں کر رہے تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور ہم اس کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اسی طرح کوئی بھی دوسری نماز اگر عادتاً یا کسی جائز عذر کے بغیر وقت پر ادا نہیں ہو رہی تو وہی تمہارے خلاف گواہی دینے والی ہے کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم خدا کا خوف رکھنے والے ہیں لیکن عمل اس کے برعکس ہے۔ اور جب یہ نمازوں میں بے توجہگی اسی طرح قائم رہے گی اور نمازوں کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو پھر یہ رونا بھی نہیں رونا چاہئے کہ خدا ہماری دعائیں نہیں سنتا۔

نمازوں کی حفاظت اور نگرانی

نمازوں کی حفاظت اور نگرانی ہی اس بات کی ضامن ہوگی کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو گناہوں اور غلط کاموں سے پاک رکھے۔ ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقیناً ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔ اس کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح ہمارے والدین کرتے ہیں۔ اور جب یہ بات ان بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے گی، بیٹھ جائے گی کہ ہم نے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو پھر والدین کو یہ چیز اس فکر سے بھی آزاد کر دے گی کہ اس مغربی معاشرے میں جہاں ہزار قسم کے کھلے گند اور برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ہر وقت والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے اس گند میں کہیں گر نہ جائیں۔ دعا کے لئے لکھتے ہیں، کہتے بھی ہیں اور خود کوشش بھی کرتے ہوں گے، دعا بھی کرتے ہوں گے۔ اگر اپنے بچوں کو ان گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں۔ کیونکہ اب ان غلاظتوں اور اس گند سے بچانے کی ضمانت ان بچوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دے رہی ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

(سورۃ العنکبوت 29:46)

یعنی یقیناً نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

انعام پانے والے لوگ

گویا ان نمازوں کی حفاظت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان نمازوں کے ذریعہ سے ضمانت دے دی ہے کہ خالص ہو کر میرے حضور آنے والے اب میری ذمہ داری بن گئے ہیں کہ مَیں بھی اس دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں سے ان کی حفاظت کروں اور ان کو نیکیوں پر قائم رکھوں، تقویٰ پر قائم رکھوں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو تقویٰ پر قائم ہوں، جو میرے پاکباز لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو میرا انعام پانے والے لوگ ہیں۔ پس یہ سب سے بنیادی چیز ہے جس کی ٹریننگ اور جس کے کرنے کا عزم آپ نے ان جلسے کے دنوں میں کرنا ہے۔ جو نمازوں میں کمزور ہیں انہوں نے ان دنوں میں اس کا حق ادا کرتے ہوئے اس میں باقاعدگی اور پابندی اختیار کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہو کہ ان دنوں میں جلسے کی وجہ سے یا میرے دورہ کی وجہ سے، دوسری مصروفیات کی وجہ سے چند دنوں کے لئے نمازیں جمع کر کے پڑھائی جاتی ہیں۔ تو بچوں کے ذہنوں میں یا نوجوانوں کے ذہنوں میں یا بعض سست لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات نہ رہ جائے کہ یہ نمازیں جمع کر کے پڑھنا ہی ہماری زندگی کا مستقل حصہ ہے بلکہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نمازیں وقت مقررہ پر ادا کرو تو اس کے مطابق ادا ہونی چاہئیں۔ سوائے اس کے کہ مسافر ہوں یا دوسری جائز ضرورت ہو، جس طرح مثلاً آج کل یہاں بعض شہروں میں سورج سوا نو بجے یا ساڑھے نو بجے یا بعض جگہ پونے دس بجے غروب ہوتا ہے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھالی جاتی ہیں۔ لیکن جب وقت بدل جائیں گے تو پھر وقت پہ ادا ہونی چاہئیں۔ تو بہر حال دین میں آسانی ہے اس لئے سہولت میسر ہے لیکن فکر کے ساتھ نمازیں ادا کرنا بہر حال ضروری ہے۔ اور یہ ہمیشہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ یہ آسانی دنیا داری یا سستی کی وجہ سے نہ ہو۔

نمازوں میں 'کمزور لوگ'

یہ جو مَیں نے کہا تھا کہ نمازوں میں 'کمزور لوگ'۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بے وقت اور جمع کر کے نمازیں پڑھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو پوری پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھتے۔ انہیں بھی ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جبکہ دعاؤں کا ماحول ہے، اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہوئے یا تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ہر قدم پر یہاں شیطان کھڑا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بندے کو دور لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف جہاد کریں۔ اللہ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کا اوڑھنا بچھونا عبادت تھی آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ اس کا ایک روایت میں یوں ذکر آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری عزت کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو وہ ذات ہے جو مرنے والی نہیں جبکہ جن وانس مر جائیں گے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر)

انسان کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کے لئے اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے، اس کی پناہ میں آنے کے لئے، شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنے کے لئے کہ وہ قائم رہنے والی، قائم رکھنے والی ذات ہے، باقی سب کچھ فنا ہونے والی چیزیں ہیں استغفار کرتے ہوئے اس کی پناہ میں آئیں۔ اس کا عبادت گزار بندہ بننے کے لئے اس کا فضل مانگتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر فضل فرمائے اور ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے۔ جب عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم ہو جائیں گے یا یہ معیار حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے کوشش شروع ہو جائے گی تو باقی نیکیاں بھی جو انسان کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں ان کی طرف بھی توجہ پیدا ہونی شروع ہو جائے گی اور وہ، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا ہو، نمازوں کی ادائیگی کرنے والا ہو اور پھر یہ بھی ہو ساتھ کہ بندوں کے حقوق مارنے والا بھی ہو۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے اس دعویٰ کے خلاف ہے۔ اگر بظاہر بعض نمازی ایسے نظر آتے ہیں جو نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن لوگوں کے حقوق بھی غصب کرنے والے ہوتے ہیں، حقوق مارنے والے ہوتے ہیں تو وہ ان نمازیوں میں شامل نہیں ہیں جو خالص ہو کر اللہ کو پکارتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اس زمرے میں شامل ہو جائیں گے جن کے بارے میں فرمایا کہ:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (سورة الماعون 5:107)

یعنی ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تو نمازیوں کو، جو نماز کا حق ادا کرنے والے ہیں، نیکیوں پر چلاتا ہوں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس فکر کے ساتھ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور ہمیشہ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دیتے رہنا چاہئے اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ آپس میں محبت اور اخوت کی فضا پیدا ہو، بھائی چارے کی فضا پیدا ہو۔

نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں ایک دوسرے کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ تو تقویٰ کا اعلیٰ معیار تبھی قائم ہو سکتا ہے جب پیار، محبت اور عاجزی اور ایک دوسرے کی خاطر قربانی کی روح پیدا ہو۔ کیونکہ جس میں اپنے بھائی کے لئے محبت نہیں اس میں تقویٰ بھی نہیں۔ جس میں انکسار نہیں وہ بھی تقویٰ سے خالی ہے۔ جس دل میں اپنے بیوی بچوں کے لئے نرمی نہیں وہ بھی تقویٰ سے عاری ہے۔ جو بیوی یا خاوند ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ بھی تقویٰ سے خالی ہیں۔ جو عہدیدار اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں وہ بھی تقویٰ سے خالی ہیں۔ غرض کہ جو دل بھی اپنی انا اور تکبر یا کسی بھی قسم کی بڑائی دل میں لئے ہوئے ہے وہ تقویٰ سے عاری ہے۔ جو بھی اپنے علم کے زعم میں دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے وہ تقویٰ سے خالی ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی عبادتوں کے ساتھ ساتھ عاجزی اور انکساری دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی عزت کرتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں، ان کے حقوق ادا کرتے ہیں، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف ہے، صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت نے اس کی مخلوق سے محبت پر بھی ان کو مجبور کیا ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بے انتہا انعام پانے والے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایک حدیث میں اس بارے میں ذکر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ اور آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے مَیں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب. باب فضل الحب فی اللہ تعالی)

تو دیکھیں جو لوگ خدا تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے، اس کے رعب اور اس کی عظمت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کے دل اس خوف سے کانپتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کے حقوق ادا نہ کر کے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بن جائیں۔ ایسے بندے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہیں۔

دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری

پس یہ وہ روح ہے جو ہر احمدی کے دل میں پیدا ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد آپ ہی وہ قوم ہیں جن پر دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی خواہش ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی چاہتے ہیں تو پھر اللہ کی مخلوق سے محبت بھی اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے اور اپنے انجام بخیر کے لئے اور اس کے سایہ رحمت میں جگہ پانے کے لئے کرنی ہوگی۔ اور جلسے کے یہ دن اس بات کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے ٹریننگ کے طور پر ہیں۔

آج سے ہی ہر دل میں یہ ارادہ ہونا چاہئے

اس کی ابتدا آج سے ہی ہو جانی چاہئے۔ آج سے ہی ہر دل میں یہ ارادہ ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں، اپنے معیار اونچے کرنے ہیں۔ جو ناراض ہیں وہ ایک دوسرے کو گلے لگائیں، جو روٹھے ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے کو منائیں۔ جنہوں نے گلے شکوے دلوں میں بٹھائے ہوئے ہیں وہ ان گلوں شکووں کو اپنے دلوں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ اور ان دنوں میں عبادتوں کے ساتھ ساتھ محبتیں بانٹنے کی بھی ٹریننگ حاصل کریں۔ یہ عہد کریں کہ پرانی رنجشوں کو مٹا دیں گے۔ ایک دوسرے کے گلے اس نیت سے لگیں کہ پرانی رنجشوں کا ذکر نہیں کرنا۔ ایک دوسرے سے کی گئی زیادتیوں کو بھول جانا ہے۔ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی بلکہ حقیقی مومن بن کر رہنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی گئی عبادتیں بھی قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور اللہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کی گئی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگیاں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق مومن بن جائیں۔ تبھی ہم مومن بن سکتے ہیں جب یہ باتیں اپنے اندر پیدا کریں گے

جن کے بارے میں ایک روایت میں اس طرح ذکر آتا ہے۔
حضرت عامر کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والأدب ۔باب تراحم المومنین وتعاطفهم وتعاضدهم)

خدا کرے آپ لوگ اپنے ماحول میں پیدا ہوتی ہوئی برائیوں کو ایک جسم کی طرح دیکھنے اور محسوس کرنے کے قابل ہو جائیں۔

کینیڈا میں بڑی تیزی کے ساتھ

مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کینیڈا میں بڑی تیزی کے ساتھ شادیوں کے بعد میاں بیوی کے معاملات میں تلخیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور میرے خیال میں اس میں زیادہ قصور لڑکے، لڑکی کے ماں باپ کا ہوتا ہے۔ ذرا بھی ان میں برداشت کا مادہ نہیں ہوتا۔ یا کوشش یہ ہوتی ہے کہ لڑکے کے والدین بعض اوقات یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ بیوی کے ساتھ انڈر سٹینڈنگ (Understanding) نہ ہو۔ اور ان کا آپس میں اعتماد پیدا نہ ہونے دیا جائے کہ کہیں لڑکا ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ یا پھر اس لئے بھی رشتے ٹوٹتے ہیں کہ بعض پاکستان سے آنے والے لڑکے، باہر آنے کے لئے رشتے طے کر لیتے ہیں اور یہاں پہنچ کر پھر رشتے توڑ دیتے ہیں۔ کچھ بھی ایسے لوگوں کو خوف نہیں ہے۔ ان لڑکوں کو کچھ تو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے، جن کے ساتھ آپ کے رشتے طے ہوئے، آپ پر احسان کیا ہے کہ باہر آنے کا موقع دیا۔ تعلیمی قابلیت تمہاری کچھ نہیں تھی۔ ایجنٹ کے ذریعے سے آتے تو 15-20 لاکھ روپیہ خرچ ہوتا۔ مفت میں یہاں آ گئے۔ کیونکہ اکثر یہاں آنے والے لڑکے ٹکٹ کا خرچہ بھی لڑکی والوں سے لے لیتے ہیں۔ تو یہاں آ کر پھر یہ چالاکیاں دکھاتے ہیں۔ یہاں آ کر رشتے توڑ کر کوئی اپنی مرضی کا رشتہ تلاش کر لیتا ہے یا پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق بعض رشتے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دوسری بیہودگی میں پڑ جاتے ہیں۔ اور پھر ایسے لڑکوں کے ماں باپ بھی ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں، چاہے وہ یہاں رہنے والے ہیں یا پاکستان میں رہنے والے ماں باپ ہیں۔

پھر بعض مائیں ہیں جو لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں اور لڑکے سے مختلف مطالبے لڑکی کے ذریعے کرواتی ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرنا چاہئے ایسے لوگوں کو۔ پھر بعض لڑکے، لڑکیوں کی جائیدادوں کے چکر میں ہوتے ہیں۔ بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی بجائے اس کے کہ بچوں کی خاطر قربانی دیں قانون سے فائدہ اٹھا کر علیحدگی لے کر جائیداد ہڑپ کرتے ہیں۔ اور اگر بیوی نے بیوقوفی میں مشترکہ جائیداد کر دی تو جائیداد سے فائدہ اٹھایا اور پھر بچوں اور بیوی کو چھوڑ کر چلے گئے۔

کینیڈا سمیت مغربی ملکوں میں

کچھ مرد غلط اور غلیظ الزام لگا کر بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ایسے لوگوں کا تو قضا کو کیس سننا ہی نہیں چاہئے جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کو سیدھا انتظامی ایکشن لے کر امیر صاحب کو اخراج کی سفارش کرنی چاہئے۔ غرض کہ ایک گند ہے جو کینیڈا سمیت مغربی ملکوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ اور پھر اس طبقے کے لوگ ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ بعض بچیوں کے جب دوسری جگہ رشتے ہو جاتے ہیں تو ان کو تڑوانے کے لئے غلط قسم کے خط لکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی خوف نہیں ایسے لوگوں کو۔ اللہ تعالیٰ کے عظمت وجلال کی ان کو کوئی بھی فکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت سے دور رہنے کی ان کو کوئی بھی پروا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اور بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں اور اس تکلیف پر ایک جسم کی طرح، جس طرح جسم کا کوئی عضو بیمار ہونے سے تکلیف ہوتی ہے اُسے محسوس کریں، بے چینی کا اظہار کریں وہ بے حسی میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مومنوں کو یہ فرما رہے ہیں کہ ایک لڑی میں پروئے جانے کے بعد تم ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرو۔ میاں بیوی کا بندھن تو اس سے بھی آگے قدم ہے۔ اس سے بھی زیادہ مضبوط بندھن ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ کے نیچے

یہ تو ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر تم یہ اقرار کرتے ہو کہ ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم اس اقرار کے ساتھ ان کے لئے اپنے عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہو کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم ہر وقت اس فکر میں رہیں گے کہ ہم کن کن نیکیوں کو آگے بھیجنے والے ہیں۔ وہ کون سی نیکیاں ہیں جو ہماری آئندہ زندگی میں کام آئیں گی۔ ہمارے مرنے کے بعد ہمارے درجات کی بلندی کے کام بھی آئیں۔ ہماری نسلوں کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے کام بھی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ کے نیچے یہ عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خبیر ہے۔ جو کچھ تم اپنی زندگی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرو گے یا کر رہے ہو گے دنیا سے تو چھپا سکتے ہو لیکن خدا تعالیٰ کی ذات سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ دلوں کا حال بھی جاننے والا ہے۔ دنیا کو دھوکا دے سکتے ہو کہ میری بیوی نے یہ کچھ کیا تھا یا بعض اوقات بیویاں خاوند پہ الزام لگا دیتی ہیں لیکن (اکثر صورتوں میں بیویوں پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے) لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مرد، عورت کو دھوکا دیتے ہیں۔ لڑکیاں بھی بعض اس زمرے میں شامل ہیں لیکن ان کی نسبت بہت کم ہے۔ اور پھر عہدیدار بھی غلط طور پر مردوں کی طرفداری کی کوشش کرتے ہیں۔ عہدیداروں کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں کہ اپنے رویّوں کو بدلیں۔ اللہ نے اگر ان کو خدمت کا موقع دیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ نہ ہو کہ ایسے تقویٰ سے عاری عہدیداروں کے خلاف بھی مجھے تعزیری کارروائی کرنی پڑے۔

مرد کو اللہ تعالیٰ نے قوّام بنایا ہے، اس میں برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے اعصاب زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر چھوٹی موٹی غلطیاں، کوتاہیاں ہو بھی جاتی ہیں تو ان کو معاف کرنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک صحابی کی اپنی بیوی سے سختی کی باتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ جو صحابہ پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات پر اس قدر رنج اور غصہ تھا کہ ہم نے کبھی ایسی حالت میں آپ کو نہیں دیکھا۔ ایک اور صحابی اس مجلس میں بیٹھے تھے جو اپنی بیوی سے اسی طرح سختی سے پیش آیا کرتے تھے، ان کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ حالت دیکھ کر اس مجلس سے اٹھے، بازار گئے، بیوی کے لئے کچھ تحفے تحائف لئے اور گھر جا کر اپنی بیوی کے سامنے رکھے اور بڑے پیار سے اس سے باتیں کرنے لگے۔ بیوی حیران پریشان تھی کہ آج ان کو ہو کیا گیا ہے۔ یہ کایا کس طرح پلٹ گئی، اس طرح نرمی سے باتیں کر رہے ہیں۔ آخر ہمت کرکے پوچھ ہی لیا، پہلے تو جرأت نہیں پڑتی تھی۔ کہنے لگے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو بیویوں پر سختی کرنے کی وجہ سے بہت غصے کی حالت میں دیکھا ہے۔اس سے پہلے کہ میری شکایت ہو مَیں اپنی حالت بدلتا ہوں۔

معاشرے میں جو تلخیاں ہیں وہ دور ہو سکتی ہیں

تو دیکھیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نمونہ بنیں۔ان صحابی نے فوراً توبہ کی اور نمونہ بننے کی کوشش کی۔آج آپ میں سے اکثریت بھی جو یہاں بیٹھی ہوئی ہے یا کم از کم کافی تعداد میں یہاں لوگ ایسے ہیں جو ان صحابہ کی اولاد میں سے ہیں جنہوں نے بیعت کے بعد نمونہ بننے کی کوشش کی اور بنے۔آپ بھی اگر اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ نیکیاں اختیار کریں۔آج عہد کریں کہ ہم نے نیکی کے نمونے قائم کرنے ہیں۔اپنی بیویوں کے قصور معاف کرنے ہیں۔ اور جو لڑکی والے ہیں زیادتی کرنے والے، وہ عہد کریں کہ لڑکوں کے قصور معاف کرنے ہیں۔تو ان جھگڑوں کی وجہ سے جو مختلف خاندانوں میں، معاشرے میں جو تلخیاں ہیں وہ دور ہو سکتی ہیں۔اگر ایسی چیزیں ختم کر دیں اگر ان عائلی جھگڑوں میں، میاں بیوی کے جھگڑوں میں علیحدگی تک بھی نوبت آ گئی ہے تو ابھی سے دعا کرتے ہوئے، اس نیک ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعاؤں پر زور دیتے ہوئے، ان پھٹے دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں۔اور اسی طرح بعض اور وجوہ کی وجہ سے معاشرے میں تلخیاں پیدا ہوتی ہیں۔جھوٹی اناؤں کی وجہ سے جو نفرتیں معاشرے میں پنپ رہی ہیں یا پیدا ہو رہی ہیں ان کو دور کریں۔ایک دوسرے کی غلطیوں اور زیادتیوں اور کوتاہیوں سے پردہ پوشی کو اختیار کریں۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ان کی برائیاں مشہور کرنے کی بجائے پردہ پوشی کا راستہ اختیار کریں۔ہر ایک کو اپنی برائیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔اللہ کا خوف کرنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے یکا و تنہا چھوڑتا ہے۔جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روی میں لگا رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے۔اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے مصائب میں سے ایک مصیبت اس سے کم کر دے گا۔اور جو کسی مسلمان کی ستاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الأدب، باب المواخاۃ)

پس اپنے دل میں ہر وقت یہ خیال رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جو علیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔اس کو سب علم اور خبر ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے۔اگر اس نے آپ کی برائیوں کو دنیا پر ظاہر کر دیا تو آپ کا کیا حال ہوگا۔اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ ستاری فرمائے تو اس سے زیادہ اور بڑی چیز کیا ہو سکتی ہے۔انسان گناہگار ہے، غلطی کا پتلا ہے اس سے اگر اللہ تعالیٰ حساب کتاب لینے لگ جائے اور ستاری نہ فرمائے تو کیا رہ جاتا ہے۔

آپس میں ایسی محبت پیدا کریں

پس آپس میں ایسی محبت پیدا کریں کہ دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔دوسرے کی ضروریات کو اس لئے پورا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورتیں بھی خدا تعالیٰ پوری فرماتا رہے گا۔دوسروں کی تکلیف دور کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کی بھی تکلیفیں دور فرمائے گا۔اور سب سے بڑی بات جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ قیامت کے دن ستاری ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زمرے میں شامل فرمائے جن سے ہمیشہ ستاری اور مغفرت کا سلوک ہوتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق آپ کی خواہش کے مطابق ایسی جماعت بنے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بھی ہو اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہو۔آپس میں محبت اور اخوت کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والی بھی ہو۔

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔''

(آسمانی فیصلہ۔روحانی خزائن ،جلد 4 ،صفحہ 351)

ہر ایک کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور یہ ماحول تو یہاں میسر آ گیا ہے کہ ان تین دنوں میں دنیاداری سے ہٹ کر خالص اللہ کے ہوتے ہوئے اس کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی محبت، سب محبتوں پر غالب آ جائے۔اور یہ محبت اس وقت تک غالب نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کی محبت ٹھنڈی نہ ہو جائے۔اگر نمازیں پڑھ رہے ہیں اور اس طرح جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں کہ دنیا کے کام کا حرج نہ ہو جائے تو یہ تو انقطاع نہیں ہے۔یہ تو دنیا سے تعلق توڑنے والی بات نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ دنیاوی کاموں کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ یہ بھی ناشکری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کام کے جو موقعے دیئے ہیں ان سے پورا فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

احمدی کی دنیاداری بھی دین کی خاطر

لیکن اگر یہ کام، یہ کاروبار، یہ جائیدادیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہیں تو پھر ایسے کام بھی، ایسی ملازمتیں بھی، ایسے کاروبار بھی ایسی جائیدادیں بھی پھینک دینے کے لائق ہیں۔اگر ملازمتوں میں، کاروباروں میں خدا تعالیٰ کو بھلا کر دھوکے اور فراڈ کئے جا رہے ہیں تو ایسے کاروبار اور ایسی ملازمتوں پر لعنت ہے۔لیکن اگر یہی کام، یہی کاروبار، یہی جائیدادیں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کا باعث بن رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا باعث بن رہی ہیں تو یہی چیزیں ہیں جو بندے کو خدا تعالیٰ کے سایہ رحمت میں رکھ رہی ہیں اور سایہ رحمت میں رکھنے کے قابل بنا رہی ہیں۔پس احمدی کی دنیاداری بھی دین کی خاطر ہونی چاہئے۔پھر ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس

کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔'' (ملفوظات، جلد4، صفحہ 99)

پس ہم میں سے ہر ایک اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے کہلا سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد اعلیٰ اخلاق بھی اپنائے جائیں۔ دراصل تو اعلیٰ اخلاق بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہی ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ اخلاق بھی تقویٰ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر اپنی محبت اور اس کے نتیجے میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذاتی رنجشوں کو جماعتی رنگ

اور جن برائیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے ان سے مکمل بچنے والے ہوں اپنے دلوں کو کینوں اور بغضوں سے پاک کرنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی رنجشوں کو جماعتی رنگ دینے والے نہ ہوں۔ کسی عہدیدار سے ذاتی عناد یا رنجش کی وجہ سے اس عہدیدار کی حکم عدولی کرنے والے نہ ہوں۔ اور اسی طرح عہدیداران بھی اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی کے خلاف ایسی کارروائی نہ کریں جس سے ان کے عہدے کا ناجائز استعمال ظاہر ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو موقع دیا ہے کہ وہ جماعتی عہدیدار بنایا گیا ہے اس پر خدا کا شکر کریں، نہ کہ اس وجہ سے گردنیں اکڑ جائیں اور تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے۔ جماعتی عہدیداران کو اپنی عبادتوں میں بھی اور اعلیٰ اخلاق میں بھی ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ عاجزی اور انکساری کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ عدل اور انصاف کے بھی تمام تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ پس جہاں ایک عام احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے، صبر سے کام لے، ایک دوسرے کے قصوروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق جماعت کا فرد بنے تا کہ دشمن کے ہنسی ٹھٹھا سے بھی بچے۔ کیونکہ جب احمدی اتنے دعووں کے بعد ایسی غلطیاں کرتا ہے تو دشمن کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے، مخالفین کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے۔ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی غیرت رکھتا ہے ایسی حرکتوں کی وجہ سے وہ احمدی جس نے دشمن کو ہنسی کا موقع دیا اللہ تعالیٰ کے قرب سے گر جاتا ہے۔ تو جب ایک عام احمدی کی ایسی حرکتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا تو جو عہدیدار ہیں وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں زیادہ ہیں۔ اس لئے ان کو اور زیادہ استغفار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا اہل بنائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر سکیں۔

جلسے کے تمام پروگرام

اور یہ جلسے کے جو دن ہمیں میسر آئے ہیں ان کو کھیل کود اور گپیں لگانے اور مجلسیں لگانے میں ضائع کرنے کی بجائے دعاؤں اور اپنی اصلاح کی کوشش میں گزاریں۔ جلسے کے تمام پروگرام کسی نہ کسی رنگ میں علم اور روحانیت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اس سوچ میں نہ رہیں کہ فلاں مقرر اچھی تقریر کرتا ہے اس کی تقریر سننی ہے اور فلاں کی نہیں سننی، بلکہ تمام پروگرام سنیں۔ خواتین بھی اپنی گپوں کی محفلوں کی بجائے ان دنوں کو روحانیت بڑھانے میں صرف کریں کیونکہ ان کی مجلسیں زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔ دعاؤں میں وقت گزاریں۔ اپنے لئے، اپنے بچوں کے لئے، جماعت کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعائیں کریں۔ اس سے بھی تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔ جن کے خلاف ایک دوسرے کو شکوے شکایتیں ہیں، ان کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ دعاؤں کو سننے والا بھی ہے۔ قبول کرنے والا بھی ہے۔ آپ کی نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کی وجہ سے ہوسکتا ہے ان لوگوں میں تبدیلی پیدا ہو جائے اور جن کے خلاف آپ کو شکوے اور شکایتیں ہیں وہ دور ہو جائیں اور ان کی اصلاح ہو جائے۔ اس لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور جب نیکی نیتی سے ہر ایک دوسرے کے لئے دعائیں کر رہا ہوگا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کو قبولیت کا درجہ دے گا اور آپ کی اس سوچ کی وجہ سے یقیناً رحمت کی بارش نازل فرمائے گا۔ پس مَیں پھر کہتا ہوں کہ ان دنوں کو عبادتوں اور ذکر الٰہی میں گزاریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے قرب کے نمونے بھی قائم کریں اور اعلیٰ اخلاق کے نمونے بھی قائم کریں۔ اور دشمن کو شماتت کا موقع دینے کی بجائے، ہنسی ٹھٹھا کا موقع دینے کی بجائے اس جلسے کو اپنے اندر پاک تبدیلیوں کا ایک نشان بنا دیں اور دنیا پر ثابت کر دیں کہ وہ مسیح جس نے اس دنیا میں آ کر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی تھیں اور پاک نمونے قائم کرنے تھے ہم ہیں جو اس کے مصداق ٹھہرے ہیں اور اب ہم کبھی اپنے اندر سے ان پاک تبدیلیوں کو مرنے نہیں دیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 8 جولائی تا 14 جولائی 2005ء)

(مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا جون تا اگست 2006ء)

اظہار تشکر اور درخواست دعا

حسب ذیل افراد نے اس خصوصی شمارہ کی تیاری میں خاص تعاون فرمایا ہے۔ **فجزاهم الله احسن الجزاء** ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا ان کا تہہ دل سے مشکور ہے اور قارئین سے ان کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔

(ایڈیٹر)

☆ محترمہ سعیدہ بقاپوری صاحبہ

☆ مکرم مولانا ظفر اقبال جاوید صاحب

☆ مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب

☆ مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب

☆ مکرم مولانا سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب

☆ مکرم عثمان احمد شاہد صاحب

☆ مکرم مطیع اللہ جوئیہ صاحب

☆ مکرم فرحان اقبال صاحب

☆ مکرم فرحان حمزہ قریشی صاحب

میاں بیوی کی ذمہ داریوں کا ایمان افروز تذکرہ

بچوں کی تعلیم وتربیت کے سنہرے اصول

عورتوں کو پردہ کی حسین اور پاکیزہ تعلیم کا بصیرت افروز خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کینیڈا کے دوسرے روز ہفتہ کے دن مورخہ 25 جون 2005ء کو مستورات سے نہایت ایمان افروز خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کینیڈا کے دوسرے روز ہفتہ کے دن مورخہ 25 جون 2005ء کو مستورات کے جلسہ گاہ میں نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میں تقریباً ابتدا سے ہی جب سے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس منصب پر فائز فرمایا ہے، جماعت کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو اگر دُنیا کی غلاظت سے بچانا چاہتے ہیں تو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور اپنے بچوں کو ان غلط اطوار سے بچانے کی بھی کوشش کریں اور اس کے لئے ان کے سامنے نیک نمونے قائم کریں تا کہ بچے بھی بڑوں کو دیکھ کر ایسی راہوں پر چلنے والے ہوں جو دین کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں جو خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی راہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹنے والی راہیں ہیں اور نتیجتاً دُنیا وآخرت کو سنوارنے والی راہیں ہیں۔

خدا سے پیار کرنے والی عورتیں

جہاں یہ گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مردوں کی ذمہ داری ہے کہ نیک نمونے قائم کریں، تا کہ بیوی بچے اُن پر اُنگلی نہ اٹھا سکیں کہ اے ہمارے باپ خود تو ہمیں یہ نصیحت کرتے ہو کہ نیکیوں پر قائم رہو اور یہ یہ عمل کرو، اور خود تمہارے عمل میں ایسی باتیں ہیں جو مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں وہاں ماؤں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر وہ خدا سے پیار کرنے والی عورتیں ہیں اگر وہ خدا کا خوف دل میں رکھنے والی خواتین ہیں تو یہ نہ دیکھیں کہ مرد کیا کرتے ہیں، یہ دیکھیں کہ اُن کی اولاد ضائع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو۔ آپ اپنی ذمہ داریاں نبھائیں وہ مثالیں قائم کریں جو پہلوں نے قائم کی تھیں آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ عبادتوں میں بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرتے تھے۔ صحابیات کو دیکھ لیں اُن میں بھی ایسی خواتین تھیں جو اس نکتہ کو سمجھنے والی تھیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی عبادتیں کیا کرتی تھیں، راتوں کو جاگتیں تھیں۔ نیند آنے کی صورت میں رسے لٹکائے ہوئے تھے جن کو پکڑ کر، سہارا لے کر عبادتیں کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض صحابہؓ کو یہ شکوہ تھا کہ اُن کی بیویاں ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو عبادتوں میں مشغول رکھتیں ہیں، راتیں بھی عبادت میں گزارتی ہیں اور دن ان کے روزے میں گزارتے ہیں۔ اور نتیجتاً وہ مردوں کے حقوق ادا نہیں کرتی تھیں، اپنی اولاد کے حقوق ادا نہیں کرتیں۔

آنحضرت ﷺ کے پاس یہ شکایات آتی تھیں کہ اُن کو زیادہ عبادت کرنے سے روکیں کہ ہمارے بھی حقوق ادا کریں اور بچوں کے بھی حقوق ادا کریں، صرف اپنی عبادتوں ہی کی فکر نہ کریں، انہیں میں وقت نہ گزاریں۔ تو اس پر رسول کریم ﷺ نے ایسی عورتوں کو تاکید فرمائی کہ اپنے مردوں کے حقوق ادا کریں اور عبادتوں کو کم کریں۔

یہ وہ مثالیں ہیں جو ہمارے لئے نمونہ بننے والی خواتین ہمارے سامنے رکھ گئی ہیں، اب آپ کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ان عبادتوں کی ہلکی سی جھلک بھی آپ میں نظر آتی ہے۔ ہر ایک اپنا خود جائزہ لے۔

اگر نہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہئے کہ اس مادی دُنیا میں اگر عبادتوں کی طرف توجہ نہ کی گئی، تو پھر اگلی نسل جو آپ کی گودوں میں پل رہی ہے اور پلنی ہے، جس نے جماعت کی آئندہ ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں، جس نے عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں کیا وہ ان نمونوں سے عبادتوں کے اعلیٰ معیار کر سکتے ہیں۔

مردوں کو اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں

پس اپنے مقصد پیدائش کو پورا کرنے کی خاطر، اپنی نسلوں کو اس کی پہچان کرانے کی خاطر ہمیں اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا یہ ٹھیک ہے کہ مردوں کو اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ مرد کو ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک اس دنیا میں نہیں ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کرنے والا ہے۔ رعایت کرنے والا ہے یعنی چھوٹی سی چھوٹی نیکی کرنے والا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے مردوں کو یوں کرنا چاہیئے ۔ تربیت اولاد کی بڑی ذمہ داری عورت پر ہے۔ لیکن نیک عورت، خدا کا خوف رکھنے والی عورت، ایک احمدی عورت اور ایک ایمان میں مضبوط عورت کی پہچان قرآن میں یہ بتائی گئی ہے کہ:

فالصالحات قانتات حافظات للغيب بما حفظ الله

(سورۃ النساء 35:4)

یعنی نیک عورتیں، فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔

ان تاکید کی جانے والی چیزوں میں سے ایک اولاد کی تربیت بھی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران بنائی گئی ہے۔ وہ خاوند کی غیر حاضری میں اُس کے گھر اور اُس کی اولاد کی نگرانی اور حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہے۔

پس یہ تربیت اولاد عورت پر سب سے زیادہ فرض ہے۔ اور جب تک احمدی عورت اس ذمہ داری کو سمجھتی رہے گی اور اپنے بچوں کی دُنیاوی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بڑھ کر دینی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دیتی رہے گی، تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک نسل پروان چڑھتی رہے گی، بچوں نے چونکہ زیادہ وقت ماں کے زیر سایہ گزارنا ہوتا ہے۔ اس لئے ماں کا اثر بہر حال بچوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ مغربی معاشرہ میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں جب بچے سکول جانا شروع ہوجاتے ہیں اور یہاں تو ویسے بھی بڑی جلدی بچے سکول جانا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس ماحول کے زیر اثر وہ ہماری باتیں نہیں مانتے۔

ایک ریسرچ ہوئی ہے

لیکن ایک ریسرچ ہوئی ہے جائزہ لیا گیا ہے کہ وہ والدین میں سے کس سے زیادہ متاثر ہیں کس کی بات وہ زیادہ مانتے ہیں تو ایک بڑی تعداد میں یہ نتائج سامنے آئے ہیں کہ 16، 15 سال کی عمر میں صرف لڑکیاں ہی نہیں بلکہ لڑکے بھی اپنی ماؤں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی بات کو زیادہ وزن دیتے ہیں۔ اُن سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں ان سے راز و نیاز کی باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ جب کہ باپوں سے یہ تعلق بہت معمولی ہے۔ اور اس عمر کے بعد چونکہ مغربی معاشرے میں مرد زیادہ آزاد ہیں۔ اور یہاں ایک عمر کے بعد عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب بچے بڑے ہونے کی عمر کو پہنچتے ہیں تو عورت اور مرد کے تعلقات بھی خراب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس وقت بھی مرد بچوں کو کھینچنے کی خاطر اور کچھ ماحول کے زیر اثر بچوں کو آزادی کی طرف لاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ مردوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ روک ٹوک نہیں کر رہے ہوتے۔ ان گندگیوں اور غلاظتوں میں پڑنے سے باپ اس طرح نہیں روک رہے ہوتے۔ اس معاشرہ میں اس وجہ سے باپوں کی طرف زیادہ رجحان ہو جاتا ہے۔ لیکن اس عمر میں بھی جن ماؤں نے بچوں کو صحیح طرح سنبھالا ہوتا ہے ان بچوں کا رجحان ماؤں کی طرف ہوتا ہے۔

یہ سبق جس کا آج پتہ لگ رہا ہے یہ سبق ہمیں پہلے ہی اسلام نے بتا دیا کہ مائیں گھر کی نگران کی حیثیت سے بچوں کی تربیت کی زیادہ ذمہ دار ہیں۔ اس لئے وہ بچوں کو اپنے ساتھ لگائیں اور ان کی تربیت کا حق ادا کریں۔ ان کو برے بھلے کی تمیز سکھائیں۔ اگر صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی وجہ سے ان کی نفسیات کو سمجھ کر ان کو برے بھلے کی تمیز سکھا کر ان کے ذہنوں میں دین کی صحیح واقفیت پیدا کر کے ان کو سنبھالو گی تو پھر آپ اگلی نسل کو سنبھالنے والی عورت کہلا سکتی ہیں تب آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی حفاظت کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔

ایک احمدی ماں

پس ہر عورت کو اس اہم امر کی طرف بڑی توجہ دینی چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی کس رنگ میں تربیت کرے۔ اور یہ تربیت اپنے پاک نمونے قائم کرتے ہوئے ایسے اعلیٰ معیار کی ہو جس کو دیکھ کر یہ کہا جا سکے کہ ایک احمدی ماں خود بھی ایک ایسا پاک خزانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو سمیٹنے والا ہے اور ان کی اولادیں بھی ایک ایسا پاک مال ہیں جو اپنی ماں کی تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مال بن چکا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ہے، جس کی پاک تربیت کو دیکھ کر دنیا رشک کرتی ہے جو کسی چیز کی حرص اور لالچ رکھتا ہے تو وہ دنیاوی چیزوں کا نہیں بلکہ دین میں آگے بڑھنے کا ہے اور اپنے ماں باپ کا نام روشن کرنے کا ہے، نیکیوں پر قائم ہونے کا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ (سورۃ التوبہ9: 34) نازل ہوئی اس وقت ہم کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس پر بعض صحابہ نے کہا کہ یہ آیت سونا چاندی کے بارے میں اتری ہے اگر ہمیں پتہ ہو کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسے جمع کریں یعنی یہ سونا چاندی جو ہے بعض دفعہ ابتلا میں ڈالنے والی چیزیں ہیں جب ان کو خرچ غلط رنگ میں کیا جاتا ہے۔ تو بہتر مال کون سا ہے جو ہم اکٹھا کریں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ سب سے افضل مال ذکر الٰہی کرنے والی زبان ہے اور شکر کرنے والا دل اور مؤمنہ بیوی ہے جو اس کے دین پر اس کی مددگار رہتی ہے۔

دنیاوی مال کی کوئی حیثیت نہ ہو

تو اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت مؤمنہ بیوی اور مؤمنہ ماں بن کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ اور آنحضرت ﷺ نے جس طرح فرمایا ہے اس طرح بہترین ماں ثابت ہو۔ ان عورتوں کی نظر میں دنیاوی مال کی کوئی حیثیت نہ ہو بلکہ ان کو اس بات پر فخر ہو کہ ہمیں آنحضرت ﷺ نے دین کی خدمت اور اولاد کی بہترین تربیت کی وجہ سے افضل مال قرار دیا ہے، ہمیں اب دنیاوی مالوں سے کوئی غرض نہیں جب یہ سوچ ہوگی تو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے اپنے وعدوں کے مطابق آپ کی ضروریات بھی پوری فرمائے گا اور ایسے ایسے راستوں سے آپ کی مدد فرمائے گا جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۃ الطلاق 65:3-4)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے اسے گمان بھی نہ ہو۔

خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں

رزق کا خاص طور سے اس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود ان کو رزق پہنچا دے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ جس طرح پر ماں بچے کی متولی ہوتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین کا متکفل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور اس کے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔

انسان بعض گناہ عمداً بھی کرتا ہے اور بعض گناہ اس سے ویسے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جتنے انسان کے عضو ہیں ہر ایک عضو اپنے اپنے گناہ کرتا ہے انسان کا اختیار نہیں کہ بچے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے بچاوے تو بچ سکتا ہے۔

پس گناہ سے بچنے کے لئے یہ آیت ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ جو لوگ اپنے رب کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہو جاوے تو ان کا اللہ خود مددگار ہو جاتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے جو کہ یقیناً ہر احمدی عورت کی خواہش ہے تو تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرتے ہوئے خود بھی قدم بڑھانے ہوں گے اور اپنی اولاد کی بھی ایسے رنگ میں تربیت کرنی ہوگی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا نام روشن کرنے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور آپ کی اولاد کو بھی صالحین کی جماعت میں

شامل فرمائے، خود آپ کا کفیل ہو، آپ کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو، آپ کو اور آپ کی نسل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد پورا کرنے والا بنائے اور کوئی ایسا فعل آپ یا آپ کی اولاد سے سرزد نہ ہو جو جماعت کی بدنامی کا باعث ہو۔

غیب سے رزق

اس ضمن میں یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب سے رزق دینے کے بارے میں ایک اور بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں ان مغربی ملکوں میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے بعض خواتین کو ملازمت بھی کرنی پڑتی ہے، نوکریاں کرنی پڑتی ہیں لیکن احمدی عورت کو ہمیشہ ایسی ملازمت کرنی چاہئیے جہاں اس کا وقار اور تقدس قائم رہے کوئی ایسی ملازمت احمدی عورت یا احمدی لڑکی کو نہیں کرنی چاہئیے جس سے اسلام کے بنیادی حکموں پر زد آتی ہو، جس سے آپ پر انگلیاں اٹھیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں نیک لوگوں کو، تقویٰ پر قائم لوگوں کو رزق مہیا فرماتا ہوں، ان کی ضروریات پوری کرتا ہوں، اگر خالص ہو کر اس کی خاطر کچھ قربانی بھی کرنی پڑے تو ایک عزم اور ارادے کے ساتھ اس پر قائم رہیں تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ کچھ تنگی کے بعد وہ ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اس لئے وہ یقیناً تقویٰ پر قائم رہنے والے لوگوں کے لئے اپنا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔

نیک عورتوں کی نشانی

اور پردہ بھی ایک اسلامی حکم ہے، قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر ہے۔ نیک عورتوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ حیادار اور حیا کو قائم رکھنے والی ہوتی ہیں اگر کام کی وجہ سے آپ اپنی حیا کے لباس اتارتی ہیں تو قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔ اگر کسی جگہ یہ مجبوری ہے کسی ملازمت میں کہ جینز اور بلاؤز پہن کر یا اسکارف کے بغیر ٹوپی پہن کر کام کرنا ہے تو احمدی عورت کو یہ کام نہیں کرنا چاہئیے۔ جس لباس سے آپ کے ایمان پر زد آتی ہو اس کام کو اس پر لعنت بھیجتے ہوئے رد کر دینا چاہئیے کیونکہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اگر آپ پیسے کمانے کے لئے ایسا لباس پہن کر کام کریں جس سے آپ کے پردے پر حرف آتا ہو تو یہ کام اللہ تعالیٰ کو آپ کا متولی بننے سے روک رہا ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کو آپ کا دوست بننے سے اور آپ کی ضروریات پوری کرنے سے روک رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایمان والوں کی ضروریات پوری کرتا ہے تقویٰ پر چلنے والوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ کوئی بھی صالح عورت یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کا ننگ ظاہر ہو یا جسم کے ان حصوں کی نمائش ہو جن کو چھپانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

پردے کا بھی مجاہدہ کریں

پس آپ کو اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کے لئے جہاں اور بھی مجاہدے کرنے ہیں اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے وہاں پردے کا بھی مجاہدہ کریں کیونکہ آج جب آپ پردے سے آزاد ہوں گی تو اگلی نسلیں اس سے بھی آگے قدم بڑھائیں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

یورپ کی طرح لوگ بے پردگی پر بھی زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔

(آپ ان ملکوں میں رہتے ہیں دیکھ لیں کہ اس آزادی کی وجہ سے کیا ان کے اخلاق کے اعلیٰ معیار قائم ہیں؟)

پھر فرمایا: اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔

آپ یہاں رہ رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے خیال میں اس آزادی سے اور بے پردگی سے یہاں مغربی ملکوں کی عورتوں کی پاکدامنی بہت زیادہ ہوگئی ہے، بہت زیادہ پاک ہوگئیں ہیں، اللہ والی ہوگئیں ہیں تو ہم مان لیتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں۔

فرمایا: لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں پردے میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔

فرمایا کہ پردے میں بھی بعض دفعہ ایسی باتیں ہو جاتیں ہیں تو جب آزادی ملے گی تو پھر تو کھلی چھٹی ملے گی۔

پھر فرماتے ہیں: مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہوگئے ہیں نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت پر یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو

پس سب سے اول ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔

اگر تمہارے خیال میں تم پاکدامن ہو بھی تو یہ ضمانت تم کہاں سے دے سکتی ہو کہ مردوں کی اخلاقی حالت بھی درست ہے۔ اپنے پردے اتارنے سے پہلے مردوں کے اخلاق کو درست کرلو۔ گارنٹی لے لو کہ ان کے اخلاق درست ہوگئے ہیں۔ تو پھر ٹھیک ہے۔ پردے اتار دو۔

فرمایا: اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات سے مغلوب نہ ہوسکیں تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ بے پردہ ہو کر مردوں کے آگے جانا اسی طرح ہے جس طرح کسی بھوکے کتے کے سامنے نرم نرم روٹیاں رکھ دی جائیں۔ یہاں تک آپ نے الفاظ فرمائے ہوئے ہیں۔

فرمایا: کم از کم اپنے کانشس conscious سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے۔

قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدِّنظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے کہ:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ (سورۃ النور 31:24)

یعنی تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ اور اپنی سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔

فرمایا کہ فُرُوْج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ بھی سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے۔

(ملفوظات، جلد ہفتم صفحہ 134-135)

اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو دخل نہ دیا جاوے۔

اس زمانے کے حکم اور عدل کی باتیں ہیں

پس یہ باتیں جو میں زور دے کر کہہ رہا ہوں یہ میری باتیں نہیں ہیں یہ اس زمانے کے حکم اور عدل کی باتیں ہیں جن کی باتیں ماننے کا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا۔ یہ باتیں آنحضرت ﷺ کی باتیں ہیں۔ یہ باتیں قرآن کریم کی باتیں ہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ پس یہ جو ہمیں نصیحت کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر ان کی جماعت میں شامل رہنا ہے پھر ان کی بات مان کر ہی رہا جا سکتا ہے۔

پس اپنے لباس ایسے رکھیں اور اپنے اوپر ایسی حیاء طاری رکھیں کہ کسی کو جرات نہ ہو کہ آپ کی طرف غلط نظر سے دیکھ سکے۔ احمدی لڑکی کی، احمدی عورت کی عزت کے مقام کو پہچانیں۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پاکستان سے جو عورتیں اور بچیاں آتی ہیں بڑی عمر میں، برقع پہنا ہوتا ہے پاکستان میں، پردہ کرتی ہوئی آتی ہیں نقاب کا، وہ یہاں آکر اپنے نقاب کیوں اتار دیتی ہیں؟ یہاں پلی بڑھی جو بچیاں ہیں، ان کے بارہ میں تو کہا جا سکتا ہے کہ اس ماحول میں پلی بڑھی جہاں اسکارف لینے کی عادت نہیں، ان کو ماں باپ نے یہ عادت ڈالی، تو وہ بھی غلط کیا۔ بہر حال اب ان کو اسکارف لینے کی عادت پڑ گئی ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے اسکارف لیتی رہیں۔ لیکن جو نقاب لیتی ہوئی آئیں ہیں وہ کیوں نقاب اتار دیتی ہیں۔

جہاں تک پردے کا سوال ہے

جہاں تک پردے کا سوال ہے اگر میک اپ نہ ہو اچھی طرح سے اسکارف باندھا ہوا ہے لمبا کوٹ پہنا ہوا ہے لباس پر تو پھر ٹھیک ہے تا کہ آپ کا ننگ ظاہر نہ ہو ایسا اظہار نہ ہو کسی قسم کی اٹریکشن Attraction کا باعث نہ ہو۔ یہ جو پردہ چھوڑنے والی ہیں ان میں ایک طرح کا احساسِ کمتری ہے احمدی عورت کو تو ہر طرح کے احساسِ کمتری سے پاک ہونا چاہئے۔ کسی قسم کا کامپلکس complex نہیں ہونا چاہئے۔ کھل کر کہیں اگر کوئی پوچھتا بھی ہے کہ ہمارے لئے پردہ اور حیاء کا اظہار ایک بنیادی شرعی حکم ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ جن عورتوں کو کوئی کامپلکس نہیں ہوتا۔ جو پردہ کرنے والی عورتیں ہیں اس مغربی ماحول میں بھی اس پردے کی وجہ سے ان کا نیک اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔ ان کو اچھا سمجھا جا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ احساسِ کمتری اپنے دل سے نکال دیں کہ پردے کی وجہ سے آپ پر کوئی انگلی اٹھا رہا ہے۔ اپنی ایک پہچان رکھیں۔

پردہ کا حکم ہر وقت ہے

افریقہ میں میں نے دیکھا ہے کہ جہاں لباس نہیں تھا۔ انہوں نے لباس پہنا اور پورا ڈھکا ہوا لباس پہنا۔ اور بعض پردہ کرنے والی بھی ہیں۔ نقاب کا پردہ بھی بعضوں نے شروع کر دیا ہے۔ یہاں بھی ہماری افروامریکن بہنیں ہیں۔ بہت ساری امریکہ سے آئی ہوئی ہیں۔ بعض کا ان میں سے ایسا اعلیٰ پردہ تھا کہ قابلِ تقلید تھا، ایک نمونہ تھا۔ بلکہ میں نے کل ملاقات میں انہیں کہا بھی کہ لگتا ہے کہ اب تم لوگ پاکستانیوں کے لئے پردے کی مثالیں قائم کرو گے۔ یا انڈیا سے آنے والے جو ہیں ان کے لئے پردے کی مثالیں قائم کرو گے۔ اس پر انہوں نے جس طرح ہنس کر جواب دیا تھا کہ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ تو اس سے مجھے اور بھی فکر پیدا ہوئی کہ یہ یقیناً بے پردگی کے نمونے ہیں جو نئی آنے والیاں پرانے احمدیوں کے دیکھ رہی ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک بڑی عمر کی خاتون تھیں۔ انہوں نے حالانکہ چادر بہت اچھی طرح سے اوڑھی ہوئی تھی۔ ایک اور بات جو انہوں نے کہی جس سے مجھے فکر پیدا ہوئی۔ کہنے لگی کہ میں سامنے آتے ہوئے پردہ کر کے آؤں؟ ان سے میں نے کہا میرے سامنے آنے کا پردے کا مسئلہ نہیں۔ پردہ کا حکم ہر وقت ہے۔ اور ہر وقت پردہ رہنا چاہئے لیکن آپ عمر کے اس موڑ پر ہیں بڑی عمر کی عورتوں کے لئے اسلام میں پردہ کی سہولت ہے، اجازت ہے۔ اگر وہ چاہیں تو پردہ کریں مکمل منہ ڈھانپ کر، چاہیں تو نہ کریں۔ لیکن پھر بھی ایسی حالت نہ رکھیں جس سے بلاوجہ لوگوں کو انگلیاں اٹھانے کا موقع ملے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا مجھے ان کی اس بات سے فکر پیدا ہوئی کہیں یہ تو نہیں کہ جب یہاں میرے سامنے آتی ہیں ملاقات کرنے کے لئے آرہی ہوتی ہیں تو پردہ کر کے یا زیادہ بہتر پردہ کر کے آرہی ہوں۔ اگر آپ ملاقات کے وقت آتے ہوئے پردہ کر کے یا برقع پہن کے یا اچھی طرح چادر اوڑھ کے یا اسکارف باندھ کے اس لئے آرہی ہوں کہ ہمیں عادت پڑ جائے تو پھر تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس لئے آرہی ہوں کہ میرا خوف ہے کہ میں کچھ کہوں نہ تو آپ کو میرا خوف کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے۔ جواب آخر میں اس کو دینا ہے۔ مجھے آخری جواب نہیں دینا۔ لیکن بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ جوان لڑکیوں اور خواتین کو پردہ کرنا چاہئے اور اس کے لئے بعض کو میں نے دیکھا ہے کہ اسکارف بھی باندھا ہوتا ہے لیکن کوٹ بہت اونچا ہوتا ہے۔ کوٹ ایسا پہنیں جو کم از کم گھٹنوں سے نیچے تک آرہا ہو۔ آپ کی ایک پہچان ہو۔ ورنہ جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کی بچیوں کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ پردے بچیاں اس وقت تک نہیں کریں گی جب تک آپ اپنے نمونے ان کے سامنے قائم نہیں کریں گی، مائیں ان کے سامنے اپنے نمونے قائم نہیں کریں گی۔

آپ نے جماعت کا بہترین مال بننا ہے

پس اگر آپ نے جماعت کا بہترین مال بننا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی اس کی پناہ میں لانا ہے۔ اس کو اپنا ولی اور دوست بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھنا ہے۔ اپنے بچوں کو اور بچیوں کو اس معاشرے کے گند سے بچانا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے اس حکم کی بھی تعمیل کرنی ہوگی، اس پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے اور آپ لوگ ہر معاملے میں وہ نمونے قائم کرنے والی بن جائیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تقویٰ اختیار کرو، دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ، قومی فخر مت کرو، کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو، خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں، کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو، خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو، اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو، بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات اور قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو یعنی بلاوجہ پیسے خرچ نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ (وضاحت ہوگئی)، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 81)

ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچی

اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق تقویٰ پر چلنے والی ہو، اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے والی ہو، اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے والی ہو، اپنی نسلوں کی حفاظت کی بھی ضامن ہو، اس مغربی معاشرہ میں بہت بچ بچ کر چلنے کی ضرورت ہے، بہت پہلو

بچا کر چلنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیشہ دعاؤں کے ساتھ اور بہت دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتی رہیں۔ اگر آج آپ نے یہ معیار حاصل کر لئے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہیں اور بندوں کے حقوق بھی ہیں تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق صالحات اور قانتات میں شمار ہوں گی۔ اس کے فضلوں سے بے انتہا حصہ پانے والی ہوں گی، اپنی نسلوں کی حفاظت کرنے والی ہوں گی، آپ کی گودوں میں تربیت پانے والے بچے جب اس تربیت سے پروان چڑھیں گے تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی احمدیت کے روشن مستقبل کا حصہ ہوں گی۔ احمدیت کا روشن مستقبل تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ مقدر ہے۔ یہ کسی ایک قوم یا ملک کے باشندوں سے خاص نہیں ہے۔ یہ تو تقویٰ پر چلنے والے لوگوں کے حصہ میں آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ تو پاکستانی عزیز ہیں نہ ہندوستانی عزیز ہیں۔ نہ یورپ میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہیں نہ افریقہ کے باشندے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر میں تو وہی پیارا ہے جو تقویٰ پر چلنے والا ہے۔ اگر بعد میں آنے والے نومبائعین یا دوسرے ملکوں کے لوگ ایسے ہوں گے، تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے وہی خدا تعالیٰ کے پیارے ہوں گے، وہی احمدیت اور حقیقی اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرانے والے ہوں گے۔ پس اس سوچ کے ساتھ، بڑی فکر کے ساتھ آپ لوگ جو یہاں بیٹھی ہیں جن میں سے اکثر بزرگوں کی اولادیں ہیں، صحابہ کی اولادیں ہیں، اس سوچ کے ساتھ اور دعا کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی تربیت اور اصلاح کی کوشش کریں اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے اپنے اعمال کو درست کریں، اور دعاؤں میں لگ جائیں۔

خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو مانا اور پاک نمونے قائم کئے، ان نمونوں پر آپ چلنے والی ہوں نہ کہ ان کو ضائع کرنے والی ہوں۔ اور آپ ہی ایسی ہوں جو آئندہ بھی جماعت کی راہنمائی کرنے والی ہوں، اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ اب دعا کر لیں۔

(مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا جون تا اگست 2006ء)

بقیہ از ارشادات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لیکن اگر خاوند عورت سے کہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کرو اور عورت خاوند سے کہے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کرو تو اس کے نتیجہ میں بھی دونوں کے والدین کی خدمت ہوتی رہے گی لیکن اس کے ساتھ ہی دونوں کا فعل نیکی اور تقویٰ قرار دیا جائے گا۔ ...

جیسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین گھر وہ ہے جس میں تہجد کے وقت اگر بیوی کی آنکھ نہیں کھلتی تو خاوند پانی کا چھینٹا اس کے منہ پر مارتا ہے اور اگر خاوند کی آنکھ نہیں کھلتی تو بیوی اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارتی ہے۔ یہ گویا ایک دوسرے کے فرائض کو یاد دلانے کی رسول کریم ﷺ نے ایک مثال دی ہے اور بتایا ہے کہ مرد اور عورت کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

پس شادی کرتے وقت ہر انسان کو اس کی ذمہ داری کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اس پر عائد ہوتی ہے۔ اس خیال سے شادی نہیں کرنی چاہئے کہ ایک ایسی عورت آئے جو میری خدمت کرے بلکہ اس نیت اور ارادہ سے شادی کرنی چاہئے کہ ایک ایسی عورت آئے جو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے مجھے اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائے اور ہم دونوں مل کر ان فرائض اور واجبات کو ادا کریں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر عائد کئے گئے ہیں۔ اگر اس رنگ میں شادیاں کی جائیں تو لازماً فساد مٹ جائے گا۔ خاوند بیوی کے رشتہ داروں سے کبھی بدسلوکی نہیں کرے گا اور بیوی خاوند کے رشتہ داروں سے کبھی بدسلوکی نہیں کرے گی بلکہ وہ ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہونگے۔ یہی ذریعہ ہے جو دنیا میں امن قائم کرسکتا ہے۔ جب تک لڑکی کے رشتہ دار اس خیال میں رہیں گے کہ لڑکی اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرے بلکہ ہماری کرے اس وقت تک دنیا کبھی سکھ نہیں پا سکتی۔ جس طرح ہاتھ کے دُکھنے سے سر کو سکھ نصیب نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح بیوی کے دُکھ سے خاوند کو سکھ نصیب نہیں ہوگا۔ خاوند کے دُکھ سے بیوی کو سکھ نہیں ہوگا۔ اور ان دونوں کے دُکھ سے ان کے رشتہ داروں کو سکھ نصیب نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس ذمہ داری کو سمجھ لیا جائے اور لوگ اس طرف توجہ کریں تو دنیا کا اس میں فائدہ ہوگا۔“

(خطباتِ محمودؓ۔ خطبہ نمبر 120 جلد سوم صفحہ 535-537)

بقیہ از حضور انور کا مستورات سے خطاب 3 جولائی 2004ء

ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پنج وقتہ نماز پڑھتی ہے رمضان کے روزے رکھتی ہے۔ اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اُس کو کہا جاتا ہے کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے داخل ہوجا۔

دیکھیں کتنی بڑی خوش خبری ہے

دیکھیں کتنی بڑی خوش خبری ہے۔ ایسی عورتوں کو جو ہر طرح سے اپنے آپ کو احکامات کا پابند کرنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ اسلامی احکامات پر عمل کرنے والی ہوں۔ تزکیہ نفس کرنے والی ہوں۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی ہوں۔ اپنی اولادوں کی صحیح اسلامی رنگ میں تربیت کرنے والی ہوں۔ تاکہ اگلی نسلیں بھی اُن برکات و انعامات سے حصہ لیتی رہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کی نسلوں اور اولادوں میں بھی نظامِ خلافت سے ہمیشہ وہی وفا، اخلاص اور محبت کا تعلق قائم رہے جو آپ کے چہروں پر نظر آتا ہے۔

ایک اور بات ہے جو جلسہ کی کارروائی کے متعلق ہے کہ آج جلسہ کا دوسرا دن ہے تو اس کے بعد بھی شام کی کاروائی ہوگی۔ تو اس کارروائی کے دوران اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے یا مجلس کرنے کی کوشش نہ کریں، اس عادت کو ختم کریں۔ جلسہ کی کارروائی کو غور سے سنیں اور جو کچھ سنیں اس کو یاد بھی رکھیں اور ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بھی بنائیں اور ان سے فائدہ بھی اُٹھائیں اور آگے اپنی اولادوں کی تربیت میں بھی اُس کو استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا جون وجولائی 2005ء)

پکا ارادہ کرلیں اور اپنے آپ سے یہ عہد کرلیں کہ ہم نے اپنی زندگی اس نہج پر چلانے کی کوشش کرنی ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمیں چلانا چاہتے ہیں

اور جس کی طرف آج ہمیں خلافت کی وجہ سے راہنمائی ملتی ہے

اس راہنمائی کو اپنی زندگی پر لاگو کرنا، اپنے بچوں کے دماغوں میں بٹھانا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کینیڈا کے دوسرے روز ہفتہ کے دن مورخہ 28 جون 2008ء کو مستورات سے نہایت ایمان افروز خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت نمبر 112 کی تلاوت فرمائی۔

اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ التوبۃ 112:9)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، خدا کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے سب سچے مومن ہیں اور تو مومنوں کو بشارت دے دے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ہے اس آیت کا ترجمہ جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ آج دو سال کے بعد پھر مجھے آپ سے براہ راست مخاطب ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ مَیں نے امریکہ کے جلسے میں بھی یہ بات خواتین کے خطاب میں کہی تھی کہ عورتوں کی اہمیت کے پیشِ نظر باوجود اس کے کہ مردوں سے اب آواز اور ٹی وی پر تصویر کے ذریعہ خواتین کو آسانی سے مخاطب کیا جاسکتا ہے ایک علیحدہ تقریر یہاں رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی خواتین کی اہمیت کے پیشِ نظر خلیفہ وقت کی ایک علیحدہ تقریر خواتین میں رکھی جاتی ہے لیکن اس علیحدہ تقریر کا فائدہ تب ہی ہوگا یا ہو سکے گا جب آپ میں سے اکثریت اس سے فائدہ اٹھانے والی ہو۔ اور فائدہ اٹھانا کیا ہے؟ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی وقتی فائدے اور جوش سے اگر آپ متاثر ہوگئیں تو یہ کوئی چیز نہیں۔ عارضی طور پر آپ کی طبیعتوں میں بعض فقرات نے یا بعض باتوں نے جذباتی کیفیت پیدا کردی ہے تو یہ کوئی چیز نہیں۔

آپ سے یہ عہد کرلیں

اس کا فائدہ تب ہی ہے جب آپ مصمم ارادہ کرلیں۔ پکا ارادہ کرلیں اور اپنے آپ سے یہ عہد کرلیں کہ ہم نے اپنی زندگی اس نہج پر چلانے کی کوشش کرنی ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمیں چلانا چاہتے ہیں اور جس کی طرف آج ہمیں خلافت کی وجہ سے راہنمائی ملتی ہے۔ اس راہنمائی کو اپنی زندگی پر لاگو کرنا، اپنے بچوں کے دماغوں میں بٹھانا ہے ورنہ نہ ہی یہ تقریر فائدہ دے سکتی ہے اور نہ ہی کبھی تقریروں یا خطبات نے فائدہ دیا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوشش کے ساتھ مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو نصائح کا اثر ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا پس سب سے پہلی بات اللہ کے لئے خالص ہو کر اس کے فضلوں کی تلاش ہے ورنہ اب ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا میں کسی بھی جگہ کے خطبات آپ تک پہنچ جاتے ہیں۔ کینیڈا سے بھی مَیں سینکڑوں خط وصول کرتا ہوں۔ ان میں ذکر ہوتا ہے کہ فلاں جلسے کی کارروائی سنی اور فلاں خطبہ سنا یا فلاں پروگرام دیکھا تو دل پر اس کا بڑا اثر ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر کہ خلیفہ وقت کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں۔ لوگ سنتے ہیں اور نیک طبائع پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر تو نہ ہی سادہ الفاظ میں کہی گئی باتیں اثر کرتی ہیں، نہ علمی رنگ میں کہی گئی باتیں اثر کرتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ اے نبی تیری خواہش دنیا کو ہدایت نہیں دے سکتی بلکہ مَیں جسے چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں۔ پس اس کے بعد تو کسی قسم کی گنجائش نہیں رہتی کہ کسی بھی ہدایت کی بات یا نیک بات کا اثر کسی کہنے والی کی لیاقت پر موقوف ہو یا کسی سننے والے کی قابلیت پر منحصر ہو۔ ایک نیکی کی بات جو بڑے بڑے قابل اور بظاہر علم رکھنے والوں کو سمجھ نہیں آتی لیکن وہی بات ایسے کم علم کو سمجھ آجاتی ہے جو خدا کا حقیقی خوف رکھنے والا ہو اور ہر لحظہ اس کا فضل مانگنے والا ہو۔

مستقبل کی احمدی نسل کی ذمہ دار

حضور انور نے فرمایا پس ایک احمدی عورت، ایک احمدی لڑکی جو مستقبل کی احمدی نسل کی ذمہ دار ہے اس کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ہر نیکی کی بات سن کر اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے سب سے اہم نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اس کے آگے جھکنا، اس کی عبادت کرنا، اس سے دعائیں مانگنا ہے۔ پس ان دنوں میں جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور جمعہ میں بھی اس طرف توجہ دلائی تھی، عبادت کی طرف، کہ عبادت پر زور دیں اور دعاؤں پر زور دیں یہ دو دن جو بقایا رہ گئے ہیں بلکہ ڈیڑھ دن، اس طرف توجہ دیں بجائے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے دعاؤں پر زور دیں۔ جس نیکی کی بات کو سنیں اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

یہ وہ حقیقی ہتھیار ہے

حضور انور نے فرمایا میرے علاوہ بھی یہاں بہت ساری تقریریں ہوئی ہیں اور ہوں گی ان میں سے کئی علمی نکات مل جاتے ہیں، کئی تربیتی باتیں مل جاتی ہیں ان کو سمجھیں اور پھر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ یہ وہ حقیقی ہتھیار ہے اگر آپ اس کو اختیار کر لیں اور سمجھ جائیں تو آپ کے اندر وہ حقیقی انقلاب لانے کا ذریعہ بنے گا جس کے لئے عورتوں کا علیحدہ جلسہ بھی کیا جاتا ہے اور خاص طور پر اس جلسہ میں خلیفہ وقت کی تقریر کا پروگرام بھی رکھا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے بظاہر مضمون کے لحاظ سے تسلسل چل رہا ہے۔ یہ مردوں سے مخاطب ہے لیکن اس آیت کا مضمون ایسا ہے جو عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ بعض مضامین میں مومنین کے لفظ کے ساتھ دونوں کو مخاطب کر دیتا ہے اس میں مومنوں کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ توبہ کرنے والے ہوں یا توبہ کرنے والی ہو۔ جب عورت کے حوالہ سے بات کی جائے۔ یہ حکم صرف مردوں کے لئے نہیں کہ وہ توبہ کریں، عورتوں کے لئے بھی اسی طرح توبہ کرنے کا حکم ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ توبہ کرنے والوں کے لئے بشارت ہے تو وہ کیا ہے اور کس قسم کی توبہ ہونی چاہئے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا۔ اس میں چھوٹی برائیاں بھی ہیں اور بڑی برائیاں بھی ہیں۔ بعض بدعات بھی ہیں جو عورتوں میں رسم و رواج پا جاتی ہیں تو ہر ایک کو چھوڑنا جو بھی دین سے دور لے جانے والی ہو یا دین کی تعلیم کے خلاف ہو، وہ بدی ہے اور اس کا چھوڑنا ہر ایک پر فرض ہے۔

یہ معیار ہے توبہ کا

حضور انور نے فرمایا: پس یہ معیار ہے توبہ کا۔ ایک مصمم اور پکا ارادہ کرے کہ برائیوں اور تمام ایسی باتوں کی طرف ہم نے مائل نہیں ہونا جن کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جب یہ سوچ ایک مومن کی ہو جاتی ہے ایک مومنہ عورت کی ہو جاتی ہے تو پھر اس کے لئے حکم ہے کہ کیونکہ توبہ پر قائم رہنا بھی خدا کے فضل پر موقوف ہے اس لئے اس کے فضل کو جذب کرنے کے لئے پھر عبادت کی ضرورت ہے اور جو اس کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے خدا تعالیٰ ایسے عبادت گزاروں کو بشارت دیتا ہے کہ وہ سچے مومن ہیں اور سچی مومنات ہیں اور عبادت کے جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں ان میں سے سب سے اہم نماز ہے۔ اگر عورتوں میں نماز کی عادت ہو تو عموماً بچوں میں نماز کی عادت ہوتی ہے اور بچے نمازی نکلتے ہیں گویا ایسی عورتیں اور ایسی مائیں بچوں کو پروان چڑھا رہی ہوتی ہیں جو اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا اس دنیا میں آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ بیان فرمایا ہے جیسا کہ مَیں نے کل خطبہ میں بھی بیان کیا تھا کہ وہ عبادت کرنے والا ہو۔ پس جن ماؤں نے اپنی نسلوں میں اس حقیقی مقصد کی پہچان کروا دی ہے وہ نہ صرف اپنی ذاتی طور پر دنیا اور آخرت سنوارنے والی ہیں بلکہ اپنی نسلوں کے مستقبل بھی سنوار رہی ہوتی ہیں۔ نہ صرف خود ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں خدا تعالیٰ بشارت عطا فرما رہا ہے بلکہ اپنی نسلوں کی بشارت کے سامان بھی پیدا کر رہی ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ عبادتیں وقتی اور عارضی نہیں ہوتیں بلکہ ایسے دلوں میں خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس کی عبادت کے معیار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ معیاروں کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ تنگی اور آسائش ہر حالت میں وہ خدا تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہوتی ہیں۔ ہر انعام جو انہیں ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر اسے محمول کرتی ہیں نہ کہ اپنی کسی قابلیت پر۔ یہ حمد اور زیادہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکاتی ہے۔ وہ اس کی شکرگزار بندی بنتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے نامساعد حالات ہو جائیں، کوئی تکلیف دہ اور پریشانی والے حالات ہو جائیں، پریشانیوں کا دور لمبا چل جائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرتیں، عبادتوں سے غافل نہیں ہوتیں بلکہ دعاؤں اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتی رہتی ہیں۔ اپنے بچوں کو بھی اپنی پریشانی کے حالات میں خدا تعالیٰ کی حمد کرنے سے غافل نہیں ہونے دیتیں۔ بعض اوقات بعض عورتیں پریشانی کی وجہ سے بڑے مایوس کن حالات میں مجھے خط لکھ دیتی ہیں۔ تو مومن عورت کی یہ شان نہیں ہے۔ حقیقی مومنین کو اللہ تعالیٰ صبر اور برداشت کی طاقت عطا فرماتا ہے اور پھر حالات بہتر فرما دیتا ہے بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا دامن کسی بھی حالت میں نہ چھوڑیں۔

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومنوں کی ایک یہ نشانی بتاتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں۔

اکثریت جو یہاں آئی ہے

حضور انور نے فرمایا آپ میں سے اکثریت جو یہاں آئی ہے وہ، وہ لوگ ہیں جو اسائلم لے کر یہاں آئے ہیں اب یہاں آ کر دنیا کما کر دنیاوی لحاظ سے بہتر ہوئے ہیں۔ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی بعض جگہ کام کر رہی ہیں لیکن اگر آپ سوچیں تو آپ کے دل یہ گواہی دیں گے کہ اپنے ملک سے باہر نکلنا گو آپ کے لئے دنیاوی فائدے کا موجب بنا ہے لیکن باہر نکلنے کی وجہ دین تھی۔ آپ کے احمدی ہونے کی وجہ سے پاکستان میں حالات آپ پر تنگ ہوئے تو آپ نے ملک سے نکلنے کا سوچا اور پھر یہاں آ کر بہت سوں کو اسائلم ملنا شروع ہوا۔ اس لئے کہ یہاں کی حکومت نے آپ کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے آپ کو یہاں رہنے کی اجازت دی۔ بہت سے ایسے ہیں جو حکومت پر بوجھ ہیں یا کسی بھی دنیاوی لحاظ سے اس ملک کے لئے فائدہ مند نہیں لیکن پھر بھی آپ کو یہاں رہنے کی اجازت ہے تو آپ کا یہاں آنا صرف اس لئے ہے اور حکومت نے آپ کو یہاں کی نیشنلیٹی یعنی شہریت صرف اس لئے دی ہے کہ بحیثیت فرد جماعت آپ اپنے ملک میں مظلوم ہیں۔ بعض کے بچوں اور خاوندوں کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی گئیں۔ بس اس لحاظ سے آپ کا سفر خدا کی خاطر ہے۔ آپ کی ہجرت اس لئے ہے کہ آپ پر یا آپ کے خاوندوں یا بچوں پر زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے سختیاں کی گئیں۔ پس اس بات کی آپ خود بھی جگالی کرتی رہیں اور اپنے بچوں کو بھی بتاتی رہیں کہ اس ملک میں آ کر جو تمہیں اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل رہا ہے، بہت ساری سہولتوں سے تم استفادہ کر رہے ہو یہ اس لئے ہے کہ بحیثیت احمدی تمہیں اپنے ملک پاکستان میں محروم رکھے جانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اگر پاکستان میں مخالف حالات نہ ہوتے تو بہت سے احمدی جو شروع میں یہاں آئے، شاید باہر آنے کا سوچتے بھی نہ اور بہتوں کو جن کے پاس کوئی پیشہ وارانہ مہارت نہیں ہے کوئی زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں، کسی پروفیشن میں اچھے نہیں ہیں یا کوئی اور وجہ نہیں جس سے امیگریشن ان کو مل سکے، حکومت پھر ان کو یہاں رہنے کی اجازت نہ دیتی۔

یہ بہتر حالات کا انعام

پس یہ بہتر حالات کا انعام جو آپ پر ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے اور سفر کرنے کی وجہ سے دیا۔ اگر یہ سوچ آپ بھی

رکھیں گی اور اپنے بچوں میں بھی اس خیال کو پیدا کریں گی کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کی وجہ سے ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں ذہنی سکون بھی عطا فرمایا اور مالی کشائش بھی عطا فرمائی۔ اس شکر گزاری کے طور پر ہم اس کی حمد کرنے والی ہمیشہ بنی رہیں گی اور نظام جماعت کے ساتھ بھی پختہ تعلق رکھیں گی اپنی نسلوں میں بھی اس روح کو پیدا کریں گی کہ جماعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کئے ہیں اس لئے جماعت سے کبھی بے وفائی نہ کرنا۔ تو یقیناً آپ کا اس ملک میں آنا خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا۔ جس کا فیض آپ کی نسلیں بھی اٹھاتی چلی جائیں گی۔

آپ کی دوہری ذمہ داری

حضور انور نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے حقیقی مومن ہیں اس بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا کل خطبہ میں بیان کر چکا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنین کی خوبی یہ ہے کہ نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے۔ بس یہ پھر آپ کی ایک ذمہ داری بن گئی بلکہ بحیثیت عورت آپ کی دوہری ذمہ داری بن گئی کہ ایک تو یہ کہ اپنی نسل کی تربیت کرنی ہے دوسرے ان کو نیکیوں کے بارہ میں بتانا ہے برائی کے بارہ میں بتانا ہے۔ ان کو یہ بتانا ہے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے، نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف جانے کے راستے کیا ہیں اور شیطان کی گود میں پڑنے سے بچنے کے طریقے کیا ہیں؟ دوسری بات یہ کہ آپ نے اپنے ماحول میں بھی نیکیوں کو پھیلانا ہے۔ اچھی باتیں اپنے بچوں کو سکھائیں گی تو جہاں اپنے بچوں کو اپنی ذات کے لئے کارآمد وجود بنا رہی ہوں گی۔ اپنے خاندان کے لئے نیک نامی کا باعث بنا رہی ہوں گی، جماعت کے لئے انہیں مفید وجود بنا رہی ہوں گی ایک اچھا شہری بناتے ہوئے ملک وقوم کا وفادار بنا رہی ہوں گی وہاں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بھی بنا رہی ہوں گی۔ ماؤں کو تو ان بچوں کی تربیت کا اہم فریضہ اللہ اور اس کے رسول نے سونپا ہوا ہے۔ ایک مومنہ عورت کا بہت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دے۔ یہ ایک انتہائی اہم فریضہ ہے جو ایک احمدی ماں کو سرانجام دینا ہے۔ عورت کو اپنے خاوند کے گھر کا نگران بنایا گیا ہے۔ بچوں اور بچیوں کی تربیت کرنا اس لحاظ سے ماں کا فرض ہے۔ اچھی تربیت بچوں کو جنت کا اہل بنا دیتی ہے اور اگر اچھی تربیت نہ کی جائے تو وہی بچے برائیوں میں ملوث ہو کر اپنے آپ کو اس دنیا میں بھی جہنم میں جھونک رہے ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد پھر اللہ بہتر جانتا ہے ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ بدیوں کے پھر بدنتائج نکلتے ہیں۔ یہاں اس ماحول میں بچوں کو اگر شروع ہی سے برے بھلے کی تربیت نہ دی جائے تو بڑے ہو کر بچے پھر بات نہیں سمجھ سکتے۔

یہ بڑی اہم بات ہے

مَیں نے امریکہ میں بھی ایک مثال دی تھی اور یہ بڑی اہم بات ہے خاص طور پر بچیوں کی تربیت کے لئے وہاں کے ایک عہدیدار نے مجھے کہا کہ آپ پردے پر بڑا زور دیتے ہیں۔ مغربی معاشرے میں ہم کس طرح اسے لاگو کر سکتے ہیں۔ بعض بچیاں بات نہیں مانتیں۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مَیں نہیں کہتا۔ قرآن کریم کا یہ حکم ہے اللہ کا یہ حکم ہے تو اگر اس حکم کو نہیں مان رہیں یا اس پر اچھی طرح عمل نہیں ہو رہا تو وہ میری نافرمانی نہیں کر رہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہی ہیں۔ دوسرے یہ کہ مَیں نے انہیں کہا تھا کہ مغربی ماحول یا سکول اور اس قسم کے الفاظ کا نعرہ جو تم لوگ لگاتے ہو کہ ان کے ہوتے ہوئے کس طرح ہم یہ دینی حکم لاگو کریں، دینی شعار کو لاگو کریں تو یاد رکھیں کہ خدا جو غیب کا علم رکھنے والا ہے اسے آج کے حالات بھی پتہ تھے اور آج سے ایک ہزار سال کے بعد کے حالات بھی پتہ ہیں کہ کیا ہونے ہیں بلکہ قیامت تک اور اس کے بعد بھی جو انسان کے ساتھ ہونا ہے سب اس عالم الغیب خدا کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو، وہ اس لئے فرمایا کہ بعض لوگ اپنے فرائض بھول جائیں گے اس زمانہ میں ان کو بھی یاددہانی ہوتی رہے۔

حیا اور لباس کا تقدس

اپنی خواہشات کی پیروی کی طرف زیادہ نظر ہوگی۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی بجائے ترجیحات الٹ ہو جائیں گی۔ جس فیشن کو وہ وقت کی ضرورت سمجھتے ہیں یا اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے ایسی بچیاں اختیار کریں گی اور ایسی عورتیں اور کمزوری دکھائیں گی وہی ان کے لئے اور ان کی اولادوں کے لئے ہلاکت کا باعث بن جائے گی۔ جو مائیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لباس کا خیال نہیں رکھیں گی وہ بڑے ہو کر بھی ان کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ بعض بچیوں کی اٹھان ایسی ہوتی ہے کہ دس گیارہ سال کی عمر کی بچی بھی چودہ پندرہ سال کی لگ رہی ہوتی ہے ان کو اگر حیا اور لباس کا تقدس نہیں سکھائیں گی تو بڑے ہو کر بھی پھر ان میں کبھی تقدس پیدا نہیں ہوگا بلکہ بچی چاہے بڑی نہ بھی نظر آ رہی ہو، چھوٹی عمر سے ہی اگر بچیوں میں حیا کا یہ مادہ پیدا نہیں کریں گی اور اس طرح نہیں سمجھائیں گی کہ دیکھو تم احمدی ہو، تم یہاں کے لوگوں کے ننگے لباس کی طرف نہ جاؤ۔ تم نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے۔ تم نے اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اس لئے تنگ جینز اور اس کے اوپر چھوٹے بلاؤز جو ہیں ایک احمدی بچی کو زیب نہیں دیتے۔ تو آہستہ آہستہ بچپن سے ذہنوں میں ڈالی ہوئی بات اثر کرتی جائے گی اور بلوغت کو پہنچ کر حجاب یا سکارف اور لمبا کوٹ پہننے کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی ورنہ پھر ان کی یہی حالت ہوگی جس طرح بعض بچیوں کی ہوتی ہے۔ مجھے شکایتیں ملتی رہتی ہیں دنیا سے اور یہاں سے بھی کہ مسجد میں آتے ہوئے، جماعتی فنکشن پر آتے ہوئے تو سر ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور بہت اچھا لباس پہنا ہوا ہوتا ہے اور باہر پھرتے ہوئے سر پر دوپٹہ بھی نہیں ہوتا بلکہ دوپٹہ سرے سے غائب ہوتا ہے سکارف کا تو سوال ہی نہیں۔

حضور انور نے فرمایا پس مائیں اگر اپنے عمل سے بھی اور نصائح سے بھی بچیوں کو توجہ دلاتی رہیں گی یہ احساس دلاتی رہیں گی کہ ہمارے لباس حیادار ہونے چاہئیں اور ہمارا ایک تقدس ہے تو بہت سی قباحتوں سے وہ خود بھی بچ جائیں گی اور ان کی بچیاں بھی بچ جائیں گی۔ اگر ہم اپنے جذبات کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ تو بڑی بڑی قربانیاں کس طرح دے سکتے ہیں۔ پھر اس طرح ماؤں نے لڑکوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔ انہیں بھی اچھے اور برے کی پہچان سکھانی ہے۔ بعض بچے غلط قسم کی صحبت میں جا کر برباد ہو رہے ہیں اور ماں باپ ان کی حرکتوں پر پردہ ڈالتے ہیں بلکہ اگر کوئی ان تک ان نوجوانوں کی، ان کے بچوں کی شکایت کر دے تو برا مان جاتے ہیں حالانکہ وہ ان کے اپنے فائدہ کے لئے ہے ان کے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں بعد میں پھر روتے ہیں، خط لکھتے ہیں، دعا کے لئے کہتے ہیں۔

ایک احمدی ماں کی ایک بہت بڑی ذمہ داری

تو شروع سے ہی اپنے گھروں کی حالت کو دیکھنا ایک ماں کا کام ہے اور ایک احمدی ماں کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ اگر تربیت اچھی نہیں کر رہیں تو نہیں جانتیں کہ یہ لاڈ نہیں ہے جو اس بچے کے ساتھ کیا جا رہا ہے بلکہ ایسی مائیں پھر قتل اولاد کی مرتکب ہو رہی ہوتی ہیں۔ پس مومن کی اللہ تعالیٰ نے جو یہ نشانی بتائی ہے کہ معروف

کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں وہ یہی معروف ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکامات رکھے ہیں نیک اعمال کے، ان کو اختیار کیا جائے اور وہ تمام باتیں منکر ہیں جن کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ایک ماں اور ایک بیوی یہ عمل کر کے اگر وہ صحیح طرح تربیت کر رہی ہے تو اس امانت کا بھی حق ادا کر رہی ہوتی ہے جو اس کے سپرد ہے اور اپنی نسلوں کی حفاظت بھی کر رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو کامل مومن ہیں اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ پس یہ بچے صرف آپ کے بچے نہیں، یہ جماعت کی امانت ہیں۔ ان کی صحیح تربیت کرنا ان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلانا، ان کو برائیوں کے بھیانک انجام بتا کر ان سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ بعض ماؤں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ماؤں کا عارضی لاڈ پیار جو ہے کس قدر بھیانک نتائج پر منتج ہوتا ہے۔ پھر بحیثیت احمدی اپنے ماحول میں بھی نیکی کو پھیلانے اور برائیوں کو روکنے کی ایک احمدی عورت کی ذمہ داری ہے۔ آپ کے اپنے کردار اور اعمال سے ماحول میں جماعت کا اثر قائم ہونا ہے اور ہوتا ہے۔ اس لئے ہر احمدی عورت کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں کے بہتر حالات اسے اس بات سے غافل نہ کر دیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا نہ کرے یا ادا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ احمدیت کا پیغام پہنچانے کا فریضہ آپ اس وقت تک صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکیں گی جب تک آپ اپنے آپ کو بھی ان تمام نیکیوں کا عملی نمونہ نہیں بنائیں گی جو قرآن کریم نے بیان فرمائیں اور ان تمام برائیوں سے نہیں بچیں گی جن سے بچنے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے۔

نظام جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری

جب تک آپ کے دل ہر قسم کے کینوں اور بغضوں سے ایک دوسرے کے لئے پاک نہیں ہوں گے۔ جب تک نظام جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں آپ آگے سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش نہیں کریں گی اس وقت تک آپ اپنے فرائض ادا نہیں کر رہی ہوں گی اور یہی اس آخری حکم کا بھی مطلب ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہیں، یہ خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے ایمان کو خدا تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے جو ان کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی حدود وہ ہیں جن میں نیکیاں پنپ رہی ہیں، جن میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار بلند ہو رہے ہیں۔

نسلیں محفوظ رہتی ہیں

پس ان حدود کی حفاظت کرنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے چاہے وہ عورت ہو یا مرد اور پھر ایسے لوگوں کی حفاظت خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ پھر شیطان کے حملے سے ایسے لوگ محفوظ رہتے ہیں، ان کی نسلیں محفوظ رہتی ہیں۔ پھر دنیا کی دلچسپیاں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں۔ ایک حقیقی مومن جانتا ہے اور ایک حقیقی مومنہ جانتی ہے کہ وہ لائن کہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں نیکیوں کے لبادہ میں شیطان کھڑا ہے۔ آدم اور حوا کو بھی شیطان نے نیکی کے دھوکہ ہی سے ورغلایا تھا۔ انہوں نے اگر غلطی کی تھی تو اس سوچ کے ساتھ کہ دائمی جنت کے وارث بنے رہیں۔ پس ہر عورت اور ہر ہوشمند بچی اس بات کا خیال رکھے کہ اس معاشرے میں تعلیم اور عقل اور روشن خیالی کے نام پر بہت سے شیطان ورغلانے کے لئے کھڑے ہیں۔ اگر ہر احمدی عورت اور لڑکی نے اپنی ذمہ داری کو نہ پہچانا، اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کے لئے ہر وقت تیار نہ رہی تو شیطان ان حدود میں داخل ہو کر ان کی دنیا و آخرت برباد کرنے کی کوشش کرے گا۔ پس شیطان سے بچنے کے لئے توبہ استغفار، نماز اور دوسرے نیک اعمال کو ایک کوشش سے بجالانے کی کوشش کریں تا کہ اللہ کی حدود پر آپ ہر وقت چوکس کھڑی رہیں۔ نہ ہی نیکی کے نام پر شیطان آپ کو کبھی ورغلا سکے، نہ ہی دنیاوی لذت اور چمک دکھا کر شیطان آپ کو اپنے مقصد پیدائش سے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت سے غافل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مومنوں کو ہوشیار کرتے ہوئے یوں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ آل عمران:201)

کہ اے مومنو! صبر سے کام لو اور صبر دکھاؤ اور سرحدوں کی نگرانی رکھو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی حدود کے نیچے چلیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رباط لغت میں نفس اور انسانی دل کو بھی کہتے ہیں۔ فرمایا یہ اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ انسانوں کے نفوس یعنی رباط بھی تعلیم یافتہ چاہئیں اور ان کے قویٰ اور طاقتیں ایسی ہونی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کے نیچے چلیں کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو ایسے حرب اور جدال کا کام نہ دے سکیں گے جو انسان اور اس کے خوفناک دشمن یعنی شیطان کے درمیان اندرونی طور پر ہر لحظہ اور ہر آن جاری ہے۔ جیسا کہ لڑائی اور میدان جنگ میں علاوہ قوائے بدنی کے تعلیم یافتہ ہونا بھی ضروری ہے اسی طرح اس اندرونی حرب اور جہاد کے لئے نفوس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم مطلوب ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیطان اس پر غالب آ جائے گا اور وہ بہت بری طرح ذلیل و رسوا ہوگا۔ پس اس زمانے میں جو جنگ شیطان کے ساتھ ایک مومن کی ہے یہ ایک ایسی جنگ ہے جس میں ہر مرد، عورت، بچے بوڑھے نے لازماً حصہ لینا ہے ورنہ ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

یہ تعلیم ہم نے قرآن کریم سے حاصل کرنی ہے

حضور انور نے فرمایا پس اس کے لئے جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اندرونی حرب اور جہاد کے لئے یعنی جنگ کے لئے نفوس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم کی ضرورت ہے۔ یعنی ایسا جہاد جو نفس کی پاکیزگی کا جہاد ہے اس کے لئے تربیت اور تعلیم کی ضرورت ہے ورنہ جس طرح ایک غیر تربیت یافتہ فوجی میدان جنگ میں شکست کھا جاتا ہے مومن بھی شیطان سے شکست کھا جائے گا اور تعلیم اور تربیت کس طرح کرنی ہے؟ یہ تعلیم ہم نے قرآن کریم سے حاصل کرنی ہے اور پھر اس تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جس سے ہمارا تزکیہ نفس ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت اس وقت ہوگی جب حدود کا بھی پتہ ہو اور ان حدود کا پتہ چلتا ہے قرآن کریم سے۔ پس ہر گھر میں قرآن کریم کے پڑھنے کو رواج دینا اور اس کا مطلب سمجھنا، ترجمہ پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا جس سے حقیقی تعلیم اور تربیت کا مقصد پورا ہو سکے یہ ضروری ہے۔ جس سے پھر تزکیہ نفس ہوگا اور جس سے اللہ تعالیٰ شیطان کے خلاف جنگ میں پھر اپنے فضل سے کامیابیاں عطا فرمائے گا۔ پس مائیں خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلائیں گو جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں مردوں کے سپرد یہ کام کرتی ہیں لیکن گھر کی اصلی نگران جیسا کہ میں نے کہا عورت ہے۔ اگر اس کی کوشش شامل نہیں ہوگی تو کبھی خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکے گا۔ پس خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی حدود کی پہچان کروائیں اور پھر اس کی حفاظت کے لئے مسلسل کوشش کریں۔ یہی ایک چیز ہے جو پھر اگلی نسلوں کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کے لئے، شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک

بہترین فوج آپ تیار کر رہی ہوں گی۔ وہ نسلیں اپنے بعد چھوڑ کر جائیں گی جو مومنین کی اس جماعت میں شامل ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی حسنات کی بشارت دیتا ہے۔ اس زمانہ میں مومنین کی ایسی ہی یا یہی جماعت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو اس دنیا میں بھیجا ہے۔ پس جہاں اپنے آپ کو جماعت میں شامل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کو اس فوج میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جو شیطان کے خلاف کھڑا ہو کر سرحدوں کی حفاظت کرے۔

حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی تمہارے اخلاق عادات پابندیٔ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

آج کل کے دور میں

پھر آپ فرماتے ہیں ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے، نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب پر مقدم رکھے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آج کل کے دور میں نفسانی اغراض بہت زیادہ غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ نفسانی اغراض کے ذریعہ شیطان انسان کے اندر گھسنے کی کوشش کرتا ہے یا ان اغراض کی وجہ سے شیطان تیزی سے انسان کی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ پس اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اللہ کو مقدم سمجھیں، اللہ کے احکامات پر عمل کریں، عبادتوں میں بھی بڑھیں اور دوسری نیکیوں میں بھی قدم آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے آپ میں بھی اور اپنی نسلوں میں بھی ایک انقلاب پیدا کرنے والی بن جائیں۔ دنیاوی خواہشات آپ کو ہیچ نظر آنے لگیں اور ان مومنات میں شامل ہو جائیں جنہیں خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت نیکیوں میں بڑھنے والی، جماعت سے تعلق رکھنے والی اور خلافت سے وفا کرنے والی ہے۔ اپنے ساتھ ان کمزوروں کو بھی ملائیں جو اس پر عمل کرنے والی نہیں ہیں۔ یہ آپ میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایک یہ بھی ہے کہ اپنے ماحول میں اپنے اردگرد بھی نظر رکھیں۔ اپنوں کو بھی سمجھائیں اور غیروں کو بھی سمجھائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ خلافت احمدیہ کے قیام و استحکام کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی اس روح کو اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں جو ایک مومن کے لئے ضروری ہے جس سے خلافت کے انعام کی آپ مستحق بنتی چلی جائیں گی تا کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے فیض یاب ہوتے چلے جائیں۔ آج اگر عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیا تو انشاء اللہ اگلی نسلوں کی بہتری کے لئے اور آپ کی نسلوں میں خلافت کے انعام کے جاری رہنے کے لئے آپ ایک ضمانت بن جائیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب MTA پر Live نشر ہوا۔ مقامی ریڈیو FM پر بھی Live نشر ہوا۔ خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 26-05 ستمبر 2008ء)

(مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا۔ اکتوبر تا دسمبر 2008ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ کے موقع پر اپنے دعائیہ اشعار میں یوں نصیحت فرمائی:

لو میری پیاری بچی   تم کو خدا کو سونپا
اس مہربان آقا   اس باوفا کو سونپا
کرنا خدا سے اُلفت   رہنا تم اُس سے ڈر کر
تم اُس سے پیار رکھنا   بس اُس کو یاد رکھنا
سُوفارِ عشق اس کا   تم دل کے پار رکھنا
دلبر ہے وہ ہمارا   تم اس سے چاہ رکھنا
مشکل کے وقت دونوں   اُس پر نگاہ رکھنا
اُلفت نہ اس کی کم ہو   رشتہ نہ اس کا ٹوٹے
چھٹ جائے خواہ کوئی   دامن نہ اُس کا چھوٹے

(کلام محمودؓ)

رخصتی کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اپنی بیٹی کو نصائح

☆ آپؓ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ صاحبہ کو شادی کے وقت نصیحت فرمائی:

’’بچہ! اپنے مالک، رازق اللہ کریم سے ہر وقت ڈرتے رہنا اور اس کی رضا مندی کا ہر دم طالب رہنا۔ اور دعا کی عادت رکھنا۔ نماز اپنے وقت پر اور منزل قرآن کریم کی بقدر امکان بدوں ایام ممانعت شرعیہ ہمیشہ پڑھنا۔ زکوٰۃ، روزہ، حج کا دھیان رکھنا اور اپنے موقع پر عمل درآمد کرتے رہنا۔ گلہ، جھوٹ، بہتان، بیہودہ قصے کہانیاں یہاں کی عورتوں کی عادت ہے اور بے وجہ باتیں شروع کر دیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کی مجلس زہر قاتل ہے ہوشیار خبردار رہنا۔ ہم کو ہمیشہ خط لکھنا۔ علم دولت ہے بے زوال، ہمیشہ پڑھنا۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو قرآن پڑھانا۔ زبان کو نرم، اخلاق کو نیک رکھنا۔ پردہ بڑی ضروری چیز ہے۔ اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم کو نیک کاموں میں مدد دیوے۔‘‘

(حیات نور، صفحہ 80)

شادی بیاہ مرد اور عورت میں ایک معاہدہ ہے، ہر دو اس معاہدہ کی پاسداری کریں

فرمایا:

’’اب میں گھر کی سطح پر، بعض رشتوں کی سطح پر معاہدے کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ شادی بیاہ کا تعلق بھی مرد اور عورت میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس معاہدے کی رو سے تم پر یہ فرائض (عائد۔ ناقل) ہوتے ہیں۔ مثلاً خاوند کی ضروریات کا خیال رکھنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، گھر کے امور کی ادائیگی وغیرہ۔ اسی طرح مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔ ان کی متفرق ضروریات کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اور دونوں میاں بیوی نے مل کر بچوں کی نیک تربیت کرنی ہے اس کی ذمہ داری ان پر ہے۔ تو جتنا زیادہ میاں بیوی آپس میں اس معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے اتنا ہی زیادہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 19 دسمبر 2003ء از خطباتِ مسرور، جلد اول، صفحہ 559)



متفرق ارشادات

حضرت اماں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیمتی نصائح

☆ اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جن کو اُن سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔

☆ اگر کوئی کام اُن کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا۔ کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆ کبھی اُن کے غصہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر پر یا کسی بچے پر خفا ہوں اور تم کو معلوم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اُس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور اُن کا غلطی پر ہونا اُن کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

☆ ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی بُرائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی بُرائی کرے تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا کرے گا۔''

(سیرت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا حصہ دوم، صفحہ 342)

مثالی محبت

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بھی حضورؑ کی پسند ناپسند کا خیال رکھتیں۔ کھانا بھی اکثر خود پکاتیں یا پھر سامنے بیٹھ کر اپنی نگرانی میں تیار کرواتیں۔ آپ کے دوسرے کاموں میں آپ کا ہاتھ بٹاتیں جیسے کوئی دوست اپنے دوست کا کام کر رہا ہے۔ غرض یہ جوڑا بے مثال تھا اور آپس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان نے حضرت اقدس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''میں ہمیشہ دُعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے آپ سے پہلے اُٹھا لے۔'' یہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً بولے کہ ''اور میں ہمیشہ دُعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ جاؤں۔''

(سیرت حضرت اماں جان از صاحبزادی امتہ الشکور۔ ربوہ: مجلس خدام الاحمدیہ الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ۔ صفحہ 3)

بیویوں سے مساوی حسن سلوک

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شوہر کے بیویوں سے مساوی حسن سلوک کے بارہ میں تحریر فرماتی ہیں۔

'' حضور نے اپنی چاروں بیویوں کا انفرادی طور پر اور مجموعی طور پر اس قدر خیال رکھا کہ ہر بیوی کے دماغ کے رگ و ریشہ میں یہ بات سمائی ہوئی ہے۔ کہ جو تعلق حضور کو مجھ سے ہے وہ کسی اور سے کیا ہوگا ؟ اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی جگہ تمام خوش اور مطمئن ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ حضور نے ہر بیوی کو اس کے حقوق دیئے کہ کیا کوئی دے گا۔ ہر بیوی کا خیال اس حد تک رکھا کہ ہر بیوی اپنے عزیزوں (میکے والوں) تک کو بھول کر حضور ہی کی ذات میں کھو کر رہ گئی۔ بیویوں کی خوشی میں، بیویوں کے غم اور دُکھ درد میں، بیویوں کی بیماری اور پریشانی میں، باوجود غیر معمولی دینی مصروفیات اور سلسلہ کی ذمہ داریوں کے آپ ہر وقت ہر موقع پر شریک ہوئے۔ اور ان کی اس قدر خوبصورت طریق سے دلداریاں کیں کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ہم لوگوں کی طبیعت کی خرابی پر خواہ معمولی سر درد ہی کیوں نہ ہو۔ جب پتہ چلتا تو دوائیاں خود لے کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ غذا تک اپنے ہاتھ سے دیتے۔ خود بار بار طبیعت دیکھتے۔ پھر ڈاکٹر کو بلا کر ہدایات دیتے۔ خاص توجہ کے لئے تلقین کرتے۔ خواہ شدت کی گرمی ہوتی، خواہ کڑاکے کا جاڑا۔ آپ بذاتِ خود بار بار آتے۔ کبھی دوائی کی تلقین کبھی غذا اور پرہیز کی اور پھر اسی پر بس نہیں۔ اگر کھانے کا وقت ہے یا دوائی کا وقت اپنے ہاتھ سے غذا یا دوائی دے کر پھر واپس اپنے کام میں لگ جاتے۔ اخراجات دینے کے لحاظ سے بھی آپ نے ایسا انصاف قائم رکھا کہ اس میں کسی کی رعایت نہ رکھی سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ اور ایک سا سلوک کیا۔ بارہا ایسا ہوا کہ مہمان اچانک آگئے اور آپ نے اس خیال سے کہ مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ اگر ہم لوگ مہمان کے لئے کوئی مشروبات تیار کر رہی ہیں یا کھانے کا وقت ہے اس کا اہتمام کر رہی ہیں تو آپ فوراً خندہ پیشانی سے آگے بڑھتے ہیں اور ہمارا ہاتھ بٹانا شروع کر دیتے ہیں۔ یا گرمیوں کے دنوں میں بارش یا آندھی اچانک آجاتی اور ہم لوگ جلدی جلدی بستر چارپائیاں اُٹھاتے تو آپ آگے بڑھ کر خود ہی کام ہمارے ساتھ کرنے لگ جاتے۔ اس حد تک کہ ہمیں اصرار کرنا پڑتا کہ آپ یہ بوجھ نہیں اُٹھا سکیں گے یا بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو رہا ہے آپ جلدی سے اندر چلے جائیں سامان ہم خود سمیٹ لیں گی۔ مگر آپ ہیں کہ بالکل نہیں مانتے۔ اور فرماتے ہیں تمہیں اکیلے تکلیف ہوگی اور برابر ساتھ

ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔۔۔۔

خود بیوی کے ایک ایک عزیز کا پوچھیں گے۔ ان کی خوشی وغمی میں پورے اہتمام اور انہماک سے حصہ لیں گے۔ بیویوں کے ضرورت مند عزیزوں کا اتنا خیال کہ بعض اوقات بیویوں کو اس بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے کہ میرے فلاں عزیز کو فلاں تکلیف تھی تم نے مجھے کیوں نہ بتایا (بیوی کے عزیز کو آپ نے کبھی بیوی کا عزیز نہیں سمجھا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تمہارے فلاں عزیز بلکہ ہمیشہ میرا فلاں عزیز فرمایا کرتے تھے) اور پھر ان کی ضروریات کو اس طرح پورا کرتے ہیں کہ بڑے سے بڑا فیاض بھی حضور کی فیاضی اور دریا دلی کے سامنے ہیچ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس قدر محبت و پیار اور فیاضانہ سلوک کرنے کے بعد کیا مجال جو کبھی آپ نے کبھی اشارۃً یا کنایۃً اپنے اس رویہ کا ذکر بھی کیا ہو۔ اب میاں بیوی کا معاملہ واحد ہوتا ہے۔ کبھی تخلیے میں بھی انسان بے تکلفی میں اظہار کر دیتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اس قدر لمبا عرصہ گزارنے پر بھی مجھے کبھی کوئی ایسی مثال ڈھونڈے نہیں ملی۔''

(مصباح، خلافت نمبر۔ دسمبر۔ جنوری 65-1964ء، صفحہ 44-46)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کا ایک پہلو

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے واقعتاً حضرت اماں جانؓ کی نصائح پر نہ صرف عمل کیا بلکہ ان نصائح کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی تربیت کی طرف خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی بہت توجہ تھی۔ چنانچہ آپ کی سیرت کے بارہ میں آپ کی صاحبزادی محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

''کوئی اور بیوی ہوتی تو یقیناً مغرور ہو جاتی اور شوہر کے حقوق اور محبت اور عزت میں کوتاہی کرنے لگتی۔ اپنی بڑائی کا خیال پیدا ہو جاتا لیکن امی جان نے باوجود اس کے کہ بہت چھوٹی عمر کی تھیں (بمشکل بارہ سال کی ہوں گی) ابا میاں کے اس سلوک سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھایا ہمیشہ ان کا بے حد ادب کیا، بے انتہا محبت اور عزت کی۔ جن باتوں کو وہ پسند نہ کرتے تھے ان کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ہمیشہ سامنے بھی اور غیر حاضری میں بھی ان پر عمل کیا۔ ہمیشہ ہمیں بھی یہی کہنا کہ تمہارے ابا میاں کو یہ بات پسند نہیں ہے اس کا خیال رکھو۔ ان کی بیماری میں پریشان ہو جانا۔ ان کی زندگی کے لئے بے حد دُعائیں کرنا۔ ان کے ہر حکم اور خواہش پر شرح صدر سے عمل کرنا۔ چھوٹی عمر میں شادی ہوئی، کہا کرتی تھیں بہت باتیں میں نے میاں سے سیکھی ہیں۔ کبھی کسی بات کا نقص نہ نکالتے تھے۔ بلکہ بڑی نرمی سے بہت اچھے طریقے سے بات سمجھاتے تھے۔''

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 126)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چند نصائح

'' شادی کے بعد پہلے بیوی، میاں کی لونڈی بنتی ہے تو پھر میاں، بیوی کا غلام بنتا ہے۔''

یہ کتنی حکمت اور عقل کی بات ہے کہ بیوی پہلے میاں کی فرمانبردار اور مطیع بنے گی تو میاں کا دل جیتے گی، پھر میاں بیوی سے محبت کرے گا۔

☆ میاں بیوی کی پرائیویٹ باتیں کبھی کسی سے نہ کرو۔ عورتیں اپنی سہیلیوں سے اور مرد اپنے دوستوں سے ایسی باتیں کرتے اور اپنی شیخی بگھارتے ہیں جو نہایت بُری اور نامناسب بات ہے۔

☆ میاں جب باہر سے آئے تو تیار رہو۔ جب باہر جائے جب بھی تمہارا حلیہ درست ہو تا کہ جب وہ تمہارا تصور کرے تو خوشگن ہو نہ کہ بال پھلائے ہوئے ایک بدبودار عورت کا۔

☆ غصے کے وقت میاں سے زبان مت چلاؤ۔ بعد میں غصہ ٹھنڈا ہونے پر اس کی زیادتی پر آرام سے شرمندہ کرو۔

☆ باہر سے آنے پر کبھی لڑائی نہ کرو۔ خواہ تمہیں کتنا ہی غصہ ہو۔ ہر لحاظ سے آرام پہنچا کر بے شک بھڑاس نکالو۔

☆ میاں بیوی جب کمرے میں ہوں تو کبھی کسی بات پر چیخ نہ مارو سننے والے کچھ کا کچھ سوچیں گے۔

☆ میاں بیوی کے رشتے میں جھوٹی انا نہیں ہونی چاہئے۔ اگر اپنی غلطی ہے تو بیوی، میاں کو منا لے اس میں کوئی بے عزتی نہیں۔

☆ لڑ کر کبھی گھر سے جانے کی دھمکی نہ دو۔ اگر غصہ میں آ کر کہہ دے اچھا جاؤ، تو کتنی بے عزتی ہے۔ اور میکے میں جا کر بیٹھنا تو اس وقت ہی ہے جب خدانخواستہ واقعی نہ جانا ہو۔ ورنہ ایسی بات، قدر کی بجائے بے عزتی کرواتی ہے۔

☆ کوئی کام میاں سے چھپ کر نہ کرنا جو بات چھپانے کو جی چاہے وہ ہرگز نہ کرنا۔ اگر میاں کو پتہ چل جائے تو ساری عمر کے لئے بے اعتباری ہو جائے گی اور بے عزتی الگ۔

☆ میکہ کی بات سسرال، اور سسرال کی بات میکہ میں نہ کرنا۔ تمہارے دل سے تو وہ بات مٹ جائے گی لیکن بڑوں کے دل میں گرہ پڑ جائے گی۔

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 167-168)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خط سے ایک اقتباس

'' شوہر کی اطاعت اور خوشنودی حاصل کرنا تمہارا فرض ہونا چاہئے سوائے اُن امور کے جو خلاف شریعت اور رضائے مولیٰ کے خلاف ہوں۔ اُس کی خوشیوں میں خوشی سے شریک ہو۔ اُس کے تفکرات کے اوقات میں اُس کی دلجوئی کرو۔ اُس کی عزت، اُس کا مال، اُس کی اولاد یہ سب تمہارے پاس اُس کی امانت ہوں گی۔ اُن امانتوں کی حفاظت کرنا تا کہ خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکو۔ اُس کے عزیزوں کو اپنا عزیز اور اُس کے والدین کو اپنے والدین جاننا۔ ہر فتنہ انگیز بات سے بچنا اور شکایت کبھی نہ کرنا۔ دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیشہ طلب کرتی رہنا۔

(سیرت وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 25)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چالیس جواہر پارے میں گھر کے حقیقی سکون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

'' گھر کی حقیقی سکینت اور حقیقی برکت صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے کہ خاوند بیوی کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہو اور بیوی خاوند کے حقوق پوری پوری وفاداری کے ساتھ ادا کرے۔'' (چالیس جواہر پارے، صفحہ 81)

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خط اپنی بیٹی کے نام

آپؓ اپنی بیٹی کے رخصتانہ کے موقع پر ایک خط میں تحریر فرماتے

ہیں:

''بیٹی آپ ایک نئے دور میں داخل ہورہی ہو۔اللہ کرے کہ یہ دور پہلے سے زیادہ پرسکون ہو۔لیکن جب انسان ایک دور کو چھوڑ کر دوسرے میں داخل ہوتا ہے تو اس میں کئی قسم کی دقتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ابتدا کی معمولی سی لغزش اکثر اوقات ساری عمر کی پشیمانی کا موجب ہو جاتی ہے۔اس لئے نئے دور میں قدم رکھتے ہوئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔اب تمہارا بہت سے ایسے آدمیوں سے واسطہ پڑتا ہے جن کی طبیعت سے تم مانوس نہیں ہو۔بعض افراد کے لئے اپنی طبیعت کو مجبور کر کے پیار محبت کے جذبات پیدا کرنے ہوں گے۔ان کے ماحول کے قالب میں تم اپنے آپ کو ڈھال سکو۔تم کو اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئیے کہ نکما اور بے کار آدمی دوسروں کی نظر میں بالکل بے توقیر ہو جاتا ہے ۔اس لئے کام کرنا اور خدمت کرنا اپنا شیوہ بنالو۔اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالو۔انسان کی حالت دنیا میں ایک جیسی نہیں رہتی ۔تنگی ترشی دونوں پہلو لگے ہوئے ہیں۔تنگی میں صبر کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔بغیر کسی قسم کی گھبراہٹ کے اللہ کی نصرت صبر شکر کے ساتھ طلب کرتے رہو اور ایسی حالت میں اپنے میاں کے لئے امن اور تسکین کا فرشتہ بنی رہو۔اپنے مطالبات سے اس کو کبھی تنگ مت کرو یہاں تک کہ اس کا فضل آجائے۔لیکن ایسی حالت میں ایسی قناعت نہیں کرنی چاہئے کہ دونوں بے کار ہو کر بیٹھے رہو۔خود بھی اور میاں کو بھی خدا کے آگے جھکائے رکھو اور کام کرنے اور محنت کرنے کی ترغیب اُن کو دیتی رہو۔''

(ماہنامہ مصباح ربوہ۔اپریل 2001ء صفحہ 8-9)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیمتی نصائح

آپ اپنی بیٹی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہؓ (چھوٹی آپا) کی شادی پر نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بیوی کا پہلا فرض ہے کہ جب وہ خاوند کے گھر جائے تو اس کی مرضی پہچاننے کی کوشش کرے اور اس کی طبیعت اور مزاج کا علم حاصل کرے۔پھر اگلا مرحلہ یعنی خاوند کو راضی رکھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔مگر بعض باتیں ایسی ہیں جو عموماً خاوند کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں اُن سے احتراز کرنا چاہئیے وہ باتیں یہ ہیں۔

☆ ایک بات یہ ہے کہ بیوی اکثر خرچ کے لئے تقاضہ کرتی ہے۔خرچ حکمت سے لینا چاہئے نہ کہ تقاضہ اور تنگ کر کے اور جب خاوند کے پاس روپیہ موجود نہ ہو اُس وقت مطالبہ کرنا اُس کو تکلیف دینا ہے۔

☆ ایک بات یہ کہ بیوی اکثر اوقات بدمزاج یا خاموش رہے اور جب خاوند گھر آئے تو اُسے سچے دل سے خوش آمدید نہ کہے یا اس کی بات کاٹے یا ایسے الفاظ لوگوں کے سامنے کہے جس میں خاوند کی کسی قسم کی تحقیر ہو یا بہت نخرے کرے اور ناز برداری کی خواہش رکھے اُس کی خیر خواہی کی بات نہ مانے مثلاً اگر وہ کہے کہ میرے ساتھ کھانا کھاؤ تو جواب دے کہ مجھے بھوک نہیں۔وہ کوئی دوا تجویز کرے تو کہے کہ یہ مجھے مفید نہیں ہوگی میں استعمال نہ کرونگی۔وہ کوئی کپڑا یا تحفہ لائے تو اُسے حقارت سے دیکھے۔غرض ایسی بیسیوں چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں بیبیاں اکثر فیل ہوجاتی ہیں اور اپنی زندگی کو تلخ کر لیتی ہیں۔

☆ بحث کرنا اور مخالف جواب دینا یہ خاوند کے دل سے بیوی کی محبت کو اس طرح اُڑا دیتا ہے جس طرح ربڑ پنسل سے لکھے کو۔اور یہ عادت آجکل کی تعلیم یافتہ لڑکیوں میں بہت ہے۔

☆ مریم صدیقہ! صبح کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت اگر ہمیشہ کرتی رہوگی تو تمہارے دل میں ایک نور پیدا ہوگا۔

☆ جس بی بی کو گھر کی صفائی، پکانا، سینا اور خانہ داری آتی ہے وہ خاوند کو زیادہ خوش رکھ سکتی ہے۔بہ نسبت اُس کے جو کہ ناولیں یا قصے ہی پڑھتی رہتی ہے یا اپنے بناؤ سنگھار میں لگی رہتی ہے۔

☆ بے قراری کا اظہار ایک معیوب بات ہے۔صبر ایک اعلیٰ خُلق ہے خصوصاً عورتوں کے لئے۔اور بھوک، بیماری، درد اور اذیت پر صبر کرنا صدق، تقویٰ اور ایمان کی علامت ہے۔

(ماہنامہ مصباح ربوہ۔جولائی 2004ء صفحہ 15-16)

فقہ احمدیہ

فقہ احمدیہ میں لکھا ہے۔

''اس کے مقابل پر بیوی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خاوند کے ازدواجی حقوق ادا کرے۔اس پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ وہ خاوند کی وفادار اور معروف طریق پر اس کی اطاعت گذار ہو۔''

(فقہ احمدیہ مشتمل بر احکام شخصیہ صفحہ 53)

☆ خاوند کے حقوق اور اُس کی اطاعت اور اُس سے وفا کے سلسلہ میں تمام تعلیم کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

بیوی کو اپنے خاوند کے مندرجہ ذیل حقوق کی ادائیگی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئیے۔

1۔ خاوند کے آرام واحترام اور جذبات کا خیال رکھے۔
2۔ خاوند کی عزت کی حفاظت کرے۔
3۔ خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔
4۔ خاوند کی اولاد کی تربیت اور نگہداشت کرے۔
5۔ خاوند کے رشتہ داروں سے ایسا سلوک کرے کہ گویا اپنے رشتہ دار ہیں۔
6۔ خاوند کے سوا کسی پر اپنی زینت ظاہر نہ کرے۔
7۔ خاوند کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کا خیال رکھے۔
8۔ خاوند کی صحت کا خیال رکھے۔
9۔ خاوند اگر کسی گھریلو یا باہر کے معاملہ میں مشورہ کرے تو خالص نیک نیتی سے مشورہ دے۔
10۔ خاوند سے ایسے تقاضے نہ کرے جو اس کی طاقت اور استطاعت سے زیادہ ہوں۔
11۔ ہر دُکھ سُکھ کی گھڑی میں خاوند کا ساتھ دے اور دلجمعی کا باعث ہو۔
12۔ ہر کام میں خاوند کے وقار کو ملحوظ رکھے۔
13۔ صلح وآشتی کا رویہ ہر حالت میں قائم رکھے۔

(اسلامی معاشرہ میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض۔صفحہ 30)

حمد وثناء

جماعت احمدیہ میں یہ طریق ہے کہ رخصتی کے موقع پر تلاوت کے بعد کوئی نظم بھی پڑھی جاتی ہے۔ بالعموم اس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ''محمود کی آمین'' سے منتخب اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ ذیل میں اس پاکیزہ کلام کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں جن میں دعا کے ساتھ ساتھ نہایت اہم نصائح بھی ہیں جن سے دلہن ودلہا دونوں اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہیں۔

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جا ودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُسکے سب ہیں فانی
غیروں سے دِل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اِک دل کا یارِ جانی
دِل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کر ان کو نیک قسمت دے اِنکو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزّت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر
رُتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر ،تیرا نہیں ہے ہمسر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

شیطاں سے دور رکھیوٴ اپنے حضور رکھیوٴ
جاں پُر ز نُور رکھیوٴ دل پُر سرُور رکھیوٴ
ان پر میں تیرے قرباں ! رحمت ضرور رکھیوٴ
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دُعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر اُمید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآن کتاب رحماں سکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
اُن پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے چشمہ ٴ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اِعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سدار رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(دُرِّثمین)

باپ کی ایک غمزدہ بیٹی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ

باپ کی ایک غمزدہ بیٹی
دیر کے بعد مسکرائی ہے
آنکھ نمناک ہے مگر پھر بھی
مسکراہٹ لبوں پہ آئی ہے

اس سے کہنے لگی کہ کیوں ابّا
آپ اتنے اداس بیٹھے ہیں
سب کو غمگین کر دیا ہے جو
آپ کے آس پاس بیٹھے ہیں

اپنے دل میں بسا کے میرا غم
کب تلک میرا درد پالیں گے
میرے دکھ کو لگا کے سینے سے
کیا مرا ہر ستم اٹھا لیں گے

آپ کی بیٹیاں☆ ہیں اور بھی جو
اپنوں ، غیروں کے ظلم سہتی ہیں
اپنے ماں باپ سے بھی چھپ چھپ کر
رازِ دل آپ ہی سے کہتی ہیں

رات سجدوں میں اپنے ربّ کے حضور
اُن کے غم میں بھی آپ روتے ہیں
جن کے ماں باپ اور کوئی نہ ہوں
ان کے ماں باپ آپ ہوتے ہیں

آپ نے زندگی گزارنی ہے
ساری دنیا کے بوجھ اٹھائے ہوئے
آپ سے مانگتے ہیں مرہم دل
سب کے ہاتھوں سے زخم کھائے ہوئے

ان کو سمجھائیں ان سے بھی زیادہ
ہیں ستم دیدہ لوگ دنیا میں
اپنوں کے ہاتھ مرنے والوں پر
روز ہوتے ہیں سوگ دنیا میں

(کلامِ طاہرؒ۔ یو کے ایڈیشن، 2001ء ، صفحہ 134-135)

☆ سب احمدی بچیاں

گھر کی پاسبانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

'' آپ میں سے ہر وہ عورت جس کے گھر میں کوئی فتنہ ہو اور اتحاد میں خلل پیدا ہوتا ہو اپنے خدا کے سامنے اُس کی ذمہ دار ہے۔ اور اس کے متعلق اپنے رب کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا کیونکہ اُس نے اپنے گھر کی پاسبانی نہیں کی۔''

(ماہنامہ مصباح ربوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نمبر۔ جون جولائی 2008ء صفحہ 85)

محبت کا خون

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

'' احمدی عورت واقعتاً اس بات کی اہلیت رکھتی ہے اور حضرت اقدس محمد ﷺ کی توقعات پورا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے کہ اس دنیا میں جنت کے نمونے پیدا کرے۔ اپنے گھروں کو وہ جذب دے، وہ کشش عطا کرے، جس کے نتیجہ میں وہ محور بن جائے اور اُس کے گھر کے افراد اس کے گرد گھومیں۔ اُنہیں باہر چین نصیب نہ ہو بلکہ گھر میں سکینت ملے۔ وہ ایک دوسرے سے پیار و محبت کے ساتھ ایسی زندگی بسر کریں کہ لذت یابی کا محض ایک ہی رُخ سر پر سوار نہ رہے جو جنون بن جائے اور جس کے بعد دنیا کا امن اُٹھ جائے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے پیار و محبت کے جو مختلف لطیف رشتے عطا فرما رکھے ہیں اُن رشتوں کے ذریعہ وہ سکینت حاصل کریں۔ جیسے خون کی نالیوں سے ہر طرف سے دل کو خون پہنچتا ہے۔ وہ دل بن جائیں اور ہر طرف سے محبت کا خون اُن تک پہنچے اور جسم کے ہر عضو کو اُن کی طرف سے سکینت کا خون پہنچے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 دسمبر 1991ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان)

ایک عرب ماں کی اپنی بیٹی کو چند نصائح

☆ ایک عرب ماں امامہ بنت حارث نے اپنی بیٹی کی رُخصتی کے موقع پر اسے درج ذیل نصائح کیں:

'' اے میری پیاری بیٹی! تو اس ماحول سے جدا ہو رہی ہے جس میں تو پیدا ہوئی اور جس گھونسلے میں تو پروان چڑھی۔ اسے پیچھے چھوڑ کر تو ایک ایسے گھونسلے کی طرف جا رہی ہے جس سے تو نا آشنا ہے اور ایک ایسے ساتھی کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مانوس نہیں۔ وہ تیرا مالک بن کر تیرا نگران اور سرتاج بن گیا ہے۔ پس تو اس کی لونڈی بن جانا وہ تمہارا غلام بن جائے گا۔

اے میری پیاری بیٹی! تو مجھ سے چند نصیحتیں پلّے باندھ لے۔ یہ تیرے لئے قیمتی اندوختہ اور باعثِ شرف ہوں گی۔

☆ خاوند کا ساتھ ہمیشہ قناعت سے دینا۔

☆ خوش دلی سے اس کی بات سننا اور اس کا کہا ماننا ہمیشہ تمہارا طرزِ عمل ہو۔

☆ اس کی نگاہوں کی پسندیدگی کا خیال رکھنا۔

☆ اس کی نفرت و کراہت کے مواقع کا بغور جائزہ لینا۔ تیری کسی بدصورتی پر اس کی نگاہ نہ پڑے اور جسم سے وہ ہمیشہ پاکیزہ خوشبو ہی سونگھے۔

☆ اس کے کھانے کے اوقات کا خاص خیال رکھنا۔

☆ اس کی نیند و آرام کے دوران ماحول پُرسکون رکھنا کیونکہ بھوک کی گرمی انسان کو مشتعل کر دیتی ہے۔ اور نیند کا لطف خراب کرنا ناپسندیدگی کا موجب ہوتا ہے۔

☆ اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرنا۔

☆ اس کی ذات، اس کے لواحقین، اس کے بچوں کا خیال رکھنا اور ان کی طرف پوری توجہ دینا۔ کیونکہ مال کی حفاظت کرنا تیری بہترین عزت افزائی کا باعث ہوگا اور بچوں اور اس کے متعلقین کی طرف توجہ دینا تیرے حسنِ انتظام و سلیقہ شعاری پر دلالت کرے گا۔

☆ اس کا بھید یا راز ہرگز فاش نہ کرنا۔

☆ اس کے حکم کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ اگر تو نے اس کا راز فاش کیا تو پھر تو اس کی بے وفائی سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھ۔ اسی طرح اگر تو نے اس کی نافرمانی کی تو تو اُس کے سینہ کو غصہ سے بھر دے گی۔

☆ اگر تو اسے غمزدہ دیکھے تو اس کے سامنے خوشی کے اظہار سے احتراز کر کیونکہ یہ بات تیری کوتاہی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح جب وہ خوش ہو تو اُس کے سامنے افسردہ ہونے سے پرہیز کر۔ کیونکہ اس طرح تو اُس کی خوشی کو بے لطف بنا دے گی۔

☆ تو جتنا اس سے اتفاق رائے اور اس کے مزاج سے موافقت اختیار کرے گی اتنا ہی زیادہ وہ تیرا ساتھ دے گا۔ تو جان لے کہ اپنی پسندیدہ خواہش کو تب ہی پا سکے گی جب تو اپنی پسند اور ناپسند کو چھوڑ کر اس کی مرضی کو اپنی مرضی پر اور اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے خیر و برکت کو مقدّر کر دے۔'' آمین۔

رُخصتی پر دعائیہ نظم

مکرم اطہر حفیظ فرازؔ صاحب

دُکھ درد بانٹ لینا، غم سے بحال رکھنا
اللہ میاں کے آگے ہر اِک سوال رکھنا
یہ شام کے نظارے آئیں گے یاد بن کر
یہ دن رہے گا روشن، اس کو سنبھال رکھنا
اپنا خیال رکھنا، اس کا خیال رکھنا

مہمان جو آرہے ہیں، تم کو بلا رہے ہیں
تم سے محبتوں کو کتنا بڑھا رہے ہیں
اپنی دعا سے ہر دم تم کو سجا رہے ہیں
تم ان کی چاہتوں کو ہر دَم مثال رکھنا
اپنا خیال رکھنا، اس کا خیال رکھنا

تم کو عطا کرے وہ اپنی ہزار نعمت
جس کا شمار نہ ہو وہ بے شمار نعمت
پت جھڑ کبھی نہ آئے، رکھے بہار نعمت
چہرہ چمک رہا ہو، آنکھیں اُجال رکھنا
اپنا خیال رکھنا، اپنا خیال رکھنا

ماضی ہے اِک کہانی، تم اپنا آج دیکھو!
کیسے بدل رہا ہے سارا رواج دیکھو!
راضی خدا کو کرلو، تم نہ سماج دیکھو!
تم باکمال ہو کر ایسا کمال رکھنا
اپنا خیال رکھنا، اپنا خیال رکھنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خسر

مکرم و محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب وفات پا گئے

اناللہ وانا الیہ راجعون

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بہنوئی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خسر محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب مورخہ 8 مارچ 2011ء کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں صبح سوا سات بجے 91 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کافی عرصہ سے دل کے عارضہ کی وجہ سے علیل تھے۔ چند دنوں سے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں داخل تھے۔

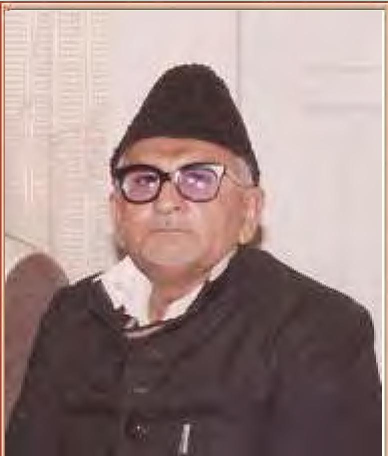
ابتدائی حالات زندگی

آپ مورخہ 24 نومبر 1920ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہے۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور حضرت مولوی سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔ آپ کے آباء کا اصل وطن سہالہ ضلع راولپنڈی تھا۔ لیکن لمبا عرصہ قادیان کے محلّہ دارالانوار میں رہائش پذیر رہے۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے پاس کیا۔

خدمات سلسلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد آپ نے 1944ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ اس موقع پر آپ نے اپنے بھائی مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب کو بھی ساتھ شامل کرتے ہوئے حضورؓ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ وہ ایک عرصہ سے مسلسل حضورؓ کو خواب میں دیکھ رہے ہیں۔ اسی بناء پر دونوں بھائیوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر آپ 1945ء سے 1961ء تک ایم این سنڈ یکیٹ کے تحت محمود آباد سٹیٹ میں بطور واقف زندگی مینیجر خدمات بجالاتے رہے۔ 1962ء تا 1968ء نصرت آباد فضل بھنبھر وسندھ میں ٹھیکہ پر زمین لے کر کام کیا۔



بشکریہ مکرم سیّد طارق احمد شاہ صاحب، ٹورانٹو

1961ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے۔ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے دوبارہ اپنے آپ کو تحریک جدید میں خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ 1982ء تا 1993ء وکالت تبشیر تحریک جدید ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بیماری کی وجہ سے اس خدمت سے سبکدوش ہوئے۔

آپ غیر معمولی محنتی اور ہمہ وقت خدمت دین میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے، دفتری امور کے ماہر اور خطوط کی عمدہ ڈرافٹنگ میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

شادی خانہ آبادی

آپ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ اس طرح آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامادی میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ جن کی وفات جولائی 2001ء میں ہوئی، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہمشیرہ محترمہ تھیں۔ حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی پھوپھی تھیں۔

اولاد

آپ نے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆ حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆ محترم سید مولود احمد شاہ صاحب ربوہ

☆ محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر مال خرچ

☆ محترم سید قاسم احمد شاہ صاحب۔ ناظر زراعت وامور خارجہ

☆ محترم سید طارق احمد شاہ صاحب ٹورانٹو، کینیڈا

☆ محترمہ سیدہ امۃ الرؤف صاحبہ۔ اہلیہ محترم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ

صاحب ربوہ

☆ محترم سید صہیب احمد شاہ صاحب۔ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

☆ محترمہ سیدہ امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ محترم ملک خالد احمد ظفر صاحب نصرت جہاں اکیڈمی

☆ محترم سید محمود احمد شاہ صاحب۔ ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ

اخلاق فاضلہ واوصاف حمیدہ

آپ بہترین اخلاق اور گوناگوں خصوصیات کے مالک تھے۔ دعاؤں سے آپ کو خاص شغف تھا۔ اگر کسی نے دعا کے لئے کہہ دیا تو سالہا سال تک اس کے لئے دعا کرتے۔ پنج وقتہ نماز، نماز تہجد اور نوافل آپ نے کبھی نہ چھوڑے بلکہ بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے ساتویں کلاس سے تہجد پڑھنا شروع کی تھی اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے سوائے سخت بیماری یا اس کی وجہ سے غنودگی کے اس پر تادم حیات کاربند رہے۔ آپ کو قرآن کریم کی تلاوت کا بہت شوق تھا۔ 2002ء میں جب آپ کی قریب کی نظر کمزور ہوگئی تو اس بات کی آپ کو بہت تکلیف تھی کہ میں تلاوت نہیں کرسکتا۔ خلافت کے ساتھ آپ کا بہت گہرا تعلق تھا۔ آپ نے چار خلفاء سلسلہ کا زمانہ پایا۔ ہر خلیفۃ المسیح کے ساتھ محبت، اطاعت اور دلی وابستگی کی توفیق ملی۔ اپنی اہلیہ محترمہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں، ان کا بہت احترام کرتے، گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔ اکثر تہجد کے وقت چائے بناتے اور اہلیہ محترمہ کو اٹھاتے۔ بچوں کے ساتھ بہت محبت وشفقت کا سلوک تھا آپ اپنی اولاد کے لئے ایک مہربان سایہ کی طرح تھے۔ آپ بھرپور مہمان نوازی کرتے اور جو مہمان بھی گھر آتا اس کی تواضع کرتے اور بہترین اخلاق اور الفت وانکسار سے پیش آتے۔

تجہیز وتکفین

محترم پروفیسر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے اسی دن بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں اندرونی چاردیواری میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے ہی دعا کرائی۔

بیرونی شہروں سے کثرت سے احباب کی شمولیت

نماز جنازہ اور تدفین کے موقع پر ربوہ اور پاکستان کے مختلف شہروں سے کثیر تعداد میں احباب تشریف لائے۔

حضور انور کا اخراج تحسین

مورخہ 11 مارچ 2011ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں مکرم محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے اخلاق فاضلہ کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ میرے خالو اور خسر تھے۔ میرا اس بزرگ سے بڑا قریبی تعلق تھا اور ہے۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے اپنے باپ دادا کی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی خصوصیات بہت زیادہ لی ہوئی تھیں۔ سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور ان کی اہلیہ سیدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ ایک خوب اللہ ملائی جوڑی تھی، نیکیوں کے بجالانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے میں یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور غریبوں کی بہت زیادہ اقتصادی ومعاشرتی مدد کرنے والے تھے۔ مرحوم بڑے ہی دعا گو، بچوں سے بھی ہنس کے ملنا، خوش اخلاقی سے ملنا، عزت واحترام دینا اور ہر قسم کی دنیاوی باتوں سے پاک، ہر وقت زیر لب دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔ بہر حال دعاؤں میں اعلیٰ اخلاق میں اعلیٰ معیار سید داؤد مظفر شاہ صاحب کو دادا اور نانا دونوں طرف سے ورثے میں ملا تھا۔ بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا اور اسے نبھانا سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے خوب نبھایا۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک خاص پیار کا سلوک تھا۔ دنیا ان کی مقصود نہیں تھی۔ مال کو غریبوں، یتیموں اور ناداروں پر خرچ کر کے خوشی محسوس کرتے۔ جماعتی چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ میرے ساتھ بھی دامادی کے بعد ایک خاص تعلق پیدا ہوگیا تھا، میرے ذاتی اور جماعتی کاموں کے لئے بھی بہت دعائیں کیا کرتے تھے اور خلافت کے بعد تو اس تعلق میں ایک عقیدت، احترام اور دعاؤں کے لئے بہت زیادہ درد پیدا ہوگیا تھا۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور ان کے بھائی سید مسعود مبارک شاہ صاحب دونوں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتے تھے۔ اپنی شرافت اور نظم وضبط کا پابند ہونے کی وجہ سے اساتذہ اور طلباء دونوں میں بڑے مشہور تھے۔ کامل اطاعت اور عاجزی کے ساتھ اپنے افسران کے دیئے گئے کام کو سرانجام دیتے رہے۔ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ یہی لوگ ہیں جن کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حقیقی رنگ میں تزکیہ کیا ہے۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے چھ بیٹے ہیں جو مختلف حیثیت سے جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ تین بیٹیاں ہیں ایک میری اہلیہ اور دوسری دو بہنیں بھی دو واقفین زندگی سے بیاہی گئی ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کی تمام اولاد بھی ہمیشہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنے والی ہو اور ان کی دعائیں ہمیشہ ان کو لگتی رہیں۔

مسجد بیت الفتوح لندن میں نماز جنازہ غائب

نماز جمعہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ۔ 15 مارچ 2011ء)

جماعت احمدیہ کینیڈا کی مرکزی مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جنازہ غائب

مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ نارتھ امریکہ نے مورخہ 11 مارچ 2011ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کی مرکزی مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد مکرم محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب نماز جنازہ غائب پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔

نیز اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کے نمازوں کے مختلف مراکز میں مکرم محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب نماز ادا کی گئی۔

دعائے مغفرت واظہار تعزیت

اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اور مرحوم کے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں سے دلی اظہار افسوس کرتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب مرحوم کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔